قدم قدم پر تجسس جگاتی جرم و سزا کی ایک سنسنی خیز کہانی

ری پلے

علیم الحق حقی

وقت کا تیز رفتار دھارا انسان کو کل کس مقام پر لے جا کر کھڑا کر دے گا، یہ انسان نہیں جانتا۔ اپنے ماضی سے چھٹکارا پانے کی خواہش مند وہ دکھی دل عورت بھی اپنے مستقبل سے بے خبر یہ سمجھ رہی تھی کہ شاید اب اس کی زندگی میں کوئی طوفان نہیں آئے گا۔ وہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ بڑی پرسکون زندگی گزار رہی تھی کہ اچانک اس کا ماضی ایک بار پھر اسی انداز میں اس کے سامنے آ گیا جس طرح وہ پہلے اس کی زندگی میں آیا تھا۔ اس پر اپنے ہی معصوم بچوں کے قتل کا الزام تھا۔

اس ماں کا احوال جو دوسری بار اپنے بچوں سے محروم ہو گئی تھی

کھڑکی کی درزوں سے سردی پانی کی طرح رس رس کر اندر آتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کاہلی سے اٹھا اور کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اس نے کھڑکی کے پاس رکھا ہوا تولیا اٹھایا اور اسے کھڑکی کے گلے ہوئے فریم میں ٹھونس دیا۔

برف باری ہو رہی تھی۔ تولیے پر برف کے گالوں کے گرنے کی آواز دبی دبی پھنکاروں سے مشابہ تھی۔ نجانے کیوں یہ آواز اسے بہت اچھی لگتی تھی۔ اس نے باہر دیکھا۔ آسمان پر دھند چھائی ہوئی تھی۔ نیچے جھیل کے پانی پر برف کے ذرات گر رہے تھے۔ مکان کی اس جانب سے وہ بہت دور تک دیکھ سکتا تھا۔

اسے اس علاقے سے نفرت تھی۔ خاص طور پر نومبر کے مہینے میں جب ہر چیز دھندلی نظر آتی تھی، یہ علاقہ اسے بہت برا لگتا تھا۔ ویسے تو اسے یہاں کا موسم گرما بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ اس نے صرف ایک بار موسم گرما یہاں گزارا تھا۔ اس عرصے میں یہاں سیاحوں کا ہجوم ہوتا تھا۔ لوگ دور دور سے گرمیاں گزارنے یہاں آتے تھے۔ تب اس مکان میں بھی تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔

اسے ان بورڈز سے بھی نفرت تھی جو اجیت پال نے مکان کے سامنے، عقب میں اور پہلوؤں میں نصب کرا دیے تھے، جن پر نمایاں حروف میں برائے فروخت لکھا تھا۔ نیچے اجیت کی اسٹیٹ ایجنسی کا فون نمبر لکھا تھا جس پر خواہش مند خریدار رابطہ کر سکتے تھے۔ اس حقیقت سے اسے اور نفرت تھی کہ اجیت اور اس کے ساتھ کام کرنے والے کسٹمر اب خریداری کے خواہش مند لوگوں کو مکان دکھانے کے لیے لے کر آتے تھے۔

خوش قسمتی سے وہ پچھلے مہینے ہی یہاں آ گیا تھا۔ اس وقت اجیت اس مکان کی فروخت کے لیے مہم چلانے کا ارادہ کر رہا تھا۔ انہوں نے اسے ٹاپ فلور کا اپارٹمنٹ دے دیا تھا۔ وہاں اس نے دوربین سیٹ کر لی تھی۔

وقت کم سے کم ہوتا جا رہا تھا۔ کسی بھی وقت کسی خریدار کو مکان پسند آ جاتا اور وہ اسے خرید لیتا۔ اس کے بعد یہاں رہنے کا موقع اسے کسی قیمت پر نہ ملتا اسی لیے اس نے وہ آرٹیکل اخبار میں اشاعت کے لیے بھیج دیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جب سادھنا کی اصلیت بے نقاب ہو تو وہ یہاں موجود ہو.... تماشا دیکھنے کے لیے کیا دھماکا ہو گا۔ اب تو سادھنا مطمئن نظر آتی ہے جیسے محفوظ ہو۔ جیسے ماضی مٹ گیا ہو۔ اسے کیا معلوم کہ ایسا ہے نہیں۔ ماضی کبھی نہیں مٹتا۔

اسے ایک کام اور بھی کرنا تھا لیکن سادھنا بچوں کے معاملے میں بہت محتاط تھی۔ وہ انہیں نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتی تھی، بہت خیال رکھتی تھی وہ ان کا۔ ایسے میں اس کا کام آسان نہیں تھا لیکن بہرحال ممکن...

وہ مضطربانہ انداز میں کمرے میں پھرتا پھرا۔ ٹاپ فلور کا یہ بیڈ روم اپارٹمنٹ کافی کشادہ تھا۔ وہ پرانا مکان ایک اونچی اور بہت

بڑی چٹان پر تعمیر کیا گیا تھا۔ وہاں سے دریا اور جھیل کا منظر بہت صاف دکھائی دیتا تھا۔

گزشتہ چھ سال سے وہ یہاں آرہا تھا۔ سیزن ختم ہونے پر وہ یہاں آتا اور موسم خزاں تک یہاں قیام کرتا۔ ہر بار وہ اسی مکان میں ٹھہرا تھا مگر اس سال وہ یہاں آیا تو اجیت اس مکان کو بیچنے کی فکر میں تھا۔ یہ مکان اس کے لیے آئیڈیل تھا۔ اس کی ضروریات کے لحاظ سے' اپنی لوکیشن کے اعتبار سے موزوں ترین۔ اجیت کسی ایسے خریدار کی تلاش میں تھا جو یہاں ہوٹل اور ریسٹورنٹ بنانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس بار اسے مکان کا اوپری حصہ کرائے پر دیتے وقت اجیت نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ کسی بھی وقت کسی خریدار کو مکان دکھانے کے لیے لاسکتا ہے۔ اگر اسے کوئی اعتراض ہو تو ابھی بتادے تاکہ اسے کوئی اور مکان دکھادیا جائے۔

اجیت پال! اجیت کا خیال آتے ہی وہ مسکرا دیا۔ وہ اکثر سوچتا کہ کیا سادھنا نے اجیت کو اپنے بارے میں بتادیا ہوگا؟ اپنا ماضی اس پر کھول دیا ہوگا؟ اپنی حقیقت اسے بتادی ہوگی کہ وہ کون ہے؟ ممکن ہے' اس نے کچھ نہ بتایا ہو۔ عورتیں فطری طور پر بہت چالاک ہوتی ہیں اور اگر اجیت کو کچھ بھی نہیں معلوم ہے تو یہ اور بہتر ہوگا۔ لطف دوبالا ہو جائے گا۔ اگر وہ اجیت کو کل کا اخبار کھول کر پڑھتے دیکھے تو اجیت کے چہرے کا تاثر کیسا خوش کن ہوگا اس کے لیے!

وہ کھڑکی سے ہٹ گیا۔ وہ بھاری بھرکم قد و قامت کا آدمی تھا۔ اس کی ٹانگوں پر درخت کے تنوں کا گمان ہوتا تھا۔ اب وہ ضرورت محسوس کر رہا تھا کہ کچھ وزن گھٹانا چاہئے لیکن اس کے لیے پھر سے خود کو بھوکا مارنا ہوگا اور اس کا جی چاہتا تھا کہ وہ اپنے اصل بال بڑھائے۔ اب تو بال بڑی حد تک سفید ہو چکے ہوں گے۔

وہ اپارٹمنٹ میں اِدھر اُدھر ٹہلتا رہا۔ بالآخر وہ ڈرائنگ روم میں دوربین کے پاس جارکا۔ وہ بہت طاقت ور دوربین تھی۔ ایسی دوربینیں عام طور پر دکانوں پر نہیں ملتیں۔ اس نے جھکتے ہوئے دوربین میں جھانکا۔

وہ ایک تاریک دن تھا اسی لیے سادھنا نے اپنے کچن میں لائٹ آن کر رکھی تھی۔ اس لیے وہ اسے صاف اور واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔ وہ کچن کی کھڑکی میں سنک کے سامنے کھڑی تھی۔ شاید وہ کھانا پکانا شروع کرنے والی تھی۔ وہ خاموش کھڑی پانی کی سمت دیکھ رہی تھی۔ وہ کیا سوچ رہی ہوگی؟ بچوں کے بارے میں.... سبھاش اور تنجا کے بارے میں؟ کاش.... وہ کسی طرح جان سکتا!

اسے اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔ وہ نروس انداز میں اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ آج وہ بہت کم عمر لگ رہی تھی۔ اس نے اپنے بال پیچھے کی طرف کر کے جوڑا باندھ رکھا تھا۔ بال اس نے اخروٹ جیسے براؤن رنگ کے رنگے تھے۔ کلر سے کیسا فائدہ اٹھاتے ہیں لوگ اور ہیئر کلر میں اب کیسے کیسے شیڈ آنے لگے ہیں۔ اگر وہ اپنے بال نہ رنگتی تو اسے کوئی بھی بہ آسانی پہچان لیتا۔

وہ سادھنا کی عمر کے بارے میں سوچنے لگا۔ کل وہ ۳۲ سال کی ہو جائے گی لیکن اس کی اتنی عمر لگتی نہیں تھی۔ کچھ لوگ اس معاملے میں بہت ہی خوش نصیب ہوتے ہیں۔

کل! کل' اسی وقت وہ سادھنا کو دیکھے گا۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے گا۔ کل وہ سب کے سامنے' پوری دنیا کے سامنے بے نقاب ہو جائے گی۔ سب لوگ اس کی اصلیت جان لیں گے۔ وہ خوف سے پیلی پڑ جائے گی۔ سوالوں کے جواب دیتے ہوئے اس کی زبان لڑکھڑائے گی۔ اس سے بات نہیں کی جارہی ہوگی۔ پولیس اس سے وہی سوالات کرے گی جو سات سال پہلے اس سے کیے گئے تھے۔ وہ خواہش کرے گی کہ مر جائے۔

"سنو سادھنا دیوی۔" پولیس اس سے کہے گی "سچ سچ بتادو سب کچھ۔ سادھنا دیوی' تمہارے بچے کہاں ہیں؟"

○☆○

اجیت سیڑھیوں سے اُتر کر نیچے آیا۔ وہ اپنی ٹائی کی گرہ کس رہا تھا۔ سادھنا میز کے سامنے بیٹھی تھی۔ ارملا اس کی گود میں چڑھی بیٹھی تھی۔ نوین اپنے مخصوص انداز میں بیٹھا ناشتا کر رہا تھا۔ اس کے انداز میں بڑوں کا سا وقار تھا۔

اجیت نے نوین کا سر تھپتھپایا اور جھک کر ارملا کو پیار کیا۔ وہ بہت خوب صورت بچی تھی.... نیلی آنکھوں والی۔

سادھنا نے سر اٹھا کر اجیت کو دیکھا اور مسکرائی۔ وہ بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔ کوئی اسے دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ آج وہ ۳۲ سال کی ہو گئی ہے۔ اجیت کو اس کے بالوں کی جڑوں میں اس کے بالوں کا اصلی رنگ نظر آیا۔ پچھلے سال کئی بار اس نے سادھنا سے ضد کی تھی کہ وہ اب رنگ کرنا چھوڑ دے۔ اس کے بالوں کا اصل رنگ بہت خوب صورت ہے.... ساون کی گھٹاؤں جیسا سیاہ! لیکن وہ اسے قائل نہیں کر سکا تھا۔

"ہیپی برتھ ڈے جاناں۔" وہ سرگوشی میں گنگنایا۔

دیکھتے ہی دیکھتے سادھنا کے چہرے پر زردی کھنڈ گئی۔

نوین نے ناشتا کرتے ہوئے سر اٹھایا اور حیرت سے باپ کو دیکھا "کیا واقعی آج ممی کا برتھ ڈے ہے؟ آپ نے مجھے پہلے نہیں بتایا۔"

ارملا بھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "ممی کا برتھ ڈے! واؤ۔" اس کے لہجے میں چہکار تھی۔

"ہاں۔ آج تمہاری ممی کا برتھ ڈے ہے۔ شام کو میں بڑا سا کیک اور ایک تحفہ بھی لاؤں گا اور میرے ساتھ گھنشام چاچو بھی ہوں گے۔ رائٹ سادھنا؟" وہ سادھنا کی طرف مڑا۔

"اجیت.... پلیز.... نہیں...." سادھنا کے لہجے میں التجا تھی۔

"تمہیں یاد ہے' پچھلے سال تم نے وعدہ کیا تھا کہ اگلے سال ہم سالگرہ منائیں گے۔"

اجیت کو برسوں سے آرزو تھی کہ خوشی کو خوشی کی طرح منایا جائے... اس کا استقبال کیا جائے۔ زندگی کا انداز ایسے ہی تو بدلتا ہے۔ ابتدا میں وہ اصرار کرتا تو سادھنا ایک لفظ کہے بغیر جھیل کی طرف چلی جاتی اور وہاں یوں از خود رفتگی کی کیفیت میں ٹہلتی رہتی جیسے اپنی ہی کسی دنیا میں چلی گئی ہو... اس دنیا سے پوری طرح بے خبر۔ ایسے میں وہ اسے بھٹکی ہوئی کوئی آتما لگتی جسے سکون کی تلاش ہو۔

لیکن پچھلے سال وہ کچھ کھلی۔ وہ اپنے پچھلے دونوں بچوں کے بارے میں بات کرنے لگی "اب وہ ہوتے تو کتنے بڑے ہو گئے ہوتے۔ سبھاش گیارہ سال کا ہوتا اور تیجا دس کی۔ میں تصور میں انہیں اتنا بڑا دیکھنے کی کوشش کرتی ہوں مگر نہیں دیکھ پاتی۔ میں تو انہیں ویسا بھی نہیں دیکھ پاتی جیسا آخری بار دیکھا تھا۔ وہ وقت ہی جیسے دھندلا گیا ہے میرے لیے۔ لگتا ہے، میں نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا تھا۔ وہ حقیقت نہیں تھی۔"

"سب کچھ بھول جاؤ میری جان۔" اجیت نے اس کے کندھے تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا "جو کچھ ہوا، اسے یاد بھی مت کرو۔"

اس یاد نے اسے اپنے فیصلے میں اور مستحکم کر دیا۔ اس نے جھک کر سادھنا کا سر محبت سے تھپتھپایا۔ سادھنا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے کا تاثر دیکھ کر وہ بے یقینی میں مبتلا ہونے لگا "اجیت میں نہیں سمجھی..."

"ممی... آپ کتنے سال کی ہو گئیں؟" نوین نے اس کی بات پوری نہیں کرنے دی۔

سادھنا مسکرائی "تمہیں اس سے کیا۔ عورتوں سے ایسی باتیں نہیں پوچھتے۔ ایسا کرو گے تو دنیا میں کوئی لڑکی تمہیں پیار نہیں کرے گی۔"

"بتائیں نا ممی۔" ارملا ٹھنکی۔

"میں دو اوپر تیس کی ہو گئی۔"

"اوہ... تھرٹی ٹو۔" نوین نے نعرہ لگایا۔

اجیت نے کافی کا طویل گھونٹ لیا "سنو بیٹے، آج اسکول کی چھٹی کے وقت میں تمہیں لینے آؤں گا پھر ہم بازار جا کر تمہاری ممی کے لیے تحفہ خریدیں گے۔ اب مجھے جانا ہے۔ ایک خریدار کو شانتی ہاؤس دکھانا ہے۔ مجھے جا کر اس کے کاغذات چیک کرنے ہیں۔ سودا ہو گیا تو مزہ آجائے گا۔"

"مگر وہ تو کرائے پر چڑھا ہوا ہے؟" سادھنا نے کہا۔

"ہاں۔ وہی شخص کرائے دار ہے... جسونت مگر میں نے اس سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مجھے جب ضرورت ہوئی، میں کسی خریدار کو مکان دکھانے کے لیے لا سکتا ہوں۔ اسے اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ مجھے اس سودے پر تگڑا کمیشن ملے گا۔"

سادھنا نے ارملا کو گود سے اتارا اور اجیت کے ساتھ دروازے تک گئی۔ اجیت اپنی گاڑی میں بیٹھا۔ گاڑی کچی تک سڑک پر چل دی۔ یہ کچا راستہ ٹیلوں پر پھیلے ہوئے جنگل کے درمیان سے گزرتا تھا اور آگے جا کر پکی سڑک سے جا ملتا تھا۔ وہ سڑک قصبے کو جاتی تھی... اور اسی پر اجیت کا دفتر تھا۔

میز کی طرف واپس آتے ہوئے سادھنا سوچ رہی تھی کہ اجیت کا کہنا درست ہے۔ گزری ہوئی کل کا ماتم کب تک؟ اب اسے ماضی کو بھول کر صرف مستقبل پر نظر رکھنی، صرف مستقبل کی فکر کرنی چاہیے لیکن وہ کیا کرتی۔ اس کے وجود کا ایک حصہ جیسے منجمد ہو گیا تھا اور وہ ماضی میں ہی رہ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اشیش کے ساتھ گزرا ہوا وقت دھندلایا ہوا سہی مگر اس کے ساتھ موجود ہے۔ یونیورسٹی کیمپس میں اپنا گھر یاد کرنا اس کے لیے بہت دشوار تھا اور وہ دونوں بچے... سبھاش اور تیجا... وہ کیسے لگتے تھے؟ دونوں کے بال گہرے سیاہ تھے اور وہ بجھے بجھے رہتے تھے۔ خود اعتمادی اور یقین سے محروم... اور ان کی اس کمی کا سبب وہ تھی۔ وہ انہیں اس سے ملی تھی اور پھر وہ کھو گئے تھے... دونوں کھو گئے تھے۔ کیسا زیاں تھا وہ!

"ممی... آپ اتنی اُداس کیوں رہتی ہیں؟" نوین نے پوچھا۔ اس کا انداز بالکل اجیت کا سا تھا۔

سادھنا نے دونوں بچوں کو محبت سے دیکھا "نہیں بیٹے، ایسی تو کوئی بات نہیں۔ میں اداس تو نہیں رہتی۔" اس نے ارملا کو گود میں اٹھا لیا۔ بچی کا لمس زندگی سے بھرپور اور بے حد حدت آفریں

بدتر

بیٹے کا رزلٹ کارڈ دیکھ کر باپ نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا۔ "خدا کی پناہ! یہ رزلٹ ہے تمہارا؟ بیس بچوں کی کلاس میں تم آخری نمبر پر آئے ہو۔ اس سے برا رزلٹ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔"

"ابو! کیا ہمیں شکر نہیں کرنا چاہیے کہ کلاس میں بچے بیس سے زیادہ نہیں تھے؟" بیٹے نے معصومیت سے سوال کیا۔

○☆○

باپ کو بچے کے بارے میں اسکول ٹیچر کا خط ملا تو اس نے غصے میں بیٹے کو بلایا اور گرج کر کہا۔ "تمہیں معلوم ہے تمہارے ٹیچر نے اس خط میں کیا لکھا ہے؟"

"جی نہیں۔" بیٹے نے نفی میں سر ہلایا۔

"اس نے لکھا ہے کہ شاید وہ زندگی بھر تمہیں کچھ نہ سکھا سکے۔"

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ یہ ٹیچر کسی قابل نہیں ہے۔" بچے نے منہ بنا کر کہا۔

تھا۔

"میں آپ کے تحفے کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔" ارملا نے کہا۔

"زبردست۔" سادھنا بولی "لیکن باہر جا کر سوچو۔ تازہ ہوا بہت مفید ہوتی ہے۔ ویسے بھی بعد میں شاید بارش ہو جائے۔"

اس نے بچوں کو کپڑے تبدیل کرائے۔ ان کے سروں پر گرم ٹوپیاں رکھیں "نوین.... مجھے گھر کی صفائی کرنی ہے۔ تم ارمی کے ساتھ رہنا۔ اسے اکیلا نہ چھوڑنا۔"

"ٹھیک ہے ممی۔" نوین نے خوش دلی سے کہا پھر بہن کی طرف مڑا "چلو ارمی، پہلے میں تمہیں جھولا جھلاؤں گا۔" باہر جنگل سے ذرا پیچھے اجیت نے شاہ بلوط کے ایک اونچے درخت کی شاخ پر بچوں کے لیے زبردست جھولا ڈال دیا تھا۔

سادھنا نے ارملا کو دستانے پہنائے۔ وہ سرخ رنگ کے تھے۔ وہ اونی تھے اور ان کی پشت پر ایک مسکراتا ہوا چوہا بنا تھا "یہ پہنے رہنا۔ موسم ایک دم ٹھنڈا ہوتا جا رہا ہے۔ پتا نہیں، مجھے تم کو باہر جانے بھی دینا چاہیے یا نہیں۔"

"ممی پلیز۔" ارملا کے ننھے منے ہونٹ کانپنے لگے۔ اسے رونا آتا تھا تو وہ بہت اچھی لگتی تھی۔

"اچھا بابا، ٹھیک ہے۔ اب رونے کی اداکاری مت کرو۔" سادھنا نے جلدی سے کہا "مگر آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں۔ ٹھیک ہے؟" اس نے دروازہ کھولا۔ دونوں بچے باہر نکلے۔ باہر ٹھٹھرا دینے والی بے حد سرد ہوا چل رہی تھی۔ سادھنا کپکپا کر رہ گئی۔ اس نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

وہ پرانے طرز کا مکان تھا۔ زینہ بالکل سیدھا.... تقریباً عمودی تھا لیکن سادھنا کو اس کی ہر چیز اچھی لگتی تھی۔ اسے بہت اچھی طرح یاد تھا جب وہ پہلی بار یہاں آئی تھی تو اس مکان کو دیکھ کر اسے کیسے بے پایاں سکون کا احساس ہوا تھا۔ اس بات کو چھ سال ہو گئے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے، جب عدالت نے اس کے خلاف فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا تھا۔ استغاثہ نے مقدمہ دوبارہ چلانے پر زور نہیں دیا تھا کیونکہ ان کا سب سے اہم گواہ پرکاش اچانک ہی غائب ہو گیا تھا۔

وہ بھاگ کر یہاں آئی تھی۔ وہ یہ سوچ کر نکلی تھی کہ علی گڑھ سے جتنی دور جانا ممکن ہو، چلی جائے۔ وہ یونیورسٹی سے، اس پورے تعلیمی ماحول سے فرار چاہتی تھی۔ وہ ان دوستوں سے دور بھاگ رہی تھی جو راتوں رات اجنبی دشمن بن گئے تھے۔ وہ جو ہر وقت "بے چارے اشیش" کا تذکرہ کرتے تھے اور اشیش کی خودکشی کا ذمے دار بھی اسی کو ٹھہراتے تھے۔

وہ وار بلنگ چلی آئی کیونکہ اس نے سنا تھا کہ یہاں کوئی کسی کے بارے میں تجسس نہیں کرتا بلکہ وہ اجنبیوں سے تعلق بھی نہیں رکھنا چاہتے۔ بے تکلفی تو بہت دور کی بات ہے اور یہ اس کے لیے بہتر تھا۔ وہ یہی چاہتی تھی۔ اس نے اپنے بال کٹوا لیے اور انہیں رنگ لیا۔ اب اس کے بال اخروٹ جیسے براؤن تھے۔ ان کی وجہ سے وہ بالکل بدل گئی تھی۔ چھوٹی چھوٹی بظاہر غیر اہم تبدیلیاں آدمی کو کتنا بدل دیتی ہیں، یہ احساس بے حد حوصلہ افزا تھا۔ اب وہ ان تصویروں سے یکسر مختلف تھی جو مقدمے کے دوران میں ملک بھر کے اخبارات کے صفحۂ اول پر شائع ہوتی رہی تھیں۔ اب کوئی اسے سادھنا اشیش کمار کی حیثیت سے نہیں پہچان سکتا تھا۔

اسے مکان کی تلاش تھی اور خوش قسمتی اس تلاش کے بہانے اسے اجیت پال کی اسٹیٹ ایجنسی میں لے گئی "میرے پاس ایک بہت اچھا مکان ہے۔" اجیت نے اس سے کہا "بس وہ ہے ذرا پرانے طرز کا۔"

"اس میں کوئی حرج نہیں۔"

"وہ مکمل طور پر آراستہ ہے۔ قبضہ بھی فوراً ہی مل سکتا ہے۔ آپ کے لیے کتنے کمرے کافی ہوں گے مسز....؟"

"مس سادھنا رائے۔" سادھنا نے جلدی سے کہا۔ جبلی طور پر اس نے اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام منسلک کر دیا تھا۔ "اور نہیں، مجھے کسی بڑے مکان کی ضرورت نہیں۔ میرے ایسے ملنے والے نہیں جو یہاں آئیں اور میرے ساتھ قیام کریں۔"

"بس تو ٹھیک ہے۔"

سادھنا کو یہ بات بہت اچھی لگی کہ اجیت نے اس کے بارے میں زیادہ تفتیش نہیں کی۔

"تنہائی اور پرائیویسی کے خواہاں لوگوں کے لیے یہ علاقہ بہت مناسب ہے۔" اجیت نے کہا تھا۔

سو اجیت اسے یہاں لے آیا۔ مکان اسے پہلی ہی نظر میں بھا گیا اور اس نے اسے کرائے پر لینے کا فیصلہ کر لیا۔ ڈائننگ روم اسے بہت ہی اچھا لگا۔ جھیل کی طرف کھلنے والی کھڑکی کے سامنے بڑی ڈائننگ ٹیبل رکھی تھی۔ بیڈ روم کی کھڑکی بھی جھیل کی طرف کھلتی تھی۔ قبضہ اسے فوراً ہی مل گیا اور وہ مکان میں منتقل ہو گئی۔ اس رات مہینوں میں پہلی بار وہ گہری اور بہت اچھی نیند سوئی۔ وہ ایسی پُرسکون نیند تھی جس میں پہلی بار اس نے سہاش اور تلمجا کی فریاد بھری پکار نہیں سنی۔ اسے ہوش ہی نہیں رہا۔

اس مکان میں پہلی صبح اس نے اپنے لیے کافی بنائی اور کافی کی پیالی لے کر کھڑکی کے سامنے بیٹھ گئی۔ وہ ایک خوب صورت اور چمک دار دن تھا۔ آسمان جامنی مائل نیلی رنگت کا تھا۔ جھیل میں کشتیاں نظر آ رہی تھیں اور فضا آبی پرندوں کے چہچہوں سے معمور تھی۔ وہ زندگی سے بھرپور ایسا منظر تھا جس نے اس کا وہ جمود توڑ ڈالا جو طویل بے خواب راتوں اور اچٹتی نامکمل نیندوں نے اس پر طاری کر دیا تھا۔ اسے سکون کا احساس ہونے لگا۔

او گاڈ، مجھے سکون دے دے.... یہی ایک دعا تھی جو وہ مقدمے

کے دوران بھی مسلسل کرتی رہی تھی۔ جیل میں بھی یہی دعا اس کے لبوں پر رہتی تھی۔ بھگوان، مجھے حقیقت کو قبول کرنے کا حوصلہ دے اور یہ سات سال پہلے کی بات تھی۔

اسے اچانک احساس ہوا کہ وہ سیڑھیوں کے پاس کھڑی کی کھڑی رہ گئی ہے۔ یادوں میں کھو جانا کتنا آسان تھا۔ اس کے لیے ارادے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ یادیں خود بخود آتیں اور چھا جاتیں۔ وہ دھیرے دھیرے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ اسے سکون کیسے مل سکتا تھا۔ اس کے سر پر تو تلوار لٹک رہی تھی۔ کسی بھی وقت پرکاش نمودار ہو سکتا تھا.... اور اس کے ساتھ ہی اسے دوبارہ مقدمے کا سامنا کرنا پڑتا۔ مقدمہ.... اور وہ بھی اپنے ہی بچوں کو قتل کرنے کے الزام میں اور اگر مقدمہ چلا تو وہ اجیت سے.... اور نوین اور ارملا سے دور جانے پر مجبور ہو جائے گی۔ یہ کیسی بے یقینی ہے۔ وہ زندگی شروع ہی نہیں کر سکتی جبکہ وہ دوبارہ زندگی شروع کر چکی ہے۔

سیڑھیوں پر چڑھ کر اس نے پلٹ کر ایک نظر دیکھا پھر وہ ماسٹر بیڈ روم میں چلی گئی۔ اس نے کھڑکیاں کھول دیں۔ آسمان پر بادل جنگ پر آمادہ کسی فوج کی طرح صف آرائی میں مصروف تھے۔ سردی بتاتی تھی کہ درجۂ حرارت بہت تیزی سے اور مسلسل گر رہا ہے۔ اب اسے اتنا عرصہ ہو چکا تھا کہ وہ یہاں کے موسم کا مزاج سمجھنے لگی تھی۔ جس طرح کی ہوا چل رہی تھی، وہ طوفان کی نقیب تھی۔

وہ گومگو میں پڑ گئی۔ ابھی موسم ایسا ہے کہ بچوں کو تھوڑی دیر اور کھیلنے دیا جا سکتا ہے؟ وہ ہمیشہ سے چاہتی تھی کہ بچوں کو صبح کے وقت زیادہ سے زیادہ تازہ ہوا میسر آئے پھر دوپہر کو کھانے کے بعد ارملا سو جائے گی اور نوین اسکول چلا جائے گا۔

سادھنا چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے بیڈ شیٹس سمیٹیں۔ یہ تشویش اور بے یقینی جو اس کی بدترین دشمن تھی اور اس کے اندر ہی رہتی تھی، اس پر کسی طرح فتح حاصل کرنی ہے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ بچوں کی طرف سے اتنا پریشان رہنا بھی اچھا نہیں کہ وہ نفسیاتی کیس بن جائے۔ بستر پر دوسری چادریں بچھانے اور میلی چادروں کو واشنگ مشین میں ڈالنے میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لگیں گے۔ یہ سوچ کر اس نے بچوں کے پاس باہر جانے کی چھتی ہوئی خواہش کو تھپکا۔ ذرا ہی دیر کی تو بات ہے۔

وہ کام میں مصروف ہو گئی!

○☆○

کرن شرما نے بک اسٹال سے صبح کا اخبار خریدا۔ جب بھی وہ کچھ خریدنے کے لیے نکلتی تھی تو اس مکان کے سامنے سے گزرتی تھی۔ یہ مکان اجیت پال نے اسی وقت اپنے لیے خرید لیا تھا جب اس نے اس مکان کی خوب صورت کرائے دار سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ موسم اچھا ہوتا تو سادھنا اس وقت اپنے گھر کے

باغیچے میں ہوتی تھی۔ وہ کرن کو دیکھ کر وش بھی ضرور کرتی تھی مگر آج موسم اچھا نہیں تھا۔

کرن کی عمر چالیس سے کم ہی تھی۔ پیشے کے اعتبار سے وہ وکیل تھی۔ وہ خاصی پرکشش عورت تھی لیکن بے کاری نے اسے ڈپریشن میں مبتلا کر رکھا تھا۔ اس علاقے میں جھیلیں تھیں، نہریں تھیں اور مچھلی کے شکار کی تفریح میسر تھی لیکن موسم سرما میں مچھلی کا شکار ممکن نہیں ہوتا تھا۔ برسوں سے وہ اپنے شوہر کے ساتھ گرمی کا سیزن یہاں گزارنے آتی تھی مگر شرما کی موت کے بعد اکیلے پن نے اسے چاٹنا شروع کر دیا تھا۔ وہ یہاں صرف اس لیے آتی تھی کہ اس علاقے سے اس کی خوب صورت یادیں وابستہ تھیں۔

یہ اس علاقے میں رہائش اختیار کیے اس کا دوسرا سال تھا۔ ایک پبلشر کی بات مان کر وہ [illegible] پر ایک کتاب لکھ رہی تھی۔ اس کتاب میں قتل کے مشہور مقدمات کو زیر بحث لایا جاتا تھا۔ کرن نے یہ کتاب اپنی ذاتی دلچسپی کی بنا پر شروع کی تھی۔ پبلشر سے اس کی جان پہچان تھی۔ اس نے کتاب کا ایک باب پڑھا تو اس میں دلچسپی لینے لگا۔ یوں باقاعدہ معاہدہ طے پا گیا اور اب کرن باقاعدہ اس پر کام کر رہی تھی.... بلاناغہ.... پانچ گھنٹے یومیہ۔ یہاں وار بلنگ میں چھٹی کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اسے عدالتوں سے بھی نجات مل گئی تھی اور یہ طے تھا کہ کتاب مقبول ہوئی تو اس پر کیس برسیں گے۔

ہوا بہت سرد تھی۔ اس نے اونی اسکارف کو اچھی طرح کانوں پر لپیٹ لیا۔ یہ بھی غنیمت تھا کہ ابھی بادلوں نے سورج کا پوری طرح گھیراؤ نہیں کیا تھا۔ چہرے پر ہلکی ہلکی دھوپ کی تمازت بہت اچھی لگ رہی تھی۔ اس نے جھیل کی طرف دیکھا۔ سامنے والی جھاڑیوں کی چھنائی کے نتیجے میں جھیل کا منظر بالکل صاف نظر آنے لگا تھا۔ بس اس جھیل کے منظر کی راہ میں وہ پرانا ہنٹنٹ ہاؤس رکاوٹ بنتا تھا جس کا نام شانتی ہاؤس تھا۔

کرن نے سر گھما کر دیکھا تو اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ جس شخص نے شانتی ہاؤس کی اوپری منزل کرائے پر لی تھی اس نے کھڑکی میں یقیناً کوئی دھاتی چیز رکھی تھی۔ سورج کی کرنیں اس پر پڑ کر منعکس ہوتی تھیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں تھی۔ کرن نے سوچا

کہ وہ اجیت سے کہے گی کہ اس سلسلے میں اپنے کرائے دار سے بات کرے لیکن اسے ڈر تھا کہ کرائے دار اس پر بُرا مانے گا۔

اب وہ اجیت کے گھر کی کھڑکی کے بالکل سامنے تھی۔ سادھنا کھڑکی کے پاس ناشتے کی میز پر بیٹھی اپنے بیٹے سے بات کر رہی تھی۔ کرن نے جلدی سے نظر ہٹالی۔ اچھا نہیں لگتا کہ کوئی کسی کے گھر میں اس طرح دیکھے۔ وہ اخبار لیے اپنے گھر کی طرف چل دی۔ آج اسے اشیش کمار مرڈر کیس پر کام شروع کرنا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی کتاب کا سب سے دلچسپ باب ثابت ہوگا۔

○☆○

اجیت نے اسٹیٹ ایجنسی کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ فکر مندی کا ایک نامعلوم احساس تھا جو اسے ستا رہا تھا۔ وہ کوشش کے باوجود اسے ذہن سے نہیں جھٹک پایا تھا۔ سادھنا کا جنم دن تو مسئلہ تھا ہی۔ وہ سادھنا کو جنم دن منانے پر مجبور کر رہا تھا حالانکہ سادھنا کی طرح اسے بھی ڈر تھا کہ یہ دبی ہوئی کرب ناک یادوں کے ابھرنے کا سبب بنے گا لیکن اس کی فکر مندی اس سے بھی سوا تھی۔ اسے رہ رہ کر لگتا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے۔

گھنشام اسٹیٹ ایجنسی کی ابتدا ہی سے اجیت کے ساتھ تھا۔ اس کی عمر ۴۵ سے متجاوز تھی مگر اس کی شخصیت بہت پُرکشش تھی۔ کنپٹیوں پر اس کے بال سفید ہو رہے تھے۔ اس سے وہ باوقار لگتا تھا۔ خوش لباس تو وہ تھا ہی..... اور شاید اسی لیے وہ اسٹیٹ کا بے حد کامیاب [illegible] تھا۔

گھنشام نے اجیت کو بہت غور سے دیکھا "کیا بات ہے؟ کچھ پریشان ہو؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں تو۔ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"ماتھے پر شکنیں ہیں۔ لگتا ہے کچھ سوچ رہے ہو۔"

اجیت اس کے مشاہدے کا پہلے ہی قائل تھا "کوئی خاص بات نہیں۔ سردی زیادہ ہے نا اس لیے اور تم سناؤ، کام کیسا چل رہا ہے؟"

گھنشام نے فوراً بزنس نیوز شروع کر دیں "سب ٹھیک ہے۔ میں نے شانتی ہاؤس کی فائل مکمل کر لی ہے۔ سب کاغذات موجود ہیں۔ یہ بتاؤ، اس خریدار نے کس وقت آنے کو کہا ہے؟"

"دو بجے۔" اجیت نے بتایا۔

"اس مکان پر ذرا کام کیا جائے، اس کی شکل بدل جائے تو یہ زبردست ہوٹل بن سکتا ہے۔" گھنشام نے کہا "پانی کے قریب کی لوکیشن پہاڑی مقامات پر ہوٹلوں اور ریسٹورنٹس کے لیے بے مثال ہوتی ہے۔ ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، بنواری لال اب تک کئی ریسٹورنٹس کامیابی سے چلانے کے بعد اچھے داموں فروخت کرتا رہا ہے۔ یہ ملباریوں کا خاص کاروبار ہے۔ جہاں ریسٹورنٹ نہ چلتا ہو وہاں بھی چلا دیتے ہیں اور جما ہوا بزنس معقول قیمت پر بیچ دیتے ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ پیسے خرچ کرنے میں ہچکچاتا بھی نہیں ہے۔" اجیت نے اپنے آفس کا دروازہ کھولا اور میز پر جا بیٹھا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے گھنشام کے ایکس ٹینشن کا نمبر ڈائل کیا "یار، سردی بہت ہے۔ کافی نہیں پلاؤ گے۔"

"کیوں نہیں۔"

"بس تو اپنی اور میری کافی یہیں لے آؤ۔ کچھ دیر باتیں بھی کریں گے۔"

"اوکے باس۔"

چند منٹ بعد گھنشام کافی کی دو بھاپ اڑاتی پیالیاں لے کر کمرے میں آیا۔ اجیت نے کرسی کی طرف اشارہ کیا "آؤ بیٹھو۔"

گھنشام بیٹھ گیا "کوئی خاص بات ہے؟"

"آج رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھانے کے بارے میں کیا خیال ہے۔" اجیت نے کہا "آج ہم سادھنا کی سالگرہ منا رہے ہیں۔"

گھنشام نے ایک گہری سانس لی۔ پورے دار جلنگ میں ایک وہی تھا جو سادھنا کے بیک گراؤنڈ سے واقف تھا۔ اسے خود سادھنا نے سب کچھ بتایا تھا۔ جب اجیت نے اس سے شادی کو کہا تھا تو اس نے گھنشام کو سب کچھ بتا کر اس سے مشورہ مانگا تھا۔

"سالگرہ منانے کے پیچھے کوئی خاص سوچ ہے؟" گھنشام نے پوچھا۔

"[illegible] سالگرہ [illegible] منائی جائے گی۔ جبکہ وہ ہر سال آتی ہے۔ کیا سالگرہ یا جنم دن جیسی حقیقت سے نظریں چرائی جا سکتی ہیں؟ سادھنا کو اب ماضی سے ناتا توڑ کر حال میں جینا شروع کر دینا چاہیے۔ کب تک وہ یوں منہ چھپاتی رہے گی۔"

"ماضی سے ناتا کیسے ٹوٹ سکتا ہے اور اس کے سر پر دوسرے ممکنہ مقدمے کی تلوار لٹک رہی ہو تو وہ منہ تو چھپائے گی ہی۔"

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ ایک امکان سے کیوں اتنا ڈرا جائے۔ دیکھو گھنشام، وہ گواہ پرکاش اچانک روپوش ہو گیا تھا اور وہ سامنے آنا بھی نہیں چاہے گا۔ یہ کیوں بھولتے ہو کہ وہ فوج سے بھاگا ہوا ہے۔ وہ سامنے آئے گا تو اس کا کورٹ مارشل ہوگا اور یقینی طور پر اسے سخت سزا ملے گی۔"

"ہاں، یہ تو ہے۔"

"اب اور آگے بڑھ کر بات کرو۔ سچی بات کہنا۔ یہاں لوگ سادھنا کو کیا سمجھتے ہیں؟ اس کے بارے میں کیسی رائے رکھتے ہیں؟"

گھنشام ہچکچایا "لوگوں کے خیال میں وہ ایک بے حد پُرکشش اور حسین عورت ہے۔ خوش اطوار اور خوش گفتار ہے مگر گھلنا ملنا پسند نہیں کرتی۔ بہت لیے دیے رہتی ہے۔"

"ٹھیک کہتے ہو مگر میں نے یہ بھی سنا ہے کہ وہ مقامی لوگوں کو

منہ لگانے کے قابل نہیں سمجھتی۔ پچھلی بار میں اسے کامنی کی شادی میں لے گیا۔ وہاں جس وقت تصویریں کھینچی جارہی تھیں تو سادھنا چپکے سے کھسک گئی تھی۔ باتھ روم میں جا گھسی تھی۔"

"وہ ڈرتی ہے کہ اسے پہچان نہ لیا جائے۔"

"یہ بات میں بھی سمجھتا ہوں مگر یہ سوچو کہ دوبارہ مقدمہ چلا تو میں چاہوں گا کہ یہاں کے لوگ سمجھیں کہ سادھنا انہی میں سے ہے۔ اس سے سادھنا کو ڈھارس ملے گی۔ یہ ضروری ہے کیونکہ بری ہونے کے بعد سادھنا کو زندگی یہیں گزارنی ہوگی۔ ہمیں یہیں رہنا ہے۔"

"اور اگر مقدمہ چلا اور سادھنا بری نہ ہوئی تو؟"

"میں اس امکان پر سوچنا بھی نہیں چاہتا۔" اجیت نے خشک لہجے میں کہا "ہاں تو کیا طے پایا؟ ہمارے ہاں آؤ گے نا؟"

"ضرور آؤں گا۔" گھنشام نے کہا "اور میں تمہاری ہر بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میرے خیال میں تمہیں خود سے یہ ضرور پوچھنا چاہیے کہ یہ اچانک تمہارے دل میں سادھنا کے لیے نارمل زندگی کی خواہش کیوں ابھری ہے۔ اس خواہش کے پیچھے کچھ اور وجوہات اور محرکات بھی ہوسکتے ہیں۔ انہیں بھی ٹٹولو۔"

"کیا مطلب؟"

"اے جی، جب تم سے کانگریس کے صدر نے کہا تھا کہ اس علاقے کے جوانوں کو سیاست میں آنا چاہیے کیونکہ وہ علاقے اور عوام کے مسائل کو زیادہ [illegible] ہیں اور انہیں [illegible] محنت بھی کرسکتے ہیں تو میں وہاں موجود تھا۔" گھنشام مسکرایا "انہوں نے کہا تھا کہ تم جیسے باصلاحیت آدمی کو اس علاقے کی نمائندگی کرنی چاہیے۔ اب یہ تو ممکن نہیں کہ تم پر اس بات کا اثر نہ ہوا ہو لیکن موجودہ صورتِ حال میں بات بنے گی نہیں۔ اس لیے تم تبدیلی لانا چاہتے ہو۔"

اجیت اسے دیکھتا رہ گیا۔ اسے خیال آرہا تھا کہ لاشعوری طور پر اس نے یہ ضرور سوچا ہوگا لیکن گھنشام نے اسے جواب دینے کا موقع نہیں دیا۔ وہ اٹھ کر باہر چلا گیا۔ اجیت چہرے پر شرمندگی کا تاثر لیے سامنے والی دیوار کو دیکھتا رہا۔ وہ ڈپریس ہوگیا تھا۔

اجیت کو پچھلے ماہ کے دوران میں کئی ایسے مواقع یاد تھے جب بغیر کسی معقول وجہ کے اس نے سادھنا سے تلخی کی تھی۔ اس پر الٹ پڑا تھا۔ مثلاً وہ دن جب سادھنا نے واٹر کلر میں مکان کو پینٹ کرکے اسے دکھایا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ سادھنا کو پینٹ کرنا چاہیے۔ آرٹ کو اسٹڈی کرنا چاہیے۔ اس وقت بھی اس کا کام ایسا تھا کہ مقامی طور پر اس کی نمائش کا اہتمام کیا جاسکتا تھا لیکن وہ ڈرتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں۔

پینٹنگ دیکھنے کے بعد اس نے سخت لہجے میں سادھنا سے کہا۔ "یہ بہت اچھی ہے۔ مگر اب تم اسے الماری میں کاٹھ کباڑ کے درمیان چھپا دو گی۔"

سادھنا کے چہرے پر ایسا رنگ دوڑا جیسے اس نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا ہو۔

اجیت کو خود بھی بہت افسوس ہوا۔ کاش وہ اپنی زبان پر قابو رکھ پاتا "مجھے افسوس ہے جان۔ بات بس اتنی سی ہے کہ مجھے تم پر اور تمہاری صلاحیتوں پر فخر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا فن لوگوں تک پہنچے اور تمہیں وہ داد ملے جس کی تم مستحق ہو۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو مگر میں کیا کروں۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔" سادھنا کے لہجے میں بے بسی اور شرمندگی تھی۔

اور بھی کتنے مواقع تھے جب وہ اپنی اور سادھنا کی نقل و حرکت کے محدود ہونے پر بے بسی محسوس کرتے ہوئے بھڑک اٹھا تھا۔

اس نے ایک گہری سانس لی اور میز پر رکھے خطوط کی طرف متوجہ ہوگیا۔

ساڑھے دس بجے گھنشام نے پھر اس کے دفتر کا دروازہ کھولا۔ اس کا سرخ و سپید چہرہ اس وقت زرد ہو رہا تھا۔ اجیت اسے دیکھ کر گھبرا گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا کہ شاید گھنشام کو اس کی مدد کی ضرورت ہے لیکن گھنشام نے نفی میں سر ہلایا اور دروازہ بند کرکے اندر آگیا۔ اس نے اخبار اجیت کی طرف بڑھایا جو اس کے ہاتھ میں تھا۔

وہ مقامی طور پر شائع ہونے والے ہفت روزہ کوہستان کا تازہ شمارہ تھا۔ اس کے بیچ کے صفحات میں ہمیشہ کوئی ہیومن انٹرسٹ کی تصویری [illegible] گھنشام نے [illegible] کھلا ہوا شمارہ اجیت کے سامنے رکھ دیا۔

تصویر بالکل واضح تھی۔ دونوں ایک ساتھ چھپی ہوئی اس تصویر کو دیکھتے رہے۔ وہ سادھنا کی تصویر تھی۔ یہ تصویر انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بال اس کے اس تصویر میں بھی براؤن تھے۔ تصویر کے نیچے کیپشن تھا.... کیا یہ سادھنا اشیش کے لیے ہیپی برتھ ڈے ہوسکتا ہے؟ ایک اور تصویر مقدمے کے دوران کی تھی۔ اس میں سادھنا عدالت سے نکلتی نظر آرہی تھی۔ تیسری چھوٹی تصویر تھی جس میں سادھنا اپنے دونوں بچوں سبھاش اور تلجا کو

لپٹائے ہوئے تھی۔

ساتھ ہی اسٹوری بھی تھی۔ آج سادھنا اشیش اپنا ۳۲واں جنم دن منا رہی ہوگی۔ کہاں؟ اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یاد رہے کہ اس کے دونوں بچوں کی ساتویں برسی بھی ہے۔ سادھنا کو ان بچوں کا قاتل ٹھہرایا گیا تھا۔

○☆○

ٹائمنگ سب سے اہم چیز ہے۔ کائنات صرف ٹائمنگ کی بنیاد پر قائم ہے۔ چاند سورج' سب کچھ ٹائمنگ کے ساتھ گردش کر رہے ہیں۔ سب کچھ طے شدہ پروگرام کے مطابق اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ اس میں کبھی ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کا بھی فرق نہیں پڑتا۔

اس نے اپنی اسٹیشن ویگن کو ریورس گیئر میں ڈال کر گیراج سے نکالا۔ وہ ایسا ابر آلود دن تھا کہ وہ اپنی دوربین کی مدد سے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن اس نے اتنا دیکھ لیا تھا کہ سادھنا بچوں کو جیکٹ پہنا رہی تھی۔

اس نے اپنی جیب ٹٹولی۔ بھری ہوئی سوئیاں موجود تھیں۔ ان کا استعمال ہدف کو فوری طور پر بے ہوش کر سکتا تھا۔

اس نے سر گھما کر دیکھا۔ پچھلی سیٹ پر اس کا کینوس کا بڑا رین کوٹ رکھا تھا۔ یہ رین کوٹ اس علاقے میں عام تھے۔ وہیں مچھلی پکڑنے کی چیزیں بھی رکھی تھیں۔ کوٹ اتنا بڑا تھا کہ دو چھوٹے بچوں کو بہ آسانی ڈھانپ سکتا تھا۔ اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور گاڑی کو سڑک پر ڈال دیا۔ اس کے قہقہے میں دیوانگی کی جھلک تھی۔

اس سڑک کے کارنر پر سپر مارکیٹ تھی۔ وہ جب بھی یہاں آتا تو اس مارکیٹ میں خریداری کرتا۔ ویسے تو ضرورت کی بیشتر چیزیں وہ اپنے ساتھ ہی رکھتا تھا کیونکہ زیادہ باہر نکلنا اس کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ خاص طور پر وہ سادھنا سے ٹکراؤ کا تو متحمل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ اس کی بدلی ہوئی شخصیت کے باوجود اسے پہچان سکتی تھی۔ چار سال پہلے مارکیٹ ہی میں وہ ایک حادثے سے بال بال بچا تھا۔ وہ کافی کے ایک ڈبے کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا کہ اسی وقت اس نے سادھنا کی آواز سنی "ایک منٹ نوین' مجھے یہاں سے کچھ لینا ہے۔"

سادھنا کی آواز سن کر وہ اپنی جگہ جم گیا۔ مجسمہ بن کر رہ گیا۔

اسی وقت سادھنا کا جسم اس کے جسم سے مس ہوا اور سادھنا بڑبڑائی "آئی ایم سوری۔"

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ جواب میں کچھ کہتا۔ وہ اپنی جگہ کھڑا رہا۔ سادھنا نے اپنی مطلوبہ چیز اٹھائی اور آگے بڑھ گئی۔ تب کہیں اس کی جان میں جان آئی۔

اس دن کے بعد وہ بہت محتاط ہو گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ آئندہ کبھی سادھنا سے اس کا سامنا ہو لیکن اس کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ باقاعدگی سے یہاں آنے والوں میں شمار ہو تاکہ اس کا آنا جانا مقامی لوگوں کے لیے معمول کے مطابق ہو جائے۔ کوئی غیر معمولی بات نہ رہے اسی لیے وہ دودھ اور ڈبل روٹی لینے کے لیے روز مارکیٹ آتا تھا۔ لیکن وہ ہمیشہ دس بجے کے قریب باہر نکلتا تھا کیونکہ سادھنا کبھی گیارہ بجے سے پہلے گھر سے نہیں نکلتی تھی۔ اس صورت میں اس کا سامنا ہونے کا امکان نہیں تھا۔ روز آنے کا یہ فائدہ ہوا تھا کہ اسٹور کے مالک ریٹا اور جارج اسے اپنے باقاعدہ کسٹمر کی حیثیت سے پہچاننے لگے تھے۔ وہ اس سے خوش مزاجی سے گپ شپ بھی کر لیتے تھے۔

اب چند منٹ میں وہ معمول کے مطابق اسٹور پر ہوگا۔

وہ سادھنا کے گھر جانے والی سڑک تک پہنچ گیا۔ خوش قسمتی سے سڑک سنسان تھی۔ نہ کوئی گاڑی جا رہی تھی نہ آ رہی تھی۔ اس نے اسٹیشن ویگن کی رفتار بڑھائی اور گاڑی کو اس کچی سڑک پر اتار دیا جو سادھنا کے گھر کے پچھواڑے کی طرف جاتی تھی۔ اس وقت دس بجنے میں نو منٹ تھے۔

اب سے چند منٹ بعد "کوہستان" اسٹالوں پر آ جائے گا۔ اس شمارے میں سادھنا کو بے نقاب کرنے والی اسٹوری چھپنے والی تھی۔ یہ اسٹوری جو آواز بنے گی... سادھنا کے پھٹ پڑنے کا... اس کے اندر تشدد دانہ رجحان کے ابل پڑنے کا۔ قصبے میں ہر شخص دبی زبان سے سادھنا کے متعلق باتیں کرے گا۔ لوگ اجیت اور سادھنا کی طرف اشارے کریں گے اور بعد میں کہا جائے گا کہ اس کی وجہ سے سادھنا کے اندر دبا ہوا لاوا پھٹ پڑا... اور اس نے...

اس نے کار جنگل میں سادھنا کے گھر سے کچھ پیچھے ہی روک دی پھر وہ کار سے اترا اور اس طرف چل دیا جہاں بچے کھیلتے تھے۔ یہاں بیشتر درخت ٹنڈ منڈ تھے لیکن چند ایسے سدا بہار درخت بھی تھے جو اسے بہت اچھی آڑ فراہم کر سکتے تھے۔

جھولے کی طرف سے اسے بچوں کی آوازیں سنائی دیں۔ بچے اسے بعد میں نظر آئے۔ بچی پکار رہی تھی "بھیا... اور اونچا... اور تیز جھلاؤ۔"

وہ دبے پاؤں بڑھا۔ اس کی طرف لڑکے کی پشت تھی۔ آخری لمحے میں بچے نے پلٹ کر اسے دیکھ لیا۔ اس کی نگاہوں میں وحشت جھلکی لیکن اس نے فوراً ہی ایک ہاتھ سے بچے کا منہ دبایا اور دوسرے ہاتھ سے دوا میں ڈوبی ہوئی سوئی اس کے دستانے پہنے... ہوئے ہاتھ کی پشت میں اتار دی۔ لڑکے نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن دوا سریع الاثر تھی۔ وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

جھولا واپس آ رہا تھا۔ بچی ہنس رہی تھی "بھیا... جھونٹے دو نا۔ ہاتھ مت روکو۔"

اس نے جھولے کو رسی سے پکڑ لیا اور ننھی سی بچی کو چڑیا کی طرح دبوچ لیا۔ بچی چیخنے ہی والی تھی کہ اس کا ہاتھ بچی کے منہ پر جم گیا۔ ساتھ ہی اس نے دوا میں ڈوبی ہوئی دوسری سوئی بچی کے ہاتھ

میں چھوڑ دی۔ ایک لمحے کے بعد بچی اس کے ہاتھوں میں جھول گئی۔

اس نے دیکھا بھی نہیں کہ بچی کا ایک دستانہ جھولے کی رسی سے الجھ کر رہ گیا ہے۔ اس نے دونوں بچوں کو اٹھایا اور انہیں لے کر اپنی گاڑی کی طرف لپکا۔

اس نے بچوں کو اسٹیشن ویگن کی پچھلی سیٹ پر بڑے رین کوٹ کے نیچے چھپا دیا۔ اس وقت دس بجنے میں پانچ منٹ تھے۔

اس نے گاڑی بیک کی اور ریورس گیئر میں اسے سڑک تک لایا۔ اسی وقت اسے ایک چھوٹی سرخ کار اپنی طرف آتی دکھائی دی۔

اس نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے گاڑی کو ٹرن کیا۔ یہ خواہ مخواہ کی مداخلت کوئی اچھا شگون نہیں تھی۔

سرخ گاڑی کی رفتار کم ہوئی۔ ڈرائیور اسے راستہ دے رہا تھا۔ سرخ گاڑی کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا۔

سرخ گاڑی کے ڈرائیور کا چہرہ وہ پوری طرح نہیں دیکھ سکا۔ اسے صرف ناک اور ٹھوڑی کی جھلک دکھائی دی۔ ڈرائیور نے مفلر اچھی طرح لپیٹا ہوا تھا مگر اس ایک جھلک میں بھی اسے وہ جانا پہچانا سا چہرہ لگا۔ وہ عقب نما آئینے میں سرخ گاڑی کو دیکھتا رہا۔ سرخ گاڑی نے موڑ کاٹا اور عقب نما آئینے سے باہر ہوگئی۔ اس نے اطمینان کا سانس لے کر عقب نما آئینے کو ایسے زاویے پر سیٹ کیا کہ اب اسے اس میں کینوس کا رین کوٹ نظر آرہا تھا جس کے نیچے اس نے بچوں کو چھپایا ہوا تھا۔ قریب ہی پچھلی سیٹ پر [illegible] راڈ اور کانٹے وغیرہ پڑے تھے۔ کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ مطمئن ہوگیا۔ اس نے عقب نما آئینے کو دوبارہ پہلی پوزیشن پر سیٹ کردیا لیکن اس نے عقب نما آئینے میں دیکھا نہیں۔ دیکھا ہوتا تو اسے نظر آجاتا کہ سرخ کار واپس آرہی ہے۔

دس بج کر چار منٹ پر وہ اسٹور میں داخل ہوا۔ ریٹا نے اسے گڈ مارننگ کہا۔ اس نے دودھ کا پیکٹ طلب کیا۔

سب کچھ معمول کے مطابق ہو رہا تھا!

○☆○

ساوھنا نیچے آئی۔ اس کے ہاتھ میں تولیے اور بستر کی چادریں تھیں۔ اس نے اچانک ہی دھلائی کا فیصلہ کرلیا تھا۔ ابھی کپڑے باہر لٹکا دیے جاتے تو شاید سوکھ جاتے۔ طوفان آنے کے بعد تو ہفتوں موقع نہیں ملتا۔

باتھ روم میں تولیے اور چادریں اس نے واشنگ مشین میں ڈال دیے۔ ڈٹرجنٹ کی مناسب مقدار پانی میں ڈالنے کے بعد اس نے مشین کو اسٹارٹ کردیا۔ کپڑے مشین میں چکر کھانے لگے۔

اسے بچوں کا خیال آیا۔ اب بچوں کو اندر بلالینا چاہیے لیکن دروازے پر اسے "کوہستان" کا تازہ شمارہ نظر آگیا جو اخبار والا کسی وقت ڈال گیا تھا۔ اس نے میگزین اٹھایا۔ ہوا اتنی سرد تھی کہ اسے تھرتھری چڑھتی محسوس ہوئی۔ وہ میگزین لے کر کچن کی طرف لپکی۔ اس نے چائے گرم کرنے کے لیے چولھا جلایا پھر اس نے اخبار نما میگزین کو کھول کر اندر کے صفحات پر نظر ڈالی۔ فیشن کے صفحات میں اسے خاصی دلچسپی تھی۔

مگر اس کی نظریں پتھرا گئیں۔ وہ تصویروں پر اور خبر کی سرخی پر جم گئیں۔ کیا وہ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہی ہے؟ یہ حقیقت تو نہیں ہو سکتی!

لیکن وہ حقیقت تھی۔ آنکھیں بار بار ملنے کے باوجود وہ تصویریں اوجھل نہیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ اشیش اور پرکاش کی تصویریں بھی چھپی تھیں۔ اس کے ساتھ بچوں کی تصویر تھی جس میں وہ انہیں لپٹائے ہوئے تھی۔ سہاش اور تلجا۔ اس کے کانوں میں سیٹیاں سی بجنے لگیں۔ اس کی اور بچوں کی یہ تصویر اشیش نے کھینچی تھی۔ وہ پورا منظر اس کی نگاہوں میں پھر گیا۔

"میری طرف توجہ مت دو۔ سمجھو، میں موجود ہی نہیں ہوں۔" اشیش کہہ رہا تھا۔

مگر بچے جانتے تھے کہ وہ موجود ہے۔ وہ ڈر رہے تھے۔ سہم کر وہ اس سے لپٹنے لگے تھے۔ اسی وقت کلک کی آواز سنائی دی تھی۔

"نہیں.... نہیں...." اس نے گھبرا کر ہاتھ بڑھایا۔ چائے کی دیگچی الٹ گئی۔ اس نے دیگچی اٹھائی۔ گرم چائے سے انگلیوں کے جلنے کا اسے موہوم سا احساس ہوا۔

اسے میگزین جلا دینا چاہیے۔ نوین اور ارملا کی نظر اس پر نہیں پڑنی چاہیے۔ وہ میگزین لے کر لونگ روم میں آتش دان کی طرف لپکی۔ اس نے وہیں رکھی ماچس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ دیا سلائی جلی، اخبار سے شعلہ اور دھواں اٹھا۔ اس نے جلتے ہوئے اخبار کو آتش دان میں ڈال دیا۔

یہ میگزین پورے علاقے میں پڑھا گیا ہوگا۔ وہ سوچ رہی تھی۔ ان میں اس کی ایک تصویر ایسی تھی جو سب پہچان سکتے تھے۔ اسے یاد نہیں آتا تھا کہ مقدمے کے بعد اس نے بال چھوٹے کرا کے رنگوائے تھے تو کسی نے اسے دیکھا تھا پھر یہ تصویر کیسے کھینچی گئی.... کس نے کھینچی.... اور کب کھینچی؟

بہرحال مسئلہ یہ تھا کہ اب یہاں لوگ اسے پہچان لیں گے۔ اب نوین کی کلاس میں بچے سرگوشیاں کریں گے.... نوین کی طرف انگلیاں اٹھیں گی....

بچے.... ہاں اسے بچوں کو بچانا چاہیے۔ نہیں.... بچوں کو واپس لانا چاہیے۔ انہیں ٹھنڈ لگ سکتی ہے۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی باہر نکلی، عقبی دروازے کی طرف گئی اور اسے کھولا "نوین.... ارمی.... یہاں آؤ۔ اب گھر آجاؤ۔" اس کی آواز چیخ میں تبدیل ہوگئی۔ بچوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ ان کی آوازیں بھی نہیں سنائی دے رہی تھیں۔ کہاں ہیں بچے؟

وہ گھبرا کر باہر نکلی۔ جھولا اب بھی متحرک تھا مگر خالی تھا۔ بچے کہیں نظر نہیں آرہے تھے۔ ارے.... دستانہ.... ارمی کا دستانہ

جھولے کی رسی پر لٹک رہا ہے۔
اسے اچانک جھیل کا خیال آیا.... اور وہ لرز کر رہ گئی۔ بچے وہاں تو نہیں جاسکتے۔ انھیں سختی سے منع کیا گیا ہے لیکن پھر بھی، بچے تو بچے ہی ہیں۔ تنبیہہ کے باوجود جھیل کی طرف جاسکتے ہیں اور اگر وہ چلے گئے ہیں.... جھیل کی طرف.... تو انھیں بھی نکالا جائے گا.... سہاش اور تنجا کی طرح.... پانی میں۔ ان کے چہرے بھیگے اور سوجے ہوئے ہوں گے.... اور جسم بے حس و حرکت ہوں گے۔

اس نے رسی سے چپکا ہوا ارملا کا دستانہ نوچا اور عقبی جنگل میں گھس گئی۔ اسے فوراً جھیل تک پہنچنا تھا۔

وہ جھیل سے کچھ دور تھی کہ اسے پانی کی سطح کے نیچے کوئی چیز چمکتی نظر آئی۔ کیا وہ سرخ رنگ کی کوئی چیز ہے.... دستانہ! وہ دیوانہ وار سوچ رہی تھی.... اور اس دستانے کے ساتھ کیا ارمی بھی ہے۔

اس پر وحشت طاری ہونے لگی۔ وہ پانی میں اتر گئی۔ پانی برف جیسا سرد تھا۔ وہ بڑھتی رہی۔ کندھوں تک پانی میں پہنچ گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا مگر وہم کو بھی کوئی چھو نہیں سکا ہے۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا.... یخ بستہ پانی کے سوا۔

وہ لڑکھڑاتی ہوئی پانی سے نکلی اور جھیل کے کنارے پر ڈھیر ہوگئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی اٹھ رہی تھی۔ اس نے جنگل کی طرف دیکھا تو اسے ایک مرد کا چہرہ نظر آیا۔ کس کا چہرہ ہے یہ؟ مگر اسی لمحے سب کچھ دھند نے نگل لیا۔

اجیت اور گھنشام کو وہ جھیل کے کنارے بے ہوش پڑی ملی۔ اس کے کپڑے جسم سے چپکے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھیں خالی خالی تھیں۔ ایک ننھا منا سرخ دستانہ اس کے رخسار سے چپکا ہوا تھا۔

○☆○

کرن کو جب اس کتاب کا خیال سوجھا تھا تو اس نے اپنی محقق دوست شوبھا سے مشورے کے بعد دس ایسے مقدمے منتخب کیے تھے جو اس کی نظر میں متنازعہ تھے۔ شوبھا نے اسے ان تمام مقدموں کا تفصیلی ریکارڈ فراہم کردیا تھا۔ ہر مقدمے کی ایک الگ فائل تھی۔ اس میں مقدمے کی مکمل کارروائی، کیس کے متعلق اخبارات کے تراشے اور تصویریں، غرضیکہ سبھی کچھ موجود تھا۔

کرن کو ہر فائل کا عمیق مطالعہ کرنا.... اور اس کے بعد متعلقہ کیس کے متعلق لکھنا تھا۔ اہم بات یہ تھی کہ آخر میں اسے مقدمے کے فیصلے کے بارے میں اپنی رائے دینی تھی۔ فیصلے سے اتفاق کرنا تھا یا مدلل اختلاف کرنا تھا۔

وہ دو باب مکمل کرچکی تھی۔ پہلا انوپ کمار قتل کیس تھا اور دوسرا شانتی نگر قتل کیس۔ پہلے کیس کے بارے میں اس نے رائے دیتے ہوئے ملزم کو بے قصور قرار دیا تھا۔ اس کے خیال میں استغاثہ کے کیس میں بے شمار جھول تھے۔ دوسرے کیس میں اس کی رائے میں ملزم پر جرم ثابت ہوگیا تھا لیکن وہ سزائے موت کا مستحق نہیں تھا کیونکہ یہ مقدمہ چودہ سال چلا تھا اور ان چودہ برسوں میں مجرم نے اپنی بڑی حد تک اصلاح کرلی تھی۔

اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس نے میز پر رکھے فولڈرز میں سے وہ فولڈر اٹھایا جس پر سادھنا اشیش کیس لکھا تھا۔ پہلے صفحے پر شوبھا کا لکھا ہوا نوٹ تھا۔

"کرن، مجھے یقین ہے کہ یہ کیس تمہیں خوش کردے گا۔ اس کی ملزمہ استغاثہ کے لیے ایک تر نوالے کی حیثیت رکھتی تھی۔ یہاں تک کہ گواہی کے دوران میں اس کا شوہر بھی ٹوٹ گیا اور اس نے عملاً ملزمہ پر الزام عائد کردیا۔ ملزمہ کی خوش قسمتی تھی کہ استغاثہ کا اہم ترین گواہ فوج کا بھگوڑا ہونے کی وجہ سے روپوش ہوگیا۔ اگر اب بھی وہ مل جائے تو ملزمہ کے خلاف کیس دوبارہ شروع ہوسکتا ہے اور اگر اس بار بھی اس نے کوئی مضبوط اور مربوط دفاع پیش نہیں کیا تو اس کا بچنا محال ہے۔ شوبھا۔"

کرن کو یاد تھا کہ چھ سات سال پہلے جب اس مقدمے کی سماعت ہورہی تھی تو اس کی کارروائی کی رپورٹ پڑھ کر اس کے ذہن میں کئی سوال ابھرے تھے۔ اب وہ انہی سوالات پر اپنی توجہ مرکوز کرنا چاہتی تھی۔

اس نے فائل سے مطلوبہ کاغذات نکال کر ترتیب سے رکھنے شروع کیے۔ سادھنا کی وہ تصویریں بھی تھیں جو مقدمے کی سماعت کے دوران میں لی گئی تھیں۔ اخبارات کے مطابق بچوں کے قتل کے وقت وہ ۲۵ سال کی تھی لیکن وہ اتنی عمر کی لگتی نہیں تھی۔ وہ زیادہ سے زیادہ بیس اکیس کی نظر آتی تھی۔ وہ لباس بھی بچکانا پہنتی تھی۔ شاید یہ مشورہ اسے اس کے وکیل نے دیا ہوگا۔

ایک عجیب بات تھی۔ جب کرن نے یہ کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تھا، اسی وقت سے اسے رہ رہ کر احساس ہوتا تھا کہ اس نے ملزمہ کو کہیں دیکھا ہے۔ خیر.... یہ تو طے تھا کہ اس میں اجیت کی بیوی سادھنا کی شباہت تھی بلکہ وہ اجیت کی بیوی کی چھوٹی بہن لگتی تھی۔ کون جانے، دونوں میں کوئی رشتے داری ہو..... لیکن نہیں، سادھنا اجیت بہت پہلے اجیت کے اسسٹنٹ گھنشام کی بہو بن رہی ہے اور گھنشام کا تعلق بمبئی سے تھا جبکہ سادھنا اشیش دہلی کی تھی۔

گھنشام کے متعلق سوچتے ہوئے کرن کا دل عجیب انداز میں دھڑکنے لگا۔ وہ بڑا خوب رو آدمی تھا۔ خوش مزاج اور خوش اطوار بھی تھا۔ کرن شام کا اخبار لینے کے لیے نکلتی تو کچھ دیر کے لیے اجیت کی اسٹیٹ ایجنسی بھی چلی جاتی۔ اجیت اسے زمین کی خریداری کے سلسلے میں بڑے کام کے مشورے دیتا تھا۔ وہ اسے مقامی سرگرمیوں میں شمولیت کے مشورے بھی دیتا تھا۔ بلاشبہ وہ بہت پیارا اور مخلص آدمی تھا۔ کم عرصے میں ان کے درمیان دوستی کا رشتہ قائم ہوگیا تھا۔

لیکن کرن کو احساس تھا کہ وہ اجیت کے دفتر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی جانے لگی ہے۔ اور اس کا سبب گھنشام تھا۔ گھنشام کی حسِ مزاح اس کی قربت کو پُرلطف بنا دیتی تھی۔ جتنی دیر وہ گھنشام

کے ساتھ رہتی' تنہائی کے احساس سے نجات مل رہتی۔
کرن کو احساس تھا کہ گھنشام بھی اسے پسند کرتا ہے۔ بیوی کی موت کے بعد سے وہ بھی اکیلا تھا۔ اولاد سے بھی محروم تھا۔ یعنی ان کے درد مشترک تھے.... اور مزاج بھی ملتا تھا۔ گھنشام تو کھل کر اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی کر چکا تھا لیکن کرن بہت محتاط تھی۔ وہ جلد بازی میں کوئی جذباتی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔
کرن جھنجلا گئی۔ کیا بات ہے۔ آج دھیان اِدھر اُدھر کیوں بھٹک رہا ہے۔ اس نے پھر سادھنا اغیش کیس کی فائل اٹھالی۔
سوا گھنٹا گزر گیا۔ کمرے میں کلاک کی ٹک ٹک کے سوا کوئی آواز نہیں تھی پھر کرن کچن میں گئی اور اپنے لیے کافی بنانے لگی۔ اس کیس میں اسے کوئی گڑبڑ محسوس ہو رہی تھی۔ حقائق مربوط نہیں تھے بلکہ کہیں کہیں ان مل اور بے جوڑ لگتے تھے۔
کافی کا پانی رکھ کر وہ دروازے کی طرف گئی اور وہاں سے کوہستان کا تازہ شمارہ لے آئی۔ کچن میں آکر اس نے کافی پیالی میں انڈیلی اور میگزین کے اندر کے صفحات کھولے۔ چند لمحے بعد اس کی نظر اجیت کی بیوی سادھنا کی تصویر سے چپک کر رہ گئی۔
کرن کے لیے دو حقیقتیں بہت افسوس ناک تھیں۔ ایک تو یہ کہ گھنشام نے اس سے جھوٹ بولا تھا کہ سادھنا بمبئی میں اس کی پڑوسن رہی ہے۔ دوسرے اسے خود پر افسوس ہوا۔ وہ وکیل تھی.... اور اسے بہرحال اپنی چھٹی حس پر اعتماد کرنا چاہیے تھا۔ اس کے لاشعور میں یہ شک پہلے سے موجود تھا کہ سادھنا اغیش اور سادھنا اجیت ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں۔ صرف گھنشام کی بات کی وجہ سے یہ شک اس کے لاشعور سے شعور میں نہیں آسکا تھا۔

○☆○

اسے سردی بہت زیادہ لگ رہی تھی۔ منہ کا ذائقہ بھی کچھ عجیب سا ہو رہا تھا۔ لگتا تھا' منہ میں ریت بھر گئی ہے۔ کہیں دور سے اسے اجیت کی پکار سنائی دے رہی تھی "سادھنا' ہوا کیا ہے؟ بچے کہاں ہیں؟"
اس نے ہاتھ کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ بے جان سا ہو کر اس کے پہلو میں گر گیا۔ اس نے بولنے کی کوشش کی مگر اس سے بولا بھی نہیں گیا۔
پھر اس نے گھنشام کی آواز سنی "اسے اٹھا کر گھر لے چلو اجیت۔ بچوں کی تلاش کے لیے تو ہمیں مدد لینی ہوگی۔"
بچے! وہ چونکی۔ ہاں' بچوں کو تو تلاش کرنا ہوگا۔ اس نے اجیت کو بچوں کے بارے میں بتانے کی کوشش کی لیکن اس کے ہونٹ تھرتھرا کر رہ گئے۔ آواز نہیں نکلی۔
"گھنشام... اسے کیا ہوا ہے؟" اجیت کے لہجے میں گھبراہٹ تھی "چکر کیا ہے؟"
"اجیت' ہمیں پولیس کی مدد لینی ہوگی۔" گھنشام نے کہا۔
"پولیس؟" اجیت کے لہجے میں پریشانی در آئی۔

"ہاں بھیا۔ جلدی کرو۔ ایک ایک پل قیمتی ہے۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ اب تم سادھنا کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ وہ تصویر سب پہچان لیں گے۔"
تصویر! سادھنا کو میگزین یاد آیا۔ اسے احساس ہوا کہ اسے اٹھا کر لے جایا جا رہا ہے اور وہ سردی سے کانپ رہی تھی لیکن اسے اس کی فکر نہیں تھی۔ وہ تصویر کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ تصویر جن کپڑوں میں تھی' وہ اس نے مقدمے سے نجات کے بعد خریدے تھے اور اس پر دوبارہ مقدمہ چلایا ہی نہیں گیا۔ اغیش مر چکا تھا اور وہ پرکاش جو اس کے خلاف سب سے مضبوط گواہ تھا' روپوش ہو گیا تھا۔ استغاثہ اس پوزیشن میں ہی نہیں رہا تھا کہ اس پر دوبارہ مقدمہ چلا سکتا۔ لہٰذا اسے رہا کر دیا گیا لیکن وکیلِ استغاثہ نے کہا تھا "شریمتی جی' یہ نہ سمجھنا کہ بات ختم ہو گئی ہے۔ چاہے مجھے پورا جیون لگا دینا پڑے مگر میں تمہیں سزا دلوا کر رہوں گا۔"
اس کے بعد اسے شہر چھوڑنے کی اجازت بھی مل گئی تھی۔ اس نے بال چھوٹے کرائے اور رنگوائے اور کچھ شاپنگ کی۔ تبھی اس نے وہ ساڑی خریدی تھی جس میں اس کی تصویر "کوہستان" میں چھپی ہے اور پھر وہ یہاں کے لیے روانہ ہو گئی تھی۔ یہ تصویر.... ہاں' یہ تصویر لاری اڈے پر اتاری گئی ہے۔
مگر اسے پتا نہیں چلا تھا کہ کسی نے اس کی تصویر کھینچی ہے۔ اس نے تو سوچا تھا کہ اب دار بلنگ جائے گی اور نئے سرے سے زندگی گزارنے کی کوشش کرے گی۔
'اب تو میں بس مرجانا چاہتی ہوں۔' وہ سوچ رہی تھی۔ 'اب کیا فائدہ جینے کا۔'
اجیت تیز قدموں سے چل رہا تھا۔ اس نے اپنی جیکٹ اس کے بدن پر ڈال دی تھی مگر سرد ہوا اس کے گیلے کپڑوں سے گزر کر جسم کو چھیدے ڈال رہی تھی۔ اب اجیت مجھے نہیں بچا سکتا۔ چاہے بھی تو نہیں بچا سکتا۔ بہت دیر ہو گئی۔ نجانے کیوں ہمیشہ ہی دیر ہو جاتی ہے۔ پچھلی بار بھی یہی ہوا تھا۔ دیر ہو گئی تھی.... اور تلاش کرنے والوں کو بھاش اور تلجا کی لاشیں ہی مل سکی تھیں۔ اب کے انہیں نوین اور ارملا بھی ویسے ہی ملیں گے جیسے بھاش اور تلجا ملے تھے۔ پلاسٹک کے بیگ ان کے چہروں پر چڑھے ہوں گے۔ ان کے جسم پانی میں رہنے کی وجہ سے سوج گئے ہوں گے۔
اب شاید وہ گھر پہنچ گئے تھے۔ گھنشام دروازہ کھول رہا تھا "میں پولیس کو کال کرتا ہوں اجیت۔" وہ بولا۔
سادھنا خوف سے سمٹنے لگی.... نہیں.... نہیں.... بھگوان کے لیے' نہیں.... مگر اس سے کچھ کہا نہیں گیا۔

○☆○

واہ.... ہنگامی صورتِ حال ہے۔ لوگ چیونٹیوں کی طرح جمع ہو گئے ہیں۔ سادھنا کے گھر کے باہر ہجوم ہے۔ لوگ اس کے گھر میں بھی چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔

اس نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ پورے جسم سے پسینہ ابل رہا تھا۔ پورا جسم تر تھا مگر ہونٹ خشک تھے۔ وہ عجیب سا محسوس کر رہا تھا۔

وہ بچوں کو سیدھا اوپر لے آیا تھا... دوربین والے کمرے میں۔ یہاں سے وہ باہر کی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھے گا اور بچوں پر بھی نظر رکھ سکے گا تاکہ وہ ہوش میں آئیں تو وہ بے خبر نہ ہو۔

اس نے سوچا کہ بچی کو نہلائے گا اور اس کے جسم پر اچھی طرح بے بی پاؤڈر ملے گا۔ پھر وہ اسے پیار کرے گا۔ بچوں کے ساتھ اسے پورا دن گزارنا ہے۔ انہیں ٹھکانے لگانے کے لیے اس نے سات بجے کا وقت مقرر کیا تھا۔ اس وقت پانی چڑھا ہوا ہوگا اور اس وقت تک اندھیرا بھی ہو چکا ہوگا۔ نہ کوئی کچھ دیکھ سکے گا' نہ سن سکے گا اور وہ کئی دن تک پانی میں رہیں گے' تب کہیں نکالے جائیں گے... پچھلی بار کی طرح!

کچے راستے پر کئی پولیس کاریں آتی نظر آئیں۔ وہ سادھنا کے گھر کی طرف جا رہی تھیں۔ ان گاڑیوں کو دیکھ کر اس کے دل میں شکر گزاری کی لہر ابھری۔ اس نے سادھنا کا تصور کیا۔ کیا وہ رو رہی ہوگی؟ پچھلی بار پورے مقدمے کے دوران میں وہ ایک بار بھی نہیں روئی تھی۔ یہاں تک کہ جج نے اسے موت کی سزا سنا دی تھی۔ عدالت کے اہل کاروں نے اسے ہتھکڑیاں لگا دی تھیں۔ تب وہ روئی تھی لیکن اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ اس کے لمبے بالوں میں چھپ گیا تھا۔

اسے وہ پہلا موقع یاد آیا' جب اس نے سادھنا کو دیکھا تھا۔ وہ یونیورسٹی کے کیمپس میں تھی۔ وہ پہلی ہی نظر میں اس پر مر مٹا تھا۔ اس کے لمبے بال بہت خوب صورت لگ رہے تھے۔ اس کی آنکھیں بہت حسین تھیں اور پلکیں بے حد گھنی تھیں۔

اسے ایک سسکی سنائی دی۔ کیا یہ سادھنا ہے؟ لیکن نہیں' یہ تو ممکن نہیں۔ یہ بچی کی آواز ہے۔ اس نے دوربین سے نظر ہٹائی اور پلٹ کر دیکھا۔ بچی میں سادھنا کی بہت زیادہ شباہت تھی۔ اس نے سوچا' یقیناً اب دوا کے اثرات زائل ہو رہے ہوں گے۔

بچوں کی بے ہوشی کو ایک گھنٹا ہو چکا تھا۔ اس کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا لیکن اسے دوربین کے پاس سے ہٹنا پڑا۔ اس نے بچوں کو کاؤچ پر ایک دوسرے کی مخالف سمت میں لٹا دیا۔ بچی اب رو رہی تھی۔ اس نے اسے اٹھا کر بٹھایا اور اس کی جیکٹ کی زپ کھولی۔ بچی سہم کر اس سے دور ہو گئی۔ وہ بدن چرا رہی تھی "ڈر' مت پیاری بچی۔ سب ٹھیک ہے۔" اس نے چمکارا۔

اسی وقت لڑکا حرکت میں آیا اور سستی سے اٹھ کر بیٹھ گیا "آپ کون ہیں؟" اس نے ہاتھوں کی پشت سے آنکھوں کو ملتے ہوئے پوچھا "ہم کہاں ہیں؟"

لڑکا ذہین تھا۔ چھوٹا تھا مگر اسے بات کرنے کا ڈھنگ آتا تھا۔ یہ بھی اچھا ہی ہے۔ پُراعتماد بچوں کو ہینڈل کرنا آسان ہوتا ہے۔ وہ زیادہ پریشان بھی نہیں کرتے۔ خود بھی پریشان نہیں ہوتے... اعتماد سے محروم بچوں کی طرح۔

"ہم مزے کا ایک کھیل کھیل رہے ہیں۔" اس نے لڑکے سے کہا "میں تمہاری ممی کا پرانا دوست ہوں۔ تمہاری ممی برتھ ڈے کا گیم کھیلنا چاہتی ہیں۔ تمہیں معلوم ہے' آج تمہاری ممی کا برتھ ڈے ہے؟"

نوین نے کہا "مجھے یہ کھیل اچھا نہیں لگا۔" وہ لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور اس نے ارملا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ارملا اس سے لپٹ گئی۔ "ہم اب گھر جائیں گے۔" لڑکے نے کہا۔

"اپنی بہن کو چھوڑ دو۔" اس نے تحکمانہ لہجے میں لڑکے سے کہا۔ لڑکے نے تعمیل نہیں کی تو اس نے بزور انہیں علیحدہ کیا پھر وہ لڑکے کو کھینچ کر دوربین کی طرف لے گیا "تمہیں پتا ہے' دوربین کیا ہوتی ہے؟"

"ہاں' ڈیڈی کے پاس بھی ہے۔ اس سے چیزیں بڑی نظر آتی ہیں۔"

"بالکل ٹھیک۔ تم ذہین لڑکے ہو۔ اب ذرا دوربین میں دیکھو۔"

لڑکے نے آنکھ دوربین سے لگا دی۔

"مجھے بتاؤ' تمہیں کیا نظر آ رہا ہے۔" اس نے فرمائش کی۔

"پولیس کی کئی کاریں نظر آ رہی ہیں۔ کیوں' کیا بات ہے؟"

اس نے لڑکے کے فکرمند چہرے کو شرارت سے دیکھا۔ کھڑکی کی طرف سے "ٹپ ٹپ" کی بھاری آواز سنائی دی۔ برف باری شروع ہو گئی تھی "تمہیں پتا ہے بچے کہ مرنا کیسا لگتا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔ آدمی مرتا ہے تو بھگوان کے پاس چلا جاتا ہے۔" نوین نے جواب دیا۔

"بالکل ٹھیک اور آج تمہاری ممی بھگوان کے پاس چلی گئی اسی

لیے تو ابھی پولیس آئی ہوئی ہے تمہارے گھر۔ تمہارے ڈیڈی نے مجھ سے کہا کہ کچھ دیر کے لیے میں تم دونوں کی دیکھ بھال کرلوں۔ تمہارے ڈیڈی نے تم سے بہن کا خیال رکھنے کو کہا ہے۔"

نوین کے ہونٹ لرزنے لگے "اگر ممی بھگوان کے پاس چلی گئی ہیں تو میں بھی بھگوان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔"

اس نے لڑکے کے بالوں میں انگلیاں لہراتے ہوئے اس کے سر کو تھپتھپایا پھر اس نے ارملا کو بلایا جو گھٹی گھٹی آواز میں رو رہی تھی "فکر مت کرو میرے بچو۔ تم بھی بھگوان کے پاس چلے جاؤ گے.... آج رات۔ یہ میرا وعدہ ہے۔"

○☆○

دوپہر تک بچوں کی گمشدگی کی خبر وائر سروس تک پہنچ گئی۔ اخباری نمائندوں نے پرانی فائلیں کھنگالنی شروع کردیں۔ بچوں کے قتل کے کیس کا پرانا ریکارڈ ایک دم اہمیت اختیار کرگیا۔ بڑے اخبارات نے اپنے بہترین کرائم رپورٹرز کو وار بلنگ کے لیے روانہ کردیا۔

پورنیا میں ماہر نفسیات ایشور لال اس وقت لنچ کی فکر میں تھا۔ اس کی موکلہ وجیتا دیوی ابھی چند لمحے پہلے رخصت ہوئی تھی۔ ایک سال کی تھراپی کے نتیجے میں اب وہ کافی بہتر ہوگئی تھی۔ آج تو اس نے بڑے اعتماد سے اپنا مذاق بھی اڑایا تھا اسی لیے ایشور لال بہت خوش تھا۔

اس نے قریب رکھا ہوا ریڈیو آن کردیا۔ خبریں آرہی تھیں۔

وہ خبر اس نے بھی سنی۔ اس کے چہرے پر اذیت کا تاثر ابھرا۔ پرانے زخم ہرے ہوگئے تھے۔ سادھنا.... سادھنا اشیش.... انورادھا پٹیل کی بیٹی۔ چودہ سال پرانی بات تھی مگر وہ آج بھی انورادھا کا چہرہ تصور میں دیکھ سکتا تھا۔ وہ خوب صورت چہرہ، وہ دبلا پتلا جسم اور وہ چاندی جیسی مسکراہٹ۔

انورادھا اپنے شوہر کی موت کے دو سال بعد اس کے پاس آئی تھی۔ اس کے پاس نفسیات کی ڈگری تھی.... اور وہ کچھ کرنا چاہتی تھی۔ ایشور لال نے بخوشی اسے اپنے معاون کی حیثیت سے رکھ لیا۔ وہ عمر میں اس سے چار سال چھوٹی تھی۔ وہ بہت ذہین تھی.... اور لوگوں کو سمجھنے کی اس میں فطری صلاحیت موجود تھی جو کہ کسی بھی ماہر نفسیات کی کامیابی کے لیے سب سے ضروری ہوتی ہے۔

ایشور لال کو وہ پہلی نظر میں بھاگئی۔ اس وقت وہ اڑتیس برس کی تھی۔ وہ بہت اچھی نائب ہی نہیں، بہت اچھی ساتھی بھی تھی۔ ایشور لال نے شادی نہیں کی تھی۔ وہ پابندیوں سے گھبراتا تھا اور اپنے آپ میں مگن تھا مگر انورادھا سے ملنے کے بعد پہلی بار اس کے دل میں شادی کی خواہش جاگی۔

انورادھا نے اس پر کھلنے میں وقت لیا۔ وہ بتدریج اور بہت آہستہ آہستہ اس پر کھلی۔ اس نے ایک پائلٹ سے شادی کی تھی۔ اس کی ایک بچی تھی.... سادھنا۔ اس کی ازدواجی زندگی بے حد خوش گوار تھی پھر نمونیا نے اس کے شوہر کو اس سے چھین لیا۔ اس کے شوہر نے اس کے لیے کافی دولت چھوڑی تھی۔ کام اس کی ضرورت نہیں، شوق تھا۔

ایشور لال انورادھا کی بیٹی سے کبھی نہیں ملا تھا۔ وہ یونیورسٹی میں پڑھتی اور ہوسٹل میں رہتی تھی۔ تنہائی سے گھبرا کر انورادھا کو کام کا خیال آیا تھا۔

پھر نومبر کے مہینے میں انورادھا نے اس سے چند روز کی چھٹی مانگی تھی۔ وہ اپنی بیٹی سے ملنے علی گڑھ جارہی تھی۔ ایشور لال اسے چھوڑنے اسٹیشن گیا "رادھا' پتا ہے' میں تمہیں بہت مس کروں گا۔" اس نے پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر کہا تھا۔

"مجھے امید تو یہی ہے۔" انورادھا نے جواب دیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پرچھائیاں سی تھیں "دراصل میں پریشان ہوں۔ پچھلے عرصے سے سادھنا کے خط کم ہی آرہے ہیں۔"

"میں تمہارے ساتھ چلوں؟"

"ارے نہیں۔ میں ماں ہوں نا۔ مائیں بچوں کے لیے پریشان ہوتی ہی رہتی ہیں۔"

نجانے کیسے ان کے ہاتھ مل گئے "پریشان مت ہو۔ بچے بڑے ہوتے ہیں تو مصروفیات آڑے آنے لگتی ہیں اور اگر کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بلالینا۔"

"کیوں نہیں [illegible]"

اسی وقت گارڈ نے سیٹی بجائی۔ انورادھا اپنے کمپارٹمنٹ کی طرف بڑھی "انو.... تمہیں شاید علم نہیں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

"میں جانتی ہوں.... اور مجھے خوشی ہے.... اور میں بھی...."

وہ ان کی یکجائی کا آخری لمحہ تھا۔ محبت کی کلی کھل گئی تھی لیکن وہ کلی پھول کبھی نہ بن سکی۔

اگلے روز انورادھا نے اسے فون کیا تھا "مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ اس وقت میں ایک ریسٹورنٹ سے بات کررہی ہوں۔ سادھنا کے ساتھ کھانا کھانے آئی تھی۔ پہنچ کر میں تمہیں فون کروں گی۔ تم گھر پر ہی ہوگے نا؟"

وہ رات بھر فون کا انتظار کرتا رہا لیکن انورادھا نے فون نہیں کیا۔ اگلے روز اسے حادثے کا پتا چلا۔ انورادھا نے جو کار کرائے پر لی تھی' اس کا اسٹیئرنگ ڈرائیو کے دوران میں ناکارہ ہوگیا تھا۔ کار بے قابو ہوکر ایک ٹرک سے ٹکرا گئی تھی۔ انورادھا موقع پر ہی ختم ہوگئی تھی۔

اسے اس وقت سادھنا کے پاس جانا چاہیے تھا۔ وہ ارادے باندھتا اور توڑتا رہا۔ اور جب اس نے اس پر عمل کیا تو اس کی سادھنا کے بجائے اشیش کمار سے بات ہوئی۔ تب اسے پتا چلا کہ سادھنا کی اس سے شادی ہوچکی ہے۔ اشیش کمار کے لہجے میں جو

اتھارٹی تھی، وہ اسے اچھی نہیں لگی۔ اشیش یونیورسٹی میں پروفیسر تھا۔ اس نے بتایا کہ اس رات انھوں نے انورادھا کو بتا دیا تھا کہ وہ شادی کرنے والے ہیں۔ انورادھا کو اعتراض تھا کہ سادھنا ابھی بہت کم عمر ہے "ان کا اعتراض فطری تھا۔" اشیش نے بتایا "اور وہ اپنے ہوٹل واپس جارہی تھیں کہ حادثہ ہوگیا۔ سادھنا کو بہت صدمہ تھا مگر میں نے اسے سنبھال لیا۔ شادی اسی لیے جلدی کرنی پڑی کہ میں اس صورت حال میں اسے تنہا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔"

اب ایشور لال کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ سادھنا سے تعلق جڑنے سے پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا۔ آواز سے اشیش ٹھیک ٹھاک اور قابل اعتماد آدمی لگتا تھا۔ آخر پروفیسر تھا۔ انورادھا کو پریشانی یہ ہوگی کہ سادھنا نے صرف اٹھارہ سال کی عمر میں شادی کا فیصلہ اپنے طور پر کیا ہے مگر اس سلسلے میں وہ کچھ بھی نہیں کرسکتا تھا اور اب تو شادی بھی ہوگئی تھی۔ نہ ہوئی ہوتی تو بھی اسے کوئی اختیار تو نہیں تھا۔

پھر ایشور لال کو ایک اچھی آفر ہوئی اور وہ لندن چلا گیا۔ کئی برس وہ وہاں رہا۔ وہاں اسے قتل کے اس کیس کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا جس میں سادھنا کو ملزمہ کی حیثیت سے نامزد کیا گیا تھا۔ اسے تو برسوں بعد یہاں آنے پر اس کے متعلق معلوم ہوا۔ مگر اس وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ سادھنا اب کہاں ہے۔

لندن میں اس کی ملاقات سریتا سے ہوئی۔ انورادھا کی مختصر سی رفاقت نے اسے احساس دلا دیا تھا کہ تنہائی کی زندگی بہت بے کیف ہے۔ سریتا کا تعلق بھی اسی کے شہر سے تھا۔ دونوں نے شادی کرلی۔ سریتا بہت اچھی بیوی ثابت ہوئی لیکن ایشور لال اکثر سادھنا اشیش کے بارے میں سوچتا تھا کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ وہ بے چاری اتنے بڑے المیے سے گزری تھی۔ اسے نہیں پتا تھا کہ وہ اس کے اتنا قریب ہے۔

انٹر کام چیخا۔ اس نے ریسیور اٹھایا "بیگم صاحب کا فون ہے۔" سیکریٹری نے اسے بتایا۔

اگلے ہی لمحے سریتا کی آواز ابھری "ایش.... تم نے اس لڑکی سادھنا کے متعلق سنا؟" وہ پریشان لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"ہاں سریتا۔" وہ سریتا کو انورادھا اور سادھنا کے بارے میں سب کچھ بتا چکا تھا۔

"تو کیا ارادہ ہے؟"

اس سوال نے اسے فیصلے پر پہنچنے میں مدد دی "میں وہ کروں گا جو برسوں پہلے نہ کرسکا۔ یہ کفارہ ادا کرنے کا موقع ہے میرے لیے۔ میں اس کی جو مدد کرسکتا ہوں، کروں گا۔ جیسے ہی موقع ملا، میں تمہیں فون کروں گا۔"

"تو تم وار بلنگ جارہے ہو؟"

"ہاں ڈیئر۔"

"گڈ لک۔"

ایشور لال نے اپنی سیکریٹری کو تمام اپائنٹ منٹ کینسل کرنے کی ہدایت کی "انھیں بتا دینا کہ یہ ایمرجنسی ہے۔ میں ابھی وار بلنگ جارہا ہوں۔"

○☆○

"فی الوقت ہم لوگ جھیل کھنگال رہے ہیں اجیت۔ خبر ریڈیو اور ٹی وی پر آچکی ہے۔ باہر سے مدد کی ضرورت ہے جو طلب کرلی گئی ہے۔" چیف آف پولیس دیال شنکر نے اجیت سے کہا۔ اس نے کوشش کی تھی کہ اس کے لہجے میں مایوسی نہیں، خوش امیدی ہو اور.... خوش دلی ہو لیکن اس کے لیے یہ کام دشوار تھا۔ اس کے خیال میں اجیت نے اسے دھوکا دیا تھا۔ اس نے اپنی بیوی کو اس سے متعارف کراتے وقت جو کچھ کہا تھا، سب جھوٹ تھا۔ اسے سچ بولنا چاہیے تھا اور اسے خود پر بھی غصہ تھا کہ پولیس چیف ہونے کے باوجود وہ اس معاملے میں گڑبڑ محسوس نہیں کرسکا تھا۔ اسے شبہ بھی نہیں ہوا تھا۔

چیف دیال شنکر کے لیے وہ سیدھا سادہ کیس تھا۔ سادھنا نے اخبار دیکھا۔ اسے احساس ہوا کہ اب پورا علاقہ اسے پہچان لے گا۔ سب اس کی حقیقت جان لیں گے۔ یہ سوچ کر وہ پاگل ہوگئی ہوگی۔ اس پر وحشت اور جنون طاری ہوگیا ہوگا اور اس کیفیت میں اس نے ان بچوں کے ساتھ وہی کچھ کیا ہوگا جو برسوں پہلے اپنے پہلے بچوں کے ساتھ کیا تھا۔

اس نے اجیت کو بہت غور سے، ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ اجیت بھی کم و بیش اسی انداز میں سوچ رہا ہے "ڈاکٹر کھنہ اوپر ہی ہے؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں.... ہے بھگوان۔" اجیت نے کہا اور ڈائننگ ٹیبل کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ وہ خود کو ہی اس واقعے کا ذمے دار سمجھ رہا تھا۔ شاید سالگرہ منانے کی ضد کرکے اس نے سادھنا کے اندر عدم تحفظ کا

احساس جگا دیا تھا اور اس کے نتیجے میں دبی ہوئی وحشت ابھر آئی تھی اور اس پر ستم "کوہستان" کا وہ آرٹیکل؟ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ عقبی دروازے پر پولیس والا کھڑا نظر آیا۔ اس نے منہ پھیر لیا۔

"کیا بات ہے؟" دیال شنکر نے پوچھا۔

"سادھنا بچوں کو نقصان پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ جو کچھ بھی ہوا ہو، سادھنا ایسا نہیں کر سکتی۔"

"تمہاری بیوی ہوش و حواس میں واقعی ایسا نہیں کر سکتی لیکن میں نے ایسے واقعات دیکھے ہیں جب وحشت اور خوف کے زیر اثر آدمی کچھ بھی کر سکتا ہے۔ وہ کچھ بھی جس کی اس سے امید نہیں رکھی جا سکتی۔" چیف دیال نے کہا۔

اجیت اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے چیف کو دیکھا لیکن درحقیقت وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا "مجھے مدد کی ضرورت ہے.... حقیقی مدد کی۔" وہ بڑبڑایا۔

گھر میں ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ پولیس والوں نے پورا گھر چھان مارا تھا۔ پولیس کے فوٹو گرافر کچن میں تصویریں اتار رہے تھے۔ چائے کی الٹی ہوئی دیگچی ان کی توجہ کا مرکز تھی۔ چائے جو گری تھی، وہاں داغ پڑ گئے تھے۔ ادھر ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بجے جا رہی تھی۔

ایک پولیس والے نے کال ریسیو کی اور پھر میز کی طرف آیا۔ "خبر عام ہو چکی ہے۔ ایک گھنٹے کے اندر اس علاقے میں پولیس والوں کی فوج موجود ہو گی۔"

پولیس والے! سادھنا کتنی ڈرتی.... کتنا گھبراتی ہے۔ وہ چیف دیال کے پاس سے گزرا اور اوپر ماسٹر بیڈ روم کی طرف چل دیا۔

ڈاکٹر سادھنا کے قریب بیٹھا تھا۔ وہ سادھنا کے ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ اجیت نے مشکل سے سادھنا کو بھیگے ہوئے کپڑوں سے نجات دلا کر دوسرے کپڑے پہنائے تھے۔ اب وہ زرد رنگ کے اونی گاؤن میں تھی اور وہ بہت سمٹی ہوئی، بہت چھوٹی سی لگ رہی تھی۔

اجیت سادھنا پر جھک گیا "جان پلیز، تمہیں بچوں کی خاطر خود کو سنبھالنا ہے۔ دیکھو، یہ ضروری ہے کہ بچوں کو جلد از جلد تلاش کر لیا جائے۔ سادھنا پلیز.... تم یاد کرنے کی کوشش کرو۔"

"اجیت.... اسے مت چھیڑو۔" ڈاکٹر کھنہ نے کہا "یہ شاک کی حالت میں ہے۔ شدید شاک کی۔ اس کا دماغ اس صدمے سے لڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں نے اسے پرسکون کرنے کے لیے دوا دی ہے۔"

"لیکن ہمیں پتا تو چلے کہ صورت حال کیا ہے۔" اجیت نے کہا "ممکن ہے، اس نے کسی کو بچوں کو لے جاتے دیکھا ہو۔ سادھنا، سنو.... میں تمہیں بٹھاتا ہوں۔ تم بیٹھ سکتی ہو۔ پلیز خود کو سنبھالنے کی کوشش کرو جان۔"

سادھنا کا وجود مختصر ضرور لگ رہا تھا مگر وہ زیادہ بھاری لگ رہی تھی۔ شاید اس لیے کہ پوری طرح ہوش میں نہیں تھی اور اس نے بدن ڈھیلا چھوڑا ہوا تھا۔ سادھنا کو خود اپنا وجود بھاری اور دھندلا محسوس ہو رہا تھا۔ اس رات سے جس رات ممی کو حادثہ پیش آیا ہوا تھا، بہت عرصے تک وہ ایسا ہی محسوس کرتی رہی تھی۔ اسے وہ راتیں یاد تھیں جن میں اس کی پلکیں کسی بوجھ سے جھکی رہتی تھیں.... اور وہ خود کو نڈھال محسوس کرتی تھی۔ ان دنوں اشیش اس کا کتنا خیال رکھتا تھا۔ کتنے تحمل سے کام لیتا تھا وہ۔

لیکن اس وقت وہ اس کے بارے میں نہیں سوچنا چاہتی تھی۔ نہ اشیش کے بارے میں، نہ پرکاش کے بارے میں۔ پرکاش وہ خوب رو طالب علم جو فوج کی طرف سے تعلیم حاصل کر رہا تھا جو فوجی تھا۔ وہ شاید اسے پسند کرنے لگا تھا۔ پرکاش کی موجودگی میں بچے کتنے خوش رہتے تھے۔ وہ پرکاش کو بہت اچھا دوست سمجھنے لگی تھی۔

اجیت اسے اٹھا کر بٹھا رہا تھا "ہاں شاباش.... ہمت کرو سادھنا۔ ڈاکٹر، اسے کافی دیں....؟"

ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلایا "میں گھنشام سے کہتا ہوں۔"

کافی.... چائے! وہ چائے تو بنا رہی تھی، جب اس نے اخبار میں وہ آرٹیکل اور تصویر دیکھی تھی۔ سادھنا نے آنکھیں کھول دیں "اجیت۔" اس نے سرگوشی میں کہا "اب سب لوگ جان جائیں گے۔ سب کو معلوم ہو جائے گا۔" وہ کہتے کہتے رکی۔ اس سے زیادہ اہم ایک اور بات ہے۔ ہاں.... بچے! "اجیت، بچے کہاں ہیں؟ انہیں تلاش کرو۔"

"خود کو سنبھالو میری جان۔ اس سلسلے میں تو ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ تم بتاؤ.... ہر بات۔ بس خود کو چند منٹ کے لیے سنبھال لو۔"

گھنشام اسی وقت گرم کافی کی پیالی لے آیا "یہ لو کافی۔ سادھنا کا کیا حال ہے اب؟"

"ہوش میں آئی تو ہے۔"

"چیف دیال اس سے بات کرنے کے لیے مرا جا رہا ہے۔"

اچانک سادھنا کی آنکھوں سے خوف جھلکنے لگا "اجیت.... بھگوان کے لیے۔"

"یہ ضروری ہے جان۔" اجیت نے اس کا رخسار تھپتھپاتے ہوئے کہا "بچوں کو تو تلاش کرنا ہے نا۔"

سادھنا نے کافی کا ایک طویل گھونٹ لیا۔ کاش.... وہ سوچ پائے۔ کاش.... یہ نیند کی دھندلاہٹ دور ہو جائے۔ اسے اپنے ہونٹ ربر کے بنے محسوس ہو رہے تھے لیکن اسے بات تو کرنی تھی۔ اسے نیچے جانا تھا۔ اسے بچوں کی تلاش میں مدد کرنی تھی۔

وہ ڈگمگاتے ہوئے اٹھی۔ پوری قوت ارادی استعمال کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی۔ اجیت نے اسے کمر سے تھام کر سہارا دیا لیکن سادھنا کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پاؤں ہیں ہی نہیں۔ اجیت کے سہارے وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔

چیف دیال شنکر ڈائننگ روم میں موجود تھا۔ سادھنا کو اس کا

رویہ معاندانہ محسوس ہوا۔ پچھلی بار بھی پولیس آفیسر کا رویہ ایسا ہی تھا۔

"اب کیا حال ہے شریمتی جی؟" چیف نے پوچھا۔

وہ بڑا بے پروا سوال تھا۔ جیسے رٹا رٹایا ہو جیسے اس کی کوئی پروا نہ ہو کہ اس پر کیا گزر رہی ہو "اب میں ٹھیک ہوں۔"

"ہم بچوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم بہت جلد کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کو ہماری مدد کرنی ہوگی۔ آپ نے آخری بار بچوں کو کب دیکھا تھا؟"

"دس بجے سے ذرا پہلے۔ میں نے انہیں کھیلنے کے لیے باہر بھیجا اور خود کام سے اوپر چلی گئی۔"

"آپ اوپر کتنی دیر رہیں؟"

"دس منٹ..... زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ۔"

"پھر آپ نے کیا کیا؟"

"میں نیچے آئی اور واشنگ مشین لگائی پھر مجھے میگزین نظر آیا۔ میں نے اسے اٹھالیا۔"

"اور آپ نے وہ آرٹیکل دیکھا جو آپ کے بارے میں چھپا ہے۔"

سادھنا سامنے دیکھتی رہی۔ اس نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"وہ آرٹیکل دیکھنے کے بعد آپ کا کیا ردِ عمل تھا؟"

"میرا خیال ہے' میں چیخ پڑی تھی..... اور..... پتا نہیں۔"

"آپ چائے بنا رہی تھیں؟"

"میں چائے گرم کر رہی تھی۔ میرا ہاتھ لگا تو کیتلی الٹ گئی۔ وہ میں نے پھینکی نہیں تھی' ہاتھ لگنے سے الٹ گئی تھی۔ آرٹیکل دیکھ کر مجھے لگا کہ میں پھٹ جاؤں گی۔ کچھ ہو جائے گا مجھے۔ میں جانتی تھی سب کہیں گے کہ میں نے بچوں کو مارا تھا اور یہ بات نوین اور ارملا کو نہیں معلوم ہونی چاہیے۔ میں نے میگزین کو جلا کر آتش دان میں ڈال دیا۔ وہ جل رہا تھا پھر میں نوین اور ارملا کو بلانے کے لیے نکلی۔"

"بچے نظر آئے آپ کو؟"

"نہیں۔ میں نے انہیں پکارا۔ وہ نظر نہیں آئے تو میں جھیل کی طرف دوڑ گئی۔"

"دیکھیے' یہ بات بہت اہم ہے۔ آپ جھیل کی طرف کیوں گئیں؟ اجیت کا کہنا ہے کہ بچے کبھی جھیل کی طرف نہیں گئے۔ آپ نے انہیں منع کیا تھا اور انہوں نے کبھی نافرمانی نہیں کی۔ آپ نے انہیں سڑک پر تلاش کیوں نہیں کیا؟ جنگل میں کیوں نہیں گئیں آپ؟ جھیل ہی کیوں؟"

"کیونکہ میرے سبھاش اور تلجا بھی ڈوب گئے تھے اور اس لیے کہ مجھے نوین اور ارملا کو تلاش کرنا تھا۔ ارملی کا دستانہ مجھے جھولے کی رسی سے الجھا ہوا ملا تھا۔ ارمی ہمیشہ دستانے کھوتی رہتی ہے۔ میں جھیل کی طرف گئی۔ مجھے بچوں کو واپس لے کر آنا تھا۔ مجھے ڈر ہے کہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی.... "اس سے آگے بولا نہیں گیا۔

چیف دیال شنکر سنبھل کر بیٹھ گیا "ساد ھنا دیوی' آپ کو یہ بتانا میرا فرض ہے کہ آپ کو وکیل سے قانونی مشورہ لینے کا حق حاصل ہے۔ اس کے بعد ہی آپ میرے سوال کا جواب دیں کیونکہ آپ کا جواب عدالت میں آپ کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔" اور جواب کا انتظار کیے بغیر وہ اٹھ کر عقبی دروازے کی طرف چل دیا۔ باہر ننھے ننے گالوں کی صورت میں برف گر رہی تھی چیف پولیس کار میں بیٹھا اور اس نے ڈرائیور سے کہا "جھیل کی طرف چلو۔"

○☆○

وہ علاقے کی سب سے بڑی اور سب سے گہری جھیل تھی۔ اس وقت جھیل کے کنارے تماشائیوں کا ہجوم تھا۔ وہ خاموشی سے پولیس کے غوطہ خوروں کو کام کرتے دیکھ رہے تھے۔ رسی کی مدد سے جھیل کے اس حصے کو الگ کر دیا گیا تھا جسے اس وقت کھنگالا جا رہا تھا۔ پولیس بڑے مرتب انداز میں کام کر رہی تھی۔

چیف سیدھا گوپال کے پاس گیا جو اس مہم کا انچارج تھا۔ اس نے کچھ پوچھا [illegible] سوال کا جواب تھا جو چیف اس سے کرنا چاہتا تھا۔

چیف نے برف پر پاؤں مارا۔ وہ جھنجلا رہا تھا۔ غوطہ خور اپنی جان کا خطرہ مول لے کر یہ کام کر رہے تھے.... صرف سادھنا اجیت کی وجہ سے۔ بھگوان ہی جانتا ہے کہ بچے کب ملیں گے۔ یہ ہے قانون اور انصاف کا گورکھ دھندا۔ صرف ایک تکنیکی عذر کی بنا پر ایک قاتلہ کو آزاد چھوڑ دیا گیا تھا جبکہ اس پر جرم ثابت ہو چکا تھا۔ صرف اس بنیاد پر کہ ایک چالاک وکیل نے ججوں کو متاثر کر دیا تھا۔ اس نے ثابت کر دیا تھا کہ کیس میں بے انصافی ہوئی ہے۔ اہم گواہوں نے جانب داری سے کام لیا ہے۔

"گوپال' یہ لوگ کب تک تلاش جاری رکھیں گے؟" چیف نے پوچھا۔

"دو حصوں کو چیک کیا جا چکا ہے۔ فی الحال یہ ایک اور حصہ چیک کریں گے پھر وقفہ ہو گا۔" گوپال نے کہا اور ٹی وی کے عملے کی طرف اشارہ کیا "لگتا ہے' آج کی خبروں میں ہمیں بہت اہمیت دی جائے گی۔ بہتر ہے کہ آپ بیان تیار کر لیں۔"

چیف دیال نے اپنے سردی سے سُن ہاتھ کو اوور کوٹ کی جیب میں ڈالا اور ایک کاغذ نکالا "میں نے کچھ لکھا تو ہے۔" وہ پڑھ کر سنانے لگا "بچوں کو بڑی تندہی سے تلاش کیا جا رہا ہے۔ پورے علاقے کو چیک کیا جا رہا ہے۔ ہمیں رضا کاروں کی خدمات بھی حاصل ہیں۔ بیلی کاپٹروں سے بھی مدد لی جا رہی ہے لیکن اجیت پال کے گھر کے قریب واقع جھیل کو خاص طور پر ہم اہمیت دے رہے ہیں۔" اس نے کاغذ کو تہ کیا۔ "ٹھیک ہے نا؟"

گوپال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کچھ دیر بعد چیف یہ بیان اخباری نمائندوں کو دے چکا تھا۔ ایک رپورٹر نے پوچھا "کیا یہ درست ہے کہ بچوں کی گمشدگی کے بعد سادھنا دیوی کو جھیل کے پاس ہسٹیریا کی کیفیت میں پایا گیا تھا؟"

"یہ درست ہے۔"

اس کے بعد تو سوالات کا تانتا بندھ گیا "سادھنا دیوی کو "کوہستان" میں چھپنے والے آرٹیکل کا علم تھا؟"

"میرا خیال ہے' انہیں علم تھا۔"

"ان کا ردعمل کیا تھا اس آرٹیکل پر؟"

"یہ مجھے معلوم نہیں۔"

"آپ کو آج سے پہلے سادھنا دیوی کے ماضی کے بارے میں علم تھا؟"

"نہیں۔ مجھے علم نہیں تھا۔" چیف دیال نے بمشکل خود کو دانت پیسنے سے روکا "اور اب مزید سوالات نہ کریں۔"

چیف وہاں سے ہٹ ہی رہا تھا کہ ایک رپورٹر نے اس کا راستہ روک لیا "سر' گزشتہ چھ برسوں میں خاص طور پر اس علاقے میں بچوں کے متعدد قتل ہوئے ہیں جن میں سے بیشتر ابھی تک حل نہیں ہوئے ہیں۔"

"یہ درست ہے۔" چیف دیال نے کہا۔

"اور یہ سادھنا دیوی اس علاقے میں کب سے رہ رہی ہیں؟"

"میرا خیال ہے' چھ سال ہی ہوئے ہیں۔"

"شکریہ چیف۔"

○☆○

کرن کے لیے یہ بہت بڑا شاک تھا کہ سادھنا اجیت ہی درحقیقت بدنام زمانہ سادھنا اٹیش ہے مگر اس شاک سے سنبھل کر وہ اپنے شیڈول کے مطابق اس کے کیس پر کام کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

اس نے "کوہستان" کے آرٹیکل سے اسٹارٹ لیا پھر اس نے سادھنا اٹیش کی پچھلی ازدواجی زندگی کی تفصیلات کا جائزہ لیا۔ وہ علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر کی نوجوان بیوی تھی۔ اس کے دو بچے تھے۔ گھر کیمپس ہی میں تھا۔ میاں بیوی کی عمروں میں بہت فرق تھا۔ مگر اس کے باوجود ان کی زندگی نارمل تھی۔ کم از کم اس [illegible] سے پہلے جب پروفیسر اٹیش نے اپنے خوب رو شاگرد پرکاش کو گیس کے چولہے کی مرمت کے لیے اپنے گھر بھیجا۔

اس نے مقدمے کے دوران میں پرکاش کی شہادت کے اقتباسات چیک کیے۔ پرکاش نے بتایا تھا کہ وہ پہلی بار سادھنا سے کب ملا۔

"جس وقت پروفیسر صاحب نے چولہے کی شکایت کے بارے

میں اپنی بیوی کی کال ریسیو کی میں آفس میں موجود تھا۔ میں میکینیکل ذہن کا آدمی ہوں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جسے میں ٹھیک نہیں کر سکتا ہوں۔ میں نے پروفیسر صاحب کو اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ چاہتے تو نہیں تھے کہ میں جاؤں مگر کوئی مکینک نہیں ملا تو مجبور ہو گئے۔"

"انہوں نے آپ کو اپنی فیملی کے متعلق کوئی خصوصی ہدایت دی؟" وکیلِ استغاثہ نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی پتنی کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ لہٰذا میں انہیں کوئی زحمت نہ دوں۔ کوئی مسئلہ ہو تو انہیں فون کرلوں۔"

"تو کیا آپ نے پروفیسر کی ہدایات کا خیال رکھا؟"

"میں ضرور رکھتا مگر اس صورت میں کیا کر سکتا تھا کہ ان کی پتنی تمام وقت میرے پیچھے 'میرے ساتھ لگی رہیں۔"

"آبجیکشن یور آنر۔" وکیلِ صفائی تیزی سے اٹھا مگر اسے دیر ہو چکی تھی۔ تاثر مرتب ہو چکا تھا۔

"اچھا.... آپ کا سادھنا دیوی سے جسمانی رابطہ قائم ہوا؟" وکیل استغاثہ نے ایک اور سوال کیا۔

گواہ پر کاش نے ڈائریکٹ جواب دیا "جی ہاں جناب۔"

"یہ کیسے ہوا؟"

"بات یہ ہے کہ چند روز بعد میں چولہے کا ایک پارٹ لے کر دوبارہ گیا۔ وہاں میں انہیں چولہے کا ایمرجنسی سوئچ دکھا رہا تھا۔"

"پروفیسر نے تم سے کہا تھا کہ ان کی پتنی کو کوئی زحمت نہ دینا۔"

"میں کیا کرتا۔ وہ چولہے کے سسٹم کو سمجھنے کی ضد کر رہی تھیں۔ وہ مجھ پر جھکی ہوئی تھیں۔ میں نے سوچا 'اس میں حرج بھی کیا ہے۔ چنانچہ میں نے انہیں چھولیا۔"

"مسز اشیش کا کیا ردِ عمل تھا؟"

"بے حد خوش گوار۔ انہیں اچھا لگا۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔"

"آپ ذرا تفصیل سے بتائیں کہ کیا ہوا تھا؟"

"میں نے پلٹ کر ان کی طرف دیکھا اور انہیں اچانک پیار کرلیا۔ کوئی ایک منٹ بعد انہوں نے نرمی سے مجھے ہٹا دیا لیکن ان کے انداز میں بے دلی تھی جیسے وہ مجھے ہٹانا نہیں چاہتی ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے یہ بہت اچھا لگا....."

"مسز اشیش نے کیا کہا؟"

"انہوں نے مجھے بہت غور سے دیکھا اور یوں جیسے مجھ سے مخاطب نہ ہوں' بولیں.... میں یہاں سے فرار چاہتی ہوں اور جناب' میں کسی مشکل میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ دیکھیں میں آرمی کی طرف سے تعلیم کے لیے یونیورسٹی بھیجا گیا ہوں۔ یہاں سے نکال دیا جاتا تو آرمی میں بھی میرے خلاف کارروائی ہوتی چنانچہ میں نے کہا.... سادھنا جی' ہم ایسی ترکیب کر سکتے ہیں کہ ملتے بھی رہیں اور

ظریفیات

"بیٹے مجھے یقین ہے کہ تم نے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہوگی" ایک فلمی اداکار نے اپنے بیٹے سے اس کی پروگریس رپورٹ لیتے ہوئے کہا۔

"بالکل ابو" بیٹے نے جواب دیا "اسکول والے مجھے مزید ایک سال کے لئے اسی کلاس میں سائن کرنا چاہتے ہیں۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماں نے بیٹے سے پوچھا "منّے' دروازے پر انگلیوں کے گندے نشانات تمہارے ہیں۔"

بیٹا بولا "نہیں امی! میں تو ہمیشہ لات مار کے دروازہ کھولتا ہوں۔"

کسی کو پتا بھی نہ چلے لیکن آپ گھر تو نہیں چھوڑ سکتیں۔ دیکھیں نا' آپ کے بچے ہیں۔"

"اس پر مسز اشیش کا کیا ردِ عمل تھا؟"

"عجیب سی بات ہے۔ اسی وقت ان کا بیٹا سبھاش آگیا۔ وہ بہت خاموش طبع اور سہما سہما بچہ تھا۔ کبھی چوں بھی نہیں کرتا تھا۔ مسز اشیش کو غصہ آگیا۔ وہ بولیں "لیکن ان بچوں کا تو گلا گھونٹ دیا جائے گا۔"

مسٹر پرکاش' یہ بات بہت اہم ہے۔ آپ کو یقین ہے کہ آپ مسز اشیش کے الفاظ دہرا رہے ہیں؟"

"جی جناب۔ مجھے یقین ہے لیکن کسی ماں کی ایسی بات کو کوئی بھی سنجیدگی سے نہیں لے گا۔"

"یہ کس تاریخ کی بات ہے؟"

"۱۳ نومبر کی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ میں واپس یونیورسٹی پہنچا تو پروفیسر صاحب نے مجھے اجرت میں چیک دینے کی کوشش کی تھی۔"

"۱۳ نومبر۔" وکیلِ استغاثہ نے ڈرامائی انداز میں دہرایا "اور چار دن بعد دونوں بچے اپنی ماں کی گاڑی سے غائب ہو گئے اور پھر ان کی لاشیں نہر سے برآمد ہوئیں۔ ایسے کہ ان کے چہروں پر پلاسٹک کے شاپر چڑھے ہوئے تھے۔ ان کی موت دم گھٹنے سے واقع ہوئی تھی۔ یہ گلا گھونٹنا ہی ہے۔"

وکیلِ صفائی نے تاثر کو کم کرنے کی کوشش کی "تو تم نے مسز اشیش کو لپٹانے کی کوشش جاری رکھی؟" اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں گواہ سے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ وہ بچوں کو لے کر کمرے میں چلی گئیں۔"

"یہ تو صرف تمہارا دعویٰ ہے کہ مسز اشیش نے تمہاری دست درازی کو انجوائے کیا تھا۔"

"یقین کریں جناب۔ عورتوں کے معاملے میں مجھے کبھی دھوکا

نہیں ہوا۔"

کرن نے گہری سانس لی اور سادھنا اشیش کے بیان والے کاغذات نکال لیے۔ وہ انہیں پڑھنے لگی۔

"جی ہاں۔ اس نے مجھے پیار کیا تھا۔ میرا خیال ہے' مجھے احساس ہو گیا تھا کہ وہ ایسا کرنے والا ہے مگر میں نے اسے روکا نہیں۔"

"آپ کو یاد ہے کہ آپ نے بچوں کا گلا گھونٹنے کی بات کی تھی؟" وکیل استغاثہ نے پوچھا۔

"جی' مجھے یاد ہے۔"

"اس سے آپ کا کیا مطلب تھا؟"

کاغذات کے مطابق سادھنا کی آنکھوں میں خالی پن سا لہرا گیا۔ اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیا "پتا نہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔"

کرن نے سر جھٹکا۔ اس لڑکی کو تو گواہ کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کی اجازت ہی نہیں ملنی چاہیے تھی۔ اس نے وہاں اپنے کیس کو خراب کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا تھا۔ وہ خود اپنے خلاف سب سے موثر گواہ بن گئی تھی۔ کیوں؟ کیا گڑبڑ تھی اس کے ساتھ۔ کرن نے سوچا۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ الزام سے بری ہونا ہی نہیں چاہتی تھی۔

اخبار کے تراشوں سے نمٹ کر کرن نے شوبھا کی دی ہوئی ضخیم فائل کھول لی۔ وہ تیزی سے پڑھتی رہی۔ اس کا ذہن معلومات کو ترتیب دے رہا تھا۔ اہم حصوں کو وہ خط کشیدہ کرتی جا رہی تھی۔

اطلاعی گھنٹی کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ اسے حیرت ہوئی کہ دروازے پر ایک پولیس والا کھڑا تھا "آپ کو زحمت دینے پر افسوس ہے لیکن دیوی جی ہم اجیت پال کے بچوں کی گمشدگی کے سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔"

کرن حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔ پولیس انسپکٹر نے ایک نوٹ بک نکال لی "آپ یہیں رہتی ہیں نا؟" اس نے پوچھا "اکیلی؟"

"کیوں... اکیلے رہنا جرم ہے کیا؟"

○☆☆○

"یہ پی لو سادھنا۔ طاقت آئے گی۔ تمہیں ضرورت ہے اس کی۔" گھنشام دلاسا دینے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

سادھنا شدت سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

گھنشام نے سبزیوں کا سوپ ایک طرف رکھ دیا۔ شاید سوپ کی اشتہا انگیز خوشبو سادھنا کو مائل کر دے۔

"میں نے کل یہ بنایا تھا... بچوں کے لیے۔" سادھنا نے بے تاثر لہجے میں کہا "بچے بھوکے ہوں گے۔"

اجیت اسے لپٹائے ہوئے بیٹھا تھا "کیوں خود کو اذیت دیتی ہو۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

چیف دیال ٹھکر جھیل سے سیدھا اجیت کے گھر آیا تھا۔ اس نے داخل ہوتے ہوئے سادھنا کی آخری بات سن لی تھی۔ اس نے بہت غور سے سادھنا کی نگاہوں کے خالی پن کو دیکھا۔ اس کا جسم اور ہاتھ ساکت لگ رہے تھے۔ چیف کا تجربہ کہتا تھا کہ کچھ دیر بعد وہ اپنا نام بھی شاید ہی بتا سکے "اجیت... ذرا میرے ساتھ آؤ۔ میں تم سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔"

اجیت نے سادھنا کے رخسار تھپتھپائے "خود کو سنبھالے رہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

چیف اسے اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں لے گیا۔ جس طرح اجیت نے خود کو سنبھال رکھا تھا' اس پر اسے رشک آ رہا تھا' وہ یقیناً آہنی اعصاب کا مالک تھا۔

چیف دیال نے اپنی خود اعتمادی اور اتھارٹی کا یقین حاصل کرنے کے لیے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرا صاف ستھرا تھا۔ فرنیچر پر گرد کا نام و نشان نہیں تھا۔ دیواروں پر جانے پہچانے مناظر کی پینٹنگز آویزاں تھیں۔ ان میں ایک اجیت کے عقبی گارڈن کی تصویر تھی۔ پھر غروب آفتاب کے وقت جھیل کی تصویر تھی جس میں کشتیاں بھی نظر آ رہی تھیں۔ کمرے کے عقب سے شانتی ہاؤس کے جھانکنے کا خوب صورت منظر بھی تھا۔ چیف دیال نے اکثر سادھنا کو علاقے میں گھوم پھر کر اسکیچ بناتے دیکھا تھا مگر وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس نے واٹر کلر میں اتنی خوب صورتی اور مہارت سے کام کیا ہو گا۔

"چیف بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟" اجیت کے سرد لہجے نے اسے چونکا دیا۔

"تم اپنی بیوی کے لیے وکیل کب کر رہے ہو؟" چیف نے اکھڑ لہجے میں پوچھا۔

ایک لمحے کو اجیت کی آنکھوں سے بے یقینی جھلکی۔ چیف نے وہ تاثر سمجھ لیا۔ اجیت ابھی تک یہی ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کی بیوی گمشدہ بچوں کی مظلوم ماں ہے جسے ہمدردی کی ضرورت ہے۔

"میں نے کسی وکیل سے بات نہیں کی ہے۔" بالآخر اجیت نے جواب دیا "میرے خیال میں تلاش کا نتیجہ کسی بھی وقت..."

"اب کسی بھی وقت تلاش کا سلسلہ موقوف ہو جائے گا۔" چیف نے بے تاثر لہجے میں کہا "موسم ایسا ہے کہ کچھ دیر بعد کچھ دکھائی ہی نہیں دے سکے گا مگر میں تمہاری پتنی کو پوچھ گچھ کے لیے پولیس اسٹیشن ضرور لے جاؤں گا۔ اگر تم نے وکیل نہیں کیا ہے تو سرکار کوئی بندوبست کر دے گی۔"

"تم یہ نہیں کر سکتے۔" اجیت نے سخت لہجے میں کہا۔ اس نے خود پر قابو رکھنے کی بھرپور کوشش کی تھی ورنہ وہ پھٹ پڑتا "یہ تو سادھنا کو تباہ کر دے گا۔ برسوں سے ایک ڈراؤنا خواب اس پر مسلط ہے۔ برسوں پہلے بھی اس سے پولیس اسٹیشن میں پوچھ گچھ ہوئی تھی پھر اسے مردہ گھر لے جایا گیا تھا جہاں اس نے اپنے بچوں کی لاشیں

شناخت کی تھیں۔ تم یہ تو سوچو کہ وہ اس وقت شاک میں ہے۔ تم تو اسے کچھ بتانے کے قابل ہی نہیں چھوڑو گے۔"

"اجیت.... تمہارے بچوں کو تلاش کر کے لانا میری پہلی ذمے داری ہے۔"

"ٹھیک ہے مگر یہ تو سوچو کہ وہ منحوس آرٹیکل پڑھ کر سادھنا پر کیا گزر چکی ہے... اور اس آرٹیکل کے بارے میں سوچو۔ جس نے وہ آرٹیکل چھپوایا ہے، وہ بھی تو میرے بچوں کو اغوا کر سکتا ہے۔"

"ہم اس پر بھی کام کر رہے ہیں۔ ایسے آرٹیکل قبول کر لیے جائیں تو میگزین آرٹیکل لکھنے والوں کی بطور رائلٹی دو سو روپے بھجواتا ہے مگر یہ بھی ہے کہ میگزین کا اسٹاف کوئی آرٹیکل لکھتا ہے اور اسے کسی فرضی نام سے شائع کر دیا جاتا ہے۔"

"تو پتا چلاؤ کہ وہ آرٹیکل کس نے لکھا ہے؟"

"ہم نے معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔" چیف دیال کے لہجے میں برہمی تھی "آرٹیکل کے ساتھ جو خط تھا اس میں لکھا تھا کہ اگر یہ آرٹیکل میگزین کے لیے قابل قبول ہو تو شرط یہ ہے کہ اسے ۷ نومبر کی اشاعت میں شامل کیا جائے۔ ایڈیٹر نے مجھے بتایا کہ اس نے شرط کی قبولیت کے جوابی خط کو دو سو روپے کے چیک کے ساتھ ۲۸ اکتوبر کو کے ایل رام داس کو دار بلنگ پوسٹ آفس کی معرفت بھیج دیا تھا۔ دو دن بعد اسے وصول بھی کر لیا گیا۔"

"یہ کے ایل رام داس مرد ہے یا عورت؟" اجیت نے پوچھا۔

"ہمیں نہیں معلوم [illegible] اور چیک ابھی تک کیش نہیں کرایا گیا ہے۔"

اجیت آتش دان میں دیکھ رہا تھا پھر اس کی نظر بچوں کی تصویر پر پڑی جو سادھنا نے بنائی تھی۔ اس کے حلق میں گولا سا پھنسنے لگا۔

"اجیت.... سادھنا کو کپڑے تبدیل کراؤ۔ میں اسے ساتھ لے کر جاؤں گا۔"

"نہیں.... نہیں.... پلیز...."

ان دونوں نے پلٹ کر دیکھا۔ سادھنا ان کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ نجانے کب اٹھ کر آ گئی تھی اور دروازے کی چوکھٹ کا سہارا لیے کھڑی تھی۔

پھر اس کے پیچھے گھنشام بھی نظر آیا "یہ آنے کی ضد کر رہی تھی۔ مانی ہی نہیں۔" اس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

اجیت نے سادھنا کو لپٹا لیا "تم خود کو پُرسکون رکھنے کی کوشش کرو جان۔" اس نے بے حد محبت سے کہا "تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گا۔"

گھنشام کو اس کے لہجے میں مایوسی محسوس ہوئی، اس کا دل دکھنے لگا۔ وہ مصیبت میں مبتلا ان دوستوں کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"اجیت۔" اس نے بھاری لہجے میں کہا "اس صورتِ حال میں تم سے کہنا مناسب تو نہیں لگتا لیکن بنواری لال جی آج دو بجے شانتی ہاؤس کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ سودا بھی بڑا ہے۔ کہو تو...."

"مجھے کوئی پروا نہیں سودے کی۔" اجیت نے بھنا کر کہا لیکن فوراً ہی خود کو سنبھال لیا "سوری گھنشام۔ پریشانی نے دماغ خراب کر دیا ہے۔ اگر تم انہیں لے جا کر شانتی ہاؤس دکھا دو تو میں بہت شکر گزار ہوں گا۔ تم اس کی ہر چیز سے واقف ہو۔"

"لیکن میں نے جسونت کو بتایا نہیں تھا کہ آج ہم کوئی گاہک لا رہے ہیں۔" گھنشام نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"اس سے پہلے ہی بات ہو گئی تھی کہ ہم جس وقت چاہیں، کسی کو مکان دکھانے کے لیے لا سکتے ہیں۔ کرائے نامے میں یہ شرط تحریر ہے۔ بس تم اسے فون کر کے بتا دو۔"

گھنشام ہچکچاتے ہوئے جانے کے لیے مڑا۔ وہ اس کڑے وقت میں اجیت اور سادھنا کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔ اجیت نے اسے بڑے مشکل وقت میں سہارا دیا تھا۔ اس نے اسے خود اعتمادی دی تھی، کام کرنا سکھایا تھا۔ جینے کا مقصد دیا تھا۔ اس پر بڑے احسانات تھے اجیت کے اور جب سادھنا یہاں آئی تھی تو....

گھنشام کو اس بات پر فخر تھا کہ سادھنا نے اس پر اعتماد کیا تھا۔ اس نے جو باتیں کسی کو نہیں بتائی تھیں، اسے بتا دی تھیں اور اس سے مشورہ مانگا تھا۔ کوئی یونہی تو اتنا بھروسا نہیں کرتا کسی پر مگر اب گھنشام کو افسوس بھی ہو رہا تھا کہ وہ اس صورتِ حال میں ان کی کچھ مدد نہیں کر سکتا۔

بغیر کچھ کہے اس نے اپنا اوور کوٹ اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عقبی دروازے سے نکل کر وہ اپنی بائیک کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اس کی نظر جھولے پر پڑی۔ اسے بچے یاد آ گئے۔ بارہا وہ بچوں کو جھولے پر بٹھا کر جھونٹے دیتا رہا تھا۔ اسے ان بچوں سے بہت پیار تھا۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ سادھنا گھر کے کاموں میں الجھی ہوئی تھی تو اس نے سادھنا سے کہا تھا کہ وہ بے فکری سے اپنا کام کرے۔ وہ اری کا بھی خیال رکھے گا اور نوین کو بھی اسکول سے لے آئے گا "مجھے کچھ کاغذات کے سلسلے میں کورٹ جانا ہے۔" اس نے کہا تھا "واپسی میں بچوں کو آئس کریم میں کھلا دوں گا۔"

وہ دل گرفتگی سے اس جھولے کو دیکھتا رہا جو بہت اجڑا ہوا اور بے جان لگ رہا تھا۔ اسے احساس نہیں تھا کہ برف کے گالے اس کے چہرے پر گر رہے ہیں۔

"گھنشام" کسی نے پکارا۔

اس نے چونک کر سر اٹھا کر دیکھا۔ کرن اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"مجھے بچوں کے متعلق معلوم ہوا۔ بہت افسوس ہوا۔ میں اجیت سے بات کرنے آئی ہوں۔ ممکن ہے، کچھ مدد کر سکوں۔"

"بہت اچھا کیا تم نے۔" اس کے لہجے کی فکر مندی سے گھنشام کو ڈھارس ہوئی "اجیت اور سادھنا گھر میں ہی ہیں۔"

"میں نے "کوہستان" میں وہ آرٹیکل بھی دیکھا۔" کرن نے

کہا۔

گنشام کو اس بار کرن کے لہجے میں سرد مہری محسوس ہوئی۔ اس کی وجہ بھی وہ سمجھ گیا۔ اس نے کرن سے سادھنا کے بارے میں جھوٹ بولا تھا کہ وہ اسے بچپن سے جانتا ہے۔ وہ تھکے تھکے انداز میں بائیک پر بیٹھ گیا "میں چلتا ہوں۔ مجھے دو بجے کسی سے ملنا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے کرن کو کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر کک لگا کر موٹر سائیکل اسٹارٹ کی۔ یہ احساس اسے چند لمحے بعد ہوا کہ کرن کی آنکھیں آنسوؤں سے دھندلا رہی ہیں۔

اب اسے اسٹیٹ ایجنسی پہنچنا تھا۔ وہاں اجیت کی کار موجود تھی۔ اسے ہنواری لال کو اس میں لے کر جانا تھا۔

○☆○

ہیلی کاپٹروں کی آواز اس کے لیے بے حد خوش کن تھی۔ اس کی وجہ سے اسے پچھلا موقع یاد آرہا تھا۔ اس وقت بھی یونیورسٹی کیمپس کے اردگرد پھیلے ہوئے میلوں کے علاقے کو بچوں کی تلاش میں چھان مارا گیا تھا۔

اس نے سامنے والی کھڑکی سے جھیل کو دیکھا۔ گہرے نیلے پانی پر برف کی ہلکی سی تہ جمتی جارہی تھی۔ محکمۂ موسمیات نے برفانی طوفان کی پیش گوئی کی تھی اور اس بار خلاف معمول ان کی پیش گوئی درست ثابت ہو رہی تھی۔ ایسے موسم میں وہ بچوں کو زیادہ دیر تلاش نہیں کرسکیں گے۔ انہیں تلاش روکنی پڑے گی۔

اس نے سات بجے کا شیڈول بنایا تھا۔ وہ بچوں کو پہلا ٹانکے سے گزار کر اوپر لے جائے گا۔ اس وقت تک پانی بھی چڑھ چکا ہوگا۔ بس پھر وہ آسانی سے بچوں کو نیچے پانی میں گرا دے گا۔

ابھی اسے ساڑھے پانچ گھنٹے بچوں کے ساتھ گزارنے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ لڑکا بھی خاصا خوب صورت ہے لیکن اسے بچی میں زیادہ دلچسپی تھی۔ اس کی صورت سادھنا سے بہت ملتی تھی۔

یہ سوچتے سوچتے وہ ایک دم کھڑکی کی طرف سے پلٹ آیا۔ دونوں بچے کاؤچ پر ایک ساتھ پڑے تھے۔ اس نے دودھ میں انہیں خواب آور دوا ملا کر دی تھی۔۔۔ اور وہ اس کے زیر اثر سو رہے تھے۔ لڑکے نے بازو پھیلا کر بہن کو یوں لپٹا رکھا تھا جیسے اسے تحفظ دے رہا ہو لیکن جب اس نے جا کر بچی کو اٹھایا تو لڑکے کے جسم میں جنبش بھی نہیں ہوئی۔

بہت احتیاط سے وہ بچی کو بیڈ روم میں لے گیا اور اسے لٹا دیا پھر وہ باتھ روم میں گیا اور ٹب کا نل کھول دیا۔ ٹب بھر گیا تو اس نے پانی میں ہاتھ ڈال کر چیک کیا۔ پانی کچھ زیادہ گرم تھا لیکن چند منٹ میں قدرے ٹھنڈا ہو جاتا۔

اس نے ایک گہری سانس لی۔ اسے احساس ہوا کہ وہ خواہ مخواہ وقت برباد کر رہا ہے۔ اس نے جلدی سے کیبنٹ کھولی اور بے بی پاؤڈر کا وہ ڈبا نکالا جو آج اس نے سپر اسٹور سے پار کیا تھا۔ ریتا کی نظر بچی تو اس نے پاؤڈر کا ڈبا کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ وہ کیبنٹ بند کرنے والا تھا کہ اسے شیونگ کریم کے پیچھے رکھا ربر کا بطخ نما کھلونا نظر آگیا۔ وہ بطخ پرانی تھی اور اس کے رنگ اڑ گئے تھے۔ وہ اسے بھول ہی گیا تھا۔ پچھلی بار بھی اس نے اسے استعمال کیا تھا۔ اس نے بطخ کو اٹھا کر پانی سے بھرے ٹب میں اچھال دیا۔ وہ خود ہی خود ہنس دیا۔

پاؤڈر کا ڈبا لے کر وہ بیڈ روم میں واپس آیا۔ اس نے بڑی آہستگی اور نرمی سے بچی کے کپڑے اتارے۔ بچی تین سال کی تھی۔ کیسی پیاری عمر ہوتی ہے یہ۔ اس نے بچی کو گود میں اٹھایا اور خود سے لپٹا لیا۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی!

اس کے اندر برہمی کی تند لہر ابھری۔ بچی پر اس کی گرفت اور سخت ہوگئی۔ اس نے سوچا کہ فون کو بجنے ہی دے۔ اسے کوئی فون نہیں کرتا تھا۔ کوئی ایسا تھا ہی نہیں تو اس وقت یہ مصیبت کیوں نازل ہوئی ہے۔ وہ سوچ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔ اگر کسی نے فون اس لیے کیا ہے کہ بچوں کی تلاش میں اس کی رضاکارانہ مدد کی ضرورت ہے تو فون ریسیو نہ کرنا نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ اس پر شک بھی کیا جاسکتا ہے۔

یہ سوچ کر اس نے بچی کو بیڈ پر لٹایا اور بیڈ روم کا دروازہ بند کرتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آیا۔ فون وہاں تھا۔ اس نے ریسیور اٹھایا "ہیلو!"

"[illegible] میں گنشام بول رہا ہوں۔۔۔ رین بو اسٹیٹ ایجنسی سے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔ کیا بات ہے؟" اس نے خشک لہجے میں کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ پیشگی اطلاع کے بغیر میں آپ کو زحمت دے رہا ہوں مگر مجبوری ہے۔ ابھی بیس منٹ بعد میں ایک گاہک کو مکان دکھانے کے لیے لا رہا ہوں۔ آپ وہاں موجود ہوں گے یا میں اپنی چابی استعمال کروں؟"

○☆○

ایشور لال اپنی گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ تمام راستے اس نے ریڈیو لگائے رکھا۔ وہ خبریں مس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ خبروں کے مطابق بچوں کی تلاش جاری تھی مگر ابھی کوئی کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ نہ ہی کوئی سراغ ملا تھا۔

دارجلنگ پہنچ کر اسے اجیت کا مکان تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ مکان سے پیچھے سڑک پر رونق ہی رونق تھی۔ ٹی وی کی گاڑی بھی موجود تھی۔ اس کے علاوہ پریس رپورٹرز کا ہجوم بھی تھا۔ پولیس کی نفری اور گاڑیاں الگ تھیں۔

مکان کے دروازے پر پولیس کی ایک گاڑی موجود تھی۔ پولیس والے کسی کو اندر نہیں جانے دے رہے تھے۔ ایشور لال نے اپنی گاڑی روکی تو ایک پولیس والا اس کی طرف آیا "آپ یہاں کس سلسلے میں آئے ہیں؟" اس نے خشک لہجے میں پوچھا۔

ایشور لال کو اس بات کا اندازہ تھا۔ اس نے اپنا وزیٹنگ کارڈ نکالا اور اس کی پشت پر کچھ لکھ کر اسے پولیس والے کی طرف بڑھا دیا "یہ کارڈ لے جا کر مسز اجیت کو دے دو۔"

کارڈ دیکھ کر پولیس والا قدرے مئودب ہو گیا "آپ انتظار کریں ڈاکٹر۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں۔"

ایشور لال کار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ پولیس والا فوراً ہی لوٹ آیا "میں اسکواڈ کار ہٹاتا ہوں۔ آپ اپنی گاڑی ڈرائیو وے میں لے جائیں۔ آپ اندر جا سکتے ہیں" اس نے کہا۔

ایشور لال کی گاڑی پریس رپورٹرز کے ہجوم کے درمیان سے گزری۔ اس نے گاڑی پورچ میں کھڑی کی اور اندر چلا گیا۔

سادھنا ڈرائنگ روم میں آتش دان کے پاس کھڑی تھی۔ اس کے ساتھ ایک دراز قامت اور خوبرو آدمی تھا۔ وہ یقیناً اس کا شوہر تھا اور سادھنا کو پہچاننے میں تو اسے کوئی دشواری ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ وہ اپنی ماں سے بے حد مشابہ تھی۔ اسے دیکھتے ہی اسے انورادھا کا خیال آیا تھا۔

وہاں ایک پولیس آفیسر بھی موجود تھا۔ ایشور لال کو اس کی نظروں میں اپنے لیے عناد محسوس ہوا لیکن اس نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔ وہ سیدھا سادھنا کی طرف بڑھا "مجھے پہلے ہی آجانا چاہیے تھا" اس نے کہا۔

سادھنا کی نگاہوں میں خالی پن تھا "مجھے پچھلی بار امید تھی کہ آپ آئیں گے" وہ بولی "جب مجھ [illegible] ہوا تھا مجھے یقین تھا کہ آپ ضرور آئیں گے لیکن آپ نہیں آئے" اس کے لہجے میں شکایت در آئی۔

ایشور لال اسے ڈاکٹر کی ماہرانہ نظر سے دیکھ رہا تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ شاک میں ہے۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں پھیلی ہوئی تھیں اور لہجہ میکانیکی تھا۔ یہ بات بھی اس کے اندازے کی تائید کر رہی تھی "میرا خیال تھا، تم مجھ سے خفا ہو گی۔ مجھے تمہاری مدد کرنی چاہیے تھی۔"

"اب کر دیں، مجھے مدد کی ضرورت ہے۔"

ایشور لال نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ "میں اسی لیے آیا ہوں بیٹی۔ مجھ سے جو ہو سکے گا، کروں گا۔"

اچانک سادھنا کا جسم لرزنے لگا۔ وہ جھولنے لگی۔ اجیت سہارا دے کر اسے صوفے پر لے گیا اور اسے وہاں بٹھا دیا۔ ایشور لال اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

اجیت نے سادھنا کو کمبل اوڑھا دیا "تمہارا جسم بالکل ٹھنڈا ہو رہا ہے جان!" اس نے اس کا چہرہ ایک لمحے کے لیے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔ سادھنا کی بند آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ دیکھتے ہی دیکھتے رخسار بھیگ کر رہ گئے۔

ایشور لال کو پہلی بار احساس ہوا کہ وہاں ایک اور عورت بھی موجود ہے۔ اس کی عمر چالیس کے لگ بھگ ہو گی۔ وہ سادھنا کو عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر وہ اجیت سے مخاطب ہوئی۔ "تمہیں اس پر کوئی اعتراض تو نہیں کہ میں قانونی طور پر تمہاری بیوی کی نمائندگی کروں۔ میں باقاعدہ وکیل ہوں۔" اس نے خشک لہجے میں کہا۔

"وکیل!" سادھنا بڑبڑائی۔ اسے اپنے پچھلی بار کے وکیل کا چہرہ یاد آگیا۔ وہ اس سے مسلسل کہتا رہا تھا۔ "مجھے سب کچھ بتا دیں مسز اشیش۔ مجھ سے سچ بولیں۔ مجھ پر بھروسا کریں" یعنی اس کے وکیل تک کو اس کی بے گناہی پر یقین نہیں تھا لیکن کرن کی بات اور تھی۔ وہ عورت تھی۔ وہ اس کا درد سمجھ سکتی تھی۔ "پلیز اجیت، کرن دیدی کو اجازت دے دو" سادھنا نے اجیت سے کہا۔

اجیت نے اثبات میں سر ہلایا "ہم تمہارے شکر گزار رہوں گے کرن!"

اب کرن ایشور لال کی طرف مڑی "ڈاکٹر! آپ مجھے پیشہ ورانہ رائے دیں کہ سادھنا کی حالت ایسی ہے کہ اسے پوچھ گچھ کے لیے پولیس اسٹیشن لے جایا جا سکتا ہے؟"

"ہرگز نہیں" ایشور لال نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔ "میں اصرار کروں گا کہ پوچھ گچھ ضروری ہے تو یہیں کی جائے۔"

"لیکن مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے" سادھنا کے لہجے میں تھکن تھی۔ اس نے ایشور لال کی طرف دیکھا "آپ کچھ ایسا کر سکتے ہیں کہ مجھے یاد آجائے، ایسی کوئی صورت ہے؟"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔"

"کوئی ایسی دوا، کوئی ایسی صورت کہ میں نے جو کچھ دیکھا ہے یا جو کچھ جانتی ہوں، وہ مجھے یاد آجائے بلکہ آپ یہ بھی چیک کریں کہ میرے وجود کا کوئی حصہ ایسا بھی ہے جو خود میرے بچوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہمیں سب کچھ معلوم ہونا چاہیے۔"

"سادھنا، یہ سب....." اجیت نے احتجاج کیا لیکن سادھنا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ اس کے چہرے پر اذیت کا تاثر تھا۔

"کیا یہ ممکن ہے ڈاکٹر!" کرن نے ایشور لال سے پوچھا۔

"شاید..... امکان تو ہے" ایشور لال نے پُرخیال لہجے میں جواب دیا "یہ ہسٹریا کی طرح کی کیفیت ہے۔ سوڈیم اماٹیل کا ایک انجکشن دیا جائے تو شاید یہ ریلیکس ہو سکے اور ہمیں کچھ بتا سکے..... وہ جو اسے معلوم ہے۔"

چیف دیال اب تک سب کچھ خاموشی سے سن رہا تھا۔ وہ یہ سن کر بھڑک اٹھا "دوا کے زیر اثر دیے جانے والے جوابات عدالت میں قابلِ قبول نہیں ہوں گے۔ میں آپ کو یہ سب کچھ کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی کی آواز نے ان سب کو چونکا دیا۔ وہ خاموشی سے اس پولیس مین کو دیکھتے رہے، جس کی ڈیوٹی ہی فون ریسیو کرنا تھی۔ اس نے فون ریسیو کیا اور پکارا "چیف..... آپ کی ٹرنک

کال ہے۔"

"یہ وہ کال ہے جس کا میں منتظر تھا" چیف دیال نے کہا "اجیت... اور کرن... آپ بھی آئیں میرے ساتھ۔"

ایشور لال، سادھنا کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر اب سکون کی جگہ پریشانی نے لے لی تھی "جب بھی فون کی گھنٹی بجتی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ بچے مل گئے ہیں اور کوئی اطلاع دے رہا ہے۔"

"خود کو سنبھالو بیٹی!" ایشور لال نے شفقت سے کہا "یہ بتاؤ، یہ یاد کرنا تمہارے لیے کب سے مسئلہ بنا ہے؟"

"سبھاش اور تنبیا کی موت کے وقت سے۔ نہیں... شاید اس سے بھی پہلے سے۔ مجھے اشیش سے شادی کے بعد کا عرصہ یاد نہیں آتا ہے۔"

"شاید اس لیے کہ ان برسوں کا تعلق تمہارے بچوں سے ہے اور تم اذیت ناک یادوں سے بچنا چاہتی ہو۔"

"لیکن شادی کے بعد میں بہت تھکی تھکی رہنے لگی تھی اور جب بچے کھو گئے تو میری یادداشت جواب دے گئی... جیسے اب ہوا ہے..." اس کی آواز بلند ہونے لگی۔

اسی وقت اجیت واپس آگیا "ڈاکٹر... آپ چند منٹ کرن سے بات کر سکتے ہیں؟" اس نے بوجھل آواز میں پوچھا۔

"کیوں نہیں" ڈاکٹر اٹھا اور ڈرائنگ روم میں چلا گیا۔

چیف دیال اب بھی فون پر بات کر رہا تھا۔ وہ پولیس افسران کو چیخ چیخ کر احکامات دے رہا تھا "پوسٹ آفس پہنچو۔ ۳۰ اکتوبر کو وہاں جو لوگ بھی ڈیوٹی پر تھے، ان سے پوچھ گچھ کرتے رہو، یہاں تک کہ کسی کو کے ایل رام داس کے بارے میں کچھ یاد آجائے۔ یہ یاد آئے کہ وہ لیٹر کس نے ریسیو کیا تھا اور سنو، مجھے مکمل حلیہ چاہیے اس کا... اور جلد سے جلد۔" اس نے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

اُدھر کرن بھی ٹینشن میں تھی "ڈاکٹر!" اس نے ایشور لال سے کہا "ہم سادھنا کی اس کیفیت کو توڑنے میں وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ میں آپ کو بتادوں کہ میرے پاس سادھنا کے پچھلے کیس کی مکمل فائل موجود ہے۔ اصل میں، میں اس موضوع پر ایک کتاب پر پہلے سے کام کر رہی تھی۔ گزشتہ تین گھنٹے میں اس فائل میں سر کھپاتی رہی ہوں اور میں نے آج کے "کوہستان" میں چھپنے والا وہ آرٹیکل بھی بہت غور سے پڑھا۔ مجھے ایک خیال آیا تھا۔ میں نے چیف دیال سے کہا کہ وہ علی گڑھ فون کرکے میرے خیال کی تصدیق کرے۔ ابھی وہاں سے رابطہ ہوا ہے۔"

ایشور لال نے جیب سے پائپ نکالا اور اس میں تمباکو بھرنے لگا۔

"ڈاکٹر، شاید آپ کو معلوم ہو کہ فوجداری کیسوں میں پولیس کبھی کوئی بات چھپا لیتی ہے اس کے ذریعے وہ آگے ملنے والے ثبوتوں اور شہادتوں کی صداقت کو پرکھ سکے۔ میں نے سات سال پہلے کے اخبارات کے تراشے چیک کیے۔ ان میں لکھا تھا کہ بچے جس وقت غائب ہوئے، سفید ڈیزائن والا سرخ سوئٹر پہنے ہوئے تھے۔ کہیں پوری تفصیل موجود نہیں ہے..... کسی بھی اخبار میں نہیں ہے۔ علی گڑھ پولیس نے تصدیق کر دی ہے کہ بچوں کے لباس کی تفصیل انہوں نے دانستہ چھپالی تھی۔"

ایشور لال کی نظروں میں الجھن تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس بات کی کیا اہمیت ہے۔

"اب سنیں، آج کے "کوہستان" میں جو آرٹیکل شائع ہوا ہے اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ سبھاش اور تنبیا جب غائب ہوئے تھے تو ایسے سرخ سوئٹر پہنے ہوئے تھے جن پر سفید رنگ کی بادبانی کشتیاں بنی ہوئی تھیں" کرن کے لہجے میں سنسنی در آئی۔ "پولیس کے علاوہ ایک ہی شخص ایسا ہو سکتا ہے جو یہ بات جانتا ہو۔ اگر ہم سادھنا کو بے گناہ فرض کرلیں تو وہ وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے بچوں کو اغوا کیا ہوگا اور اس نے یہ آرٹیکل "کوہستان" میں چھپوایا ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے..."

"ڈاکٹر، میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اگر آپ سادھنا کا جمود توڑ سکتے ہیں تو آپ کو یہ کام بہت تیزی سے کرنا ہوگا۔ میں نے اجیت کو قائل کر لیا ہے۔ اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ مگر ہمیں سادھنا سے جلد از جلد معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بچوں کے لیے دیر ہو جائے اور انہیں ضرر پہنچ جائے۔"

"مجھے کچھ دواؤں کی ضرورت ہوگی" ایشور لال نے کہا۔

"آپ لکھ دیں۔ میں گاڑی بھیج کر دوائیں منگوادوں گا" چیف دیال نے پیش کش کی "رکیں... میں میڈیکل اسٹور کا نمبر ملاتا ہوں۔ آپ اسے دواؤں کے متعلق لکھوادیں۔ کانسٹیبل جاکر لے آئے گا۔"

ایشور لال نے فون پر میڈیکل اسٹور والے سے بات کی۔ وہ ریسیور رکھ کر مڑا تو چیف، کرن سے کہہ رہا تھا "دیکھو جو سوالات کیے جائیں گے اور وہ جو جواب دے گی، میں ریکارڈ کروں گا۔ اگر اس نے اعترافِ جرم کیا تو ہم اسے عدالت میں براہِ راست تو اس کے خلاف استعمال نہیں کر سکیں گے لیکن کم از کم میں گواہوں کے کٹہرے میں اسے کھڑا کرکے وہی سوالات تو کر سکوں گا۔"

"تمہاری یہ امید پوری نہیں ہوگی۔ وہ اعتراف نہیں کرے گی" کرن نے خشک لہجے میں کہا "لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ جتنا بتاتی ہے، جانتی اس سے زیادہ ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اس کے لاشعور میں بہت کچھ ہے جو وہ خود بھی نہیں جانتی۔ پچھلے مقدمے کے دوران میں اس کی تصویر نہیں دیکھی تم نے۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا... بالکل بے تاثر۔"

چیف دیال کا ضبط جواب دینے لگا "ہم ایک سانس میں دو

باتیں کررہی ہو۔ ایک طرف تم کہتی ہو کہ ساودھنا کی حالت ایسی نہیں کہ میں اس سے پوچھ گچھ کرسکوں اور پھر تم کہتی ہو کہ وہ جتنا بتاتی ہے اس سے زیادہ جانتی ہے۔ سنو شریمتی جی' قابل اعتراض اور متنازعہ عدالتی فیصلوں پر کتاب لکھنا تمہارا مشغلہ ہو گا مگر ان دونوں بچوں کی زندگی میرے لیے بہت اہم ہے۔ یہ میرے لیے مشغلہ نہیں۔"

"میری بات سنو دیال شنکر" ایشور لال نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا "....اور کرن جی تم بھی۔ تم یہ سمجھتی ہو کہ ماضی میں ساودھنا کے بچوں کی اموات کے پس منظر کو کریدنا آج کے کیس کے لیے مدد آور ثابت ہوگا؟"

"مجھے اس پر یقین ہے ڈاکٹر" کرن نے بے حد وثوق سے کہا "ساودھنا کریدنے پر نہ صرف آج صبح کے واقعات کے متعلق بتائے گی جو میرے خیال میں بالکل اہم نہیں ہوں گے۔ بلکہ ماضی کے واقعات سے بھی پردے اٹھیں گے۔ آج کے متعلق وہ شاید ہی کوئی کام کی بات بتا سکے لیکن ماضی کے متعلق ایسی باتیں سامنے آئیں گی جن سے خود اس کا شعور بے خبر ہے۔"

"یہ عین ممکن ہے" ایشور لال نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"میری التجا ہے کہ آپ اس سلسلے میں کوشش کریں" کرن بولی۔

○☆○

گمنشام ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا تو ڈرائنگ روم میں [illegible] پولیس والے کے سوا کوئی نہیں تھا جس کی ڈیوٹی ٹیلی فون پر تھی "وہ سب وہاں ہیں" پولیس والے نے ڈرائنگ روم کی طرف اشارہ کیا۔

گمنشام ڈرائنگ روم کی طرف گیا۔ اس نے وہاں کے منظر کا جائزہ لیا۔ ساودھنا کاؤچ پر دراز تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک اجنبی شخص اس کے پاس بیٹھا نرم لہجے میں اس سے باتیں کررہا تھا۔ وہ ایک باوقار معمر آدمی تھا۔ اجیت بھی وہیں بیٹھا تھا اور بے حد متوحش دکھائی دے رہا تھا۔ ایک کرسی پر کرن بھی بیٹھی تھی۔

گمنشام کی سمجھ میں آگیا کہ کیا ہورہا ہے۔ وہ تھکے تھکے انداز میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی ٹھٹھری ہوئی انگلیوں کو حرارت دینے کے لیے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کی انگلیاں اونی دستانے سے مس ہوگئیں۔

"ساودھنا' تم کیا محسوس کررہی ہو؟" ایشور لال نے پوچھا۔

"میں.... میں خوف زدہ ہوں" ساودھنا کا لہجہ خواب ناک تھا۔

"کیوں؟"

"بچے.... میرے بچے...."

"سنو ساودھنا۔ ہمیں صبح کے واقعات کے متعلق بتاؤ۔ رات تمہیں کیسی نیند آئی تھی؟ تم اٹھیں تو پُرسکون تھیں؟"

ساودھنا کی سوچ میں ڈوبی آواز اُبھری "میں نے خواب دیکھا...."

"خواب میں تم نے کیا دیکھا؟"

"سبھاش اور تیجا کو دیکھا۔ وہ بڑے ہوگئے تھے" وہ سسکنے لگی۔ اگر ایشور لال نے مضبوطی سے اجیت کو نہ روکا ہوتا تو وہ ساودھنا کو لپٹا لیتا۔ اس کے چہرے پر وحشت تھی۔

پھر اچانک ساودھنا چلائی "میں انہیں کیسے قتل کرسکتی تھی۔ وہ میرے بچے تھے.... میرے بچے!"

○☆○
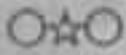
عام حالات میں گمنشام کسی اہم گاہک کو اصل مکان دکھانے سے پہلے علاقے کے اہم مقامات دکھا کر متاثر کیا کرتا تھا لیکن اس وقت اس کا عجیب حال تھا۔ برف باری بھی ہورہی تھی اور اس کا دھیان بچوں کی.... ساودھنا.... اور اجیت کی طرف تھا۔ چنانچہ وہ بنواری لال کو سیدھا شانتی ہاؤس لے گیا۔

وہ سڑک پُرپیچ اور خاصی خطرناک تھی جیسی کہ پہاڑی علاقوں میں ہوتی ہیں۔ برف باری کے دوران میں خطرات اور بڑھ جاتے ہیں۔ اس نے ڈرائیو کرتے ہوئے کن انکھیوں سے بنواری لال کو دیکھا۔ اس کا رنگ کالا تھا اور عمر ۴۵ اور ۵۰ کے درمیان تھی مگر وہ بے حد مہذب اور خوش اطوار لگتا تھا۔ لہجے ہی سے وہ ملباری لگتا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ اس کی بیوی اس علاقے میں بسنا چاہتی ہے۔

گمنشام ذہن میں امکانات کی مدد سے تصویر بنا رہا تھا "یہ شانتی ہاؤس بہت اچھی لوکیشن پر ہے۔ یہاں ہوٹل اور ریسٹورنٹ کی بہت گنجائش ہے۔ مکان پرانا ہے لیکن چند برس پہلے اس کے بڑے حصے کی مرمت کرائی گئی تھی" اس نے بنواری لال کو بتایا۔ "مکان سے ملحق تقطعۂ اراضی بھی ہے۔ یہ نو ایکڑ کے قریب زمین ہے۔ اس میں ایک ہزار فٹ لمبا جھیل کا کنارہ بھی شامل ہے۔ وہاں سے علاقے کا خوب صورت ترین منظر دکھائی دیتا ہے۔"

"مگر یہ بہت پرانا ہے" بنواری لال کے لہجے میں اعتراض نہیں تھا۔

"جی ہاں۔ وہی معاملہ ہے.... نیا نو دن' پرانا سو دن اور اصل میں اہمیت تو ایکڑ اراضی کی ہے اور اس پر شاندار لوکیشن۔"

"معاملہ پٹ گیا تو میں چند بونس بھی خریدوں گا۔"

"بالکل.... ہے رام...." گمنشام نے تیزی سے اسٹیئرنگ وھیل گھما کر کار کو سنبھالا جو برف پر پھسل گئی تھی۔ گاڑی سنبھالنے کے بعد اس نے پُرتشویش نظروں سے بنواری لال کو دیکھا کہ کہیں وہ گھبرا تو نہیں گیا ہے مگر وہ پُرسکون تھا۔

"تم بہت اچھی ڈرائیو کرتے ہو" بنواری لال نے کہا "ان راستوں پر برف ہو تو گاڑی چلانا ہنسی کھیل نہیں ہے۔"

"شکریہ۔ مجھے افسوس ہے کہ اجیت ہمارے ساتھ نہیں ہیں

مگر صورتِ حال ہی ایسی تھی کہ..."

"میں سمجھتا ہوں.... بچوں کا کھو جانا والدین کے لیے بہت اذیت ناک ہوتا ہے" بنواری لال نے کہا "مجھے تو افسوس ہے کہ آج تمہیں تکلیف دی۔ تم اجیت کے ساتھ کام کرتے ہو تو اس کے دکھ درد میں بھی شریک ہوتے ہوگے۔ تمہیں بھی فکر ہوگی ان کی طرف سے۔"

گھنشام نے اس کے ہمدردانہ لہجے کو نظرانداز کردیا "لیجیے.... ہم پہنچ گئے۔"

گاڑی نے جیسے ہی موڑ کاٹا "شانتی ہاؤس" پوری طرح نظر آنے لگا۔ گھنشام کو حیرت ہوئی کہ جسونت نے گیراج کے دروازے کھلے چھوڑ دیے تھے۔ بہرحال اس کے لیے تو اچھا ہی تھا۔ وہ گاڑی کو اندر گیراج میں لے گیا۔ اس نے اپنی گاڑی جسونت کی پرانی اسٹیشن ویگن کے برابر کھڑی کردی۔

دونوں گاڑی سے اُترے۔ گھنشام نے کہا "میرے پاس عقبی دروازے کی چابی موجود ہے۔ آئیے.... چلیں۔"

گھنشام نے چابی لگائی اور جھنجلا گیا۔ دروازہ ڈبل لاک کیا گیا تھا۔ وہ دوسری چابی ٹٹولتا رہا۔ ساتھ ہی اس نے اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا تاکہ جسونت کو پتا چل جائے کہ وہ لوگ آگئے ہیں۔ بنواری لال بہت پُرسکون نظر آرہا تھا۔ اس نے اپنے کوٹ سے برف جھٹکی۔ جبکہ گھنشام نروس تھا۔ وہ بنواری کو جلد از جلد مکان دکھا کر جان چھڑانا چاہتا تھا۔ [illegible].... اور یہ [illegible].... اور [illegible] اجازت دیں.... مجھے اجیت کے پاس پہنچنا ہے۔

گھنشام کے دل و دماغ پر بہت بوجھ تھا.... اجیت، سادھنا اور ان کے بچوں کے علاوہ اسے کرن کی فکر بھی تھی۔ وہ اس سے خفا تھی جبکہ وہ اس سے دیرپا تعلق قائم کرنا چاہتا تھا۔

"ہاں بھئی گھنشام۔"

وہ چونکا "سوری بنواری لال جی۔ آج میرا دھیان اِدھر اُدھر ہورہا ہے" اس نے لہجے کو خوش گوار رکھنے کی کوشش کی پھر اس نے دروازہ کھولا اور اسے اندر لے گیا "یہ کچن دیکھیں۔ بہت کشادہ ہے اور گھٹن بھی نہیں ہے یہاں۔ بس ذرا اسے جدید طرز کا بنا دیا جائے۔"

مکان کے باہر ہوا غراتی محسوس ہورہی تھی۔ اوپری منزل کی طرف سے اسے ایسا لگا، جیسے کوئی باریک آواز میں چیخا ہو۔ ممکن ہے، اس کا وہم ہو۔ اس نے بنواری لال کو نچلی منزل کے کمرے اور ان کی کھڑکیوں سے نظر آنے والے مناظر دکھائے۔

"بہت خوب صورت ہے" بنواری لال نے کہا "میری بیوی یقیناً خوش ہوگی۔"

"پانی چڑھتا ہے تو ان چٹانوں کو ڈھانپ لیتا ہے" گھنشام نے کہا "اور وہ برف پوش پہاڑ دیکھیں، کتنے قریب لگ رہے ہیں اور یہ جھیل کا کنارہ.... وہاں تک، یہ اس مکان کے ساتھ ہے۔"

وہ بنواری لال کو ایک ایک کمرا دکھاتا پھرا۔ ہر کمرے میں بڑا آتش دان موجود تھا۔ فرش بے حد شاندار حالت میں تھا۔

اب وہ دوسری منزل پر تھے "یہ کمرے آپ ہوٹل بنانے کی صورت میں کرائے پر دے سکتے ہیں۔"

بنواری لال کے انداز میں دلچسپی تھی۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس نے دیواری الماریوں کو کھول کر چیک کیا۔ باتھ روم میں نل چیک کیے، پانی آرہا تھا۔

"تیسری منزل پر کمرے زیادہ ہیں اور ہمارے کرائے دار جسونت جی کا اپارٹمنٹ چوتھی منزل پر ہے۔"

بنواری لال اپنی چیکنگ میں مصروف تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ گھنشام کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دل ہی دل میں کُڑھ رہا تھا۔ آخر یہ شخص دیر کیوں لگا رہا ہے۔ یہ مجھے فارغ کرے تو میں اجیت کے گھر جاؤں۔ شاید کرن بھی وہاں موجود ہوگی پھر اسے بچوں کا خیال آگیا۔ اگر وہ اس موسم میں کسی کھلی جگہ پر ہوں گے تو.... ان کی طبیعت نہ خراب ہوجائے۔

سادھنا گزشتہ روز ارملا کو ایجنسی لائی تھی.... اس کے پاس چھوڑنے کے لیے.... تو اس نے کہا تھا "باہر لے کر جاؤ تو اس کے دستانوں کا خیال رکھنا کہ یہ پہنے رہے۔ اس کے ہاتھ بہت جلدی ٹھنڈے ہوجاتے ہیں" اس نے دستانے گھنشام کی طرف بڑھائے تھے اور ہنس دی تھی "دیکھو لو.... یہ ایک جیسے نہیں ہیں۔ یہ میری [illegible] اور دستانے کم ہی ملتے ہیں مجھے اس کے لیے۔"

گھنشام نے دستانوں کو دیکھا تھا۔ ایک سرخ تھا جس پر ایک مسکراتا چہرہ بنا تھا۔ دوسرا نیلا تھا جس پر سبز رنگ میں چیک کا ڈیزائن تھا۔

گھنشام کو یاد آیا کہ دستانے پہنانے کے لیے ارملا نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی طرف اٹھائے تو کیسے پیارے اور معصوم انداز میں مسکرائی تھی پھر وہ اسے گاڑی میں بٹھا کر لے گیا تھا۔ انہوں نے نوین کو اسکول سے لیا تھا اور راستے میں آئس کریم کھانے کے لیے رُکے تھے۔ اس وقت ارمی نے بے حد معصومیت سے پوچھا تھا "کون کھانے کے لیے میں دستانے اتاروں تو کوئی حرج تو نہیں" کیسی پیاری بچی ہے وہ۔

بنواری لال اپنی چھوٹی ڈائری میں کچھ نوٹ کررہا تھا پھر اس نے ڈائری بند کرکے جیب میں رکھی "آئیے.... اب اوپر چلیں" گھنشام نے اس سے کہا "میرا خیال آپ کو اوپر سے منظر زیادہ پسند آئے گا۔"

وہ زینہ چڑھ کر اوپر پہنچے "یہ لیجیے ہم پہنچ گئے؟"

مگر گھنشام کو دروازہ بند دیکھ کر حیرت ہوئی۔ اس نے دروازے پر دستک دی لیکن کوئی جواب نہیں ملا "عجیب بات ہے۔ ان کی گاڑی گیراج میں موجود ہے۔ بغیر گاڑی کے کہاں جاسکتے ہیں

تھے.... میرے پاس بھی چابی ہے۔"

اسی لمحے بالکل اچانک دروازہ اندر سے کھول دیا گیا۔ جسونت کا چہرہ نظر آیا جو پسینے میں نہایا ہوا تھا "اتنے خراب موسم میں تمہیں تکلیف کرنی پڑی" جسونت نے بے حد خوش اخلاقی سے کہا پھر اس نے ایک طرف ہٹ کر انہیں اندر آنے کا راستہ دیا۔

جسونت نے باری باری دونوں نازل ہونے والوں کے چہروں کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھا۔ کہیں انہوں نے بچی کے چیخنے کی آواز تو نہیں سن لی۔ اس سے بھی کیسی حماقت سرزد ہوئی تھی۔ خواہ مخواہ کا بے صبرا پن' گھنشام کا فون ریسیو کرنے کے بعد اسے سب کچھ بہت جلدی جلدی کرنا پڑا تھا۔ بچوں کے کپڑے بھی سمیٹنے تھے پھر افراتفری میں بے بی پاؤڈر کا ڈبا اس کے ہاتھ چھوٹ گیا تھا۔ پاؤڈر بکھر گیا تھا۔ اسے بھی صاف کرنا پڑا۔

اس نے بچوں کو پھر خواب آور دوا ملا ہوا دودھ پلایا تھا پھر ان کے ہاتھ پیر باندھے' منہ پر ٹیپ چپکایا اور انہیں بیڈ روم کی بڑی دیواری الماری میں چھپا دیا تھا۔ احتیاطاً اس نے الماری کا تالا بدل دیا تھا۔ کون جانے' اس اسٹیٹ ایجنٹ کے پاس اس کی بھی ڈپلی کیٹ چابی ہو۔

ان دونوں نے نیچے کافی دیر لگائی تھی۔ اس کی وجہ سے اسے اور مہلت مل گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ کوئی چیز سامنے نہیں رہ گئی ہے۔ اس نے [illegible] احتیاط سے کام لیا تھا۔ [illegible] بھرا ہوا تھا۔ اس نے اسے یونہی چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لوگ سوچیں گے کہ وہ نہانے کا ارادہ کر رہا تھا' یہ اور اچھا تھا۔

بنواری لال نے اسے چونکا دیا۔ "میں بنواری لال ہوں" اس نے ہاتھ بڑھایا۔

جسونت نے ہاتھ ملانے سے پہلے اپنی ہتھیلیوں کو پینٹ پر رگڑ کر خشک کرنے کی کوشش کی۔ اسے پسینہ بہت آرہا تھا۔ اب وہ بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظرانداز بھی نہیں کرسکتا تھا۔ "میں جسونت ہوں" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

ہاتھ ملے تو بنواری لال کے چہرے پر بدمزگی کا سایہ سا لہرایا۔ اسے دیکھ کر جسونت اور خوش اخلاق ہوگیا "آپ سے مل کر خوشی ہوئی بنواری لال جی۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ اس شاندار مکان کو بہت خراب موسم میں دیکھ رہے ہیں۔"

ماحول کی کشیدگی وقتی طور پر کم ہوگئی۔ جسونت کو احساس ہوا کہ کشیدگی کا سبب گھنشام ہے اور وجہ صاف ظاہر تھی۔ پچھلے برسوں میں اس نے اسے بارہا سادھنا کے گھر جاتے اور گھر سے نکلتے دیکھا۔ وہ اس گھر کے فرد کی سی حیثیت رکھتا تھا۔ اور وہ اکیلا آدمی تھا۔ یقیناً بچوں سے بہت پیار کرتا ہوگا۔ اس کے اپنے بچے نہیں تھے۔ ہوتے تو وہ بھی ان پر توجہ مرکوز رکھتا.... اُن کے لیے وجہ بے وجہ پریشان ہوتا.... سادھنا کی ماں کی طرح۔

"اس اپارٹمنٹ کو دیکھیں" گھنشام بنواری لال سے کہہ رہا تھا "دو افراد کے لیے کتنا شاندار ہے۔"

"کیا آپ کو فلکیات میں دلچسپی ہے؟" بنواری لال نے اچانک جسونت سے پوچھا۔

جسونت کو ذرا تاخیر سے احساس ہوا کہ اس نے کھڑکی سے دوربین نہیں ہٹائی بلکہ اس کا زاویہ بھی تبدیل نہیں کیا۔ اس کا رُخ اجیت کے گھر کی طرف تھا اور اب بنواری لال اس دوربین میں دیکھنے کے ارادے سے کھڑکی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے تیزی سے دوربین کا رخ اوپر کی طرف کردیا "جی..... مجھے ستارے دیکھنا اچھا لگتا ہے" اس نے جلدی سے کہا۔

بنواری لال نے دوربین میں دیکھا اور پلکیں جھپکائیں "بہت پاورفل ہے" اس نے کہا۔ پھر بڑی احتیاط سے وہ دوربین کو جھکا کر اس کی پہلے والی پوزیشن پر لے آیا۔ پھر وہ سیدھا ہوا اور اس نے کمرے کا جائزہ لیا "اپارٹمنٹ واقعی بہت اچھا ہے" اس نے تبصرہ کیا۔

"میں یہاں بہت خوش رہتا ہوں" جسونت نے کہا لیکن اندر ہی اندر وہ غصے سے کھول رہا تھا۔ اس نے دوربین کی پوزیشن تبدیل کرکے خود کو مشکوک کرلیا تھا۔

"آئیں..... آپ کو بیڈ روم اور باتھ روم دکھادوں" گھنشام نے پیش کش کی۔

"ضرور!" [illegible] بے بی پاؤڈر کے ڈبے کو جلدی سے بغلی دراز میں ٹھونس دیا۔

"باتھ روم اتنا بڑا ہے کہ آج کل عام بیڈ روم اتنے بڑے بنائے جارہے ہیں" گھنشام کہہ رہا تھا۔ اسی لمحے اس کی نظر پانی سے بھرے ہوئے ٹب پر پڑی۔ وہ حیرت سے اسے دیکھتا رہا پھر بولا "سوری..... ہم نے واقعی آپ کو ڈسٹرب کیا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میرے نہانے کا کوئی وقت مقرر تو نہیں ہے" جسونت نے ایسے لہجے میں کہا جو اس کے لفظوں کی نفی کررہا تھا۔

بنواری لال نے بھی ٹب کو دیکھا۔ وہاں ربر کی ایک بطخ تیر رہی تھی۔ بچے کا کھلونا۔ وہ پھر بدمزہ ہوا۔ یہ کس قسم کا آدمی ہے۔ اس نے سوچا۔ اسی لمحے اس کا ہاتھ دیواری الماری سے مس ہوا۔ مکان واقعی بہت اچھا تھا۔ بہت خوب صورتی سے تعمیر کیا گیا تھا۔ مالک مکان کی ڈیمانڈ چالیس لاکھ تھی۔ نو ایکڑ زمین اور جھیل کے کنارے کی ملکیت کے ساتھ یہ ڈیمانڈ معقول تھی مگر وہ سوچ رہا تھا کہ تیس لاکھ کی آفر کرے گا۔ ۳۵ لاکھ تک سودا پٹ سکتا ہے۔

اپنے ذہن میں فیصلہ کرنے کے بعد وہ مالکانہ انداز میں جائزہ لینے میں مصروف ہوگیا۔ اس نے الماری کے ہینڈل کو تھامتے ہوئے کہا "میں یہ الماری دیکھ سکتا ہوں؟ کافی گہری معلوم ہوتی ہے۔"

"سوری۔ دراصل اس کا تالا میں نے آج ہی بدلا ہے..... اور چابی کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں" جسونت نے معذرت خواہانہ لہجے

میں کہا "لیکن آپ دوسری الماری دیکھ لیں۔ یہ سب بالکل ایک جیسی ہیں" یہ کہہ کر اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔ اس کا بس چلتا تو وہ چیخ کر اس شخص کو باہر نکلنے کو کہتا۔ الماری کے بند دروازے کے پیچھے بچے موجود تھے۔ اب اسے پریشانی ہو رہی تھی کہ پتا نہیں "اس نے ٹیپ ٹھیک سے چپکایا تھا یا نہیں اور بچے کہیں گھنشام کی آواز نہ پہچان لیں۔ آخر وہ ان کی جان پہچانی آواز ہے اور ہاتھ پاؤں ماریں..... آواز نکالنے کی کوشش کریں۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ بس ان لوگوں سے جلد از جلد پیچھا چھڑا لیا جائے۔

ادھر گھنشام بھی وہاں سے جلد از جلد نکل بھاگنا چاہتا تھا۔ اسے ایک خوشبو کا احساس ہو رہا تھا جو اسے ارملا کی یاد دلا رہی تھی۔ وہ بنواری لال کی طرف مڑا جو دوسری الماری کھول کر اس کا جائزہ لے رہا تھا "کیا خیال ہے آپ کا، چلیں؟"

بنواری لال نے اثبات میں سر ہلایا "ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ جسونت جی!"

وہ جانے کے لیے مڑے۔ اس بار بنواری لال نے ہاتھ ملانے سے گریز کیا تھا۔

نیچے گیراج میں گھنشام نے اسٹیشن ویگن اور اپنی گاڑی کے درمیان سے گزر کر اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا۔ کار میں بیٹھتے بیٹھتے اسے گیراج کے فرش پر کوئی سرخ سی چیز نظر آئی۔ اس نے اسے اٹھایا اور اپنے رخسار سے لگا لیا۔ وہ ایک دم سے کار کی سیٹ پر ڈھیر ہوگیا۔

"کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟" بنواری لال نے تشویش سے پوچھا۔

"یہ ارملا کا دستانہ ہے" گھنشام کی آواز بھرا گئی۔ "یہ کل میری کار میں گر گیا ہوگا۔ اور ابھی کار سے اترتے وقت نیچے گر گیا ہوگا۔ ارمی دستانے کھوتی رہتی تھی۔ آج صبح اس دستانے کے ساتھ کا دستانہ جھولے پر ملا تھا" گھنشام کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"میں بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ بھگوان تمہارا دکھ جانتا ہے" بنواری لال نے نرم لہجے میں کہا "اور وہ ہی اسے دور کرے گا۔ مجھے یقین ہے کہ بچے مل جائیں گے۔ بھگوان بے انصاف نہیں۔ اب کہو تو گاڑی میں ڈرائیو کروں؟"

"پلیز!" گھنشام نے اسے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے کا موقع دیا اور دستانہ کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اس نے سوچا کہ وہ یہ دستانہ اجیت یا سادھنا کو نہیں دکھائے گا۔ ان کے دل پر کیا گزرے گی۔ ہائے ارمی..... اس نے کون کھاتے وقت دستانے اتارے تھے۔ اس کی نظروں میں وہ منظر پھر گیا۔

اوپر کی کھڑکی سے جسونت اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک کار موڑ سے گزر کر نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی پھر وہ واپس گیا۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے الماری کا تالا کھولا اور لڑکے کو نظرانداز

کرتے ہوئے بچی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس نے بچی کو اٹھا کر بیڈ پر ڈالا مگر بچی کی بند آنکھیں اور نیلا پڑتا چہرہ دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی۔

○☆○

سادھنا کی مٹھیاں بار بار کھل اور بھنچ رہی تھیں۔ ایشور لال نے نرمی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا "تم پریشان نہ ہو بیٹی۔ سب جانتے ہیں کہ تم بچوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ تم اسی لیے پریشان ہو نا؟"

"ہاں۔ میں انہیں کیسے مار سکتی ہوں۔ وہ تو میں ہوں۔ میں تو ان کے ساتھ مر گئی تھی۔"

"اپنے کسی محبوب کو کھوتے ہیں تو ہم سب تھوڑے سے مر جاتے ہیں۔ سادھنا بیٹی، تم پیچھے جا کر سوچو، اس وقت جب کوئی مسئلہ نہیں کھڑا ہوا تھا۔ اپنا لڑکپن یاد کرو..... اور بتاؤ۔"

"لڑکپن!" سادھنا کے جسم کا تناؤ یک لخت دور ہو گیا۔

"مجھے اپنے پاپا کے بارے میں بتاؤ، میں تو انہیں جانتا بھی نہیں۔"

چیف دیال نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ ایشور لال نے اسے تہدیدی نظر سے دیکھا "میں یہ بے سبب نہیں کر رہا ہوں۔ تمہیں تحمل سے کام لینا ہوگا" اس نے تنبیہی لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی بہت اچھے تھے۔ ان کی فلائٹ آتی تو میں ممی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ایئرپورٹ جاتی" سادھنا کی آواز اور لہجے میں بڑی ... تھی۔ وہ جب بھی فلائٹ سے آتے میرے اور ممی کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور لاتے تھے۔"

اجیت کی نظریں سادھنا کے چہرے سے ہٹ نہیں رہی تھیں۔ اس نے سادھنا کی آواز میں ایسی شگفتگی اور لہجے میں ایسی کھنک پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ اس کی آواز میں مسرت کی چہکار تھی۔

کرن بہت توجہ سے سن رہی تھی۔ اسے ایشور لال کی تکنیک بہت اچھی لگی تھی۔ وہ اہم باتیں پوچھنے سے پہلے اس کا اعتماد حاصل کر رہا تھا... اسے خود اعتمادی دے رہا تھا۔ مگر کلاک کی ٹک ٹک اسے پریشان کر رہی تھی۔ وہ احساس دلاتی تھی کہ بہت قیمتی اور اہم وقت گزر رہا ہے اور وہ بار بار گھنشام کو دیکھتی۔ اس کے چہرے سے نظریں ہٹانا اس کے لیے بہت دشوار تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ گھنشام کے ساتھ اس کا رویہ سخت اور اہانت آمیز تھا۔ اسے گھنشام سے معذرت کرنی چاہیے۔

اسی وقت لائٹ چلی گئی "یہ تو ہونا ہی تھا" چیف دیال نے بدمزگی سے کہا۔

اجیت نے دیا سلائی جلائی اور اس کی روشنی میں لیمپ تلاش کر کے روشن کر دیا پھر اس نے دوسرا لیمپ روشن کیا۔ دونوں لیمپ سادھنا کے دونوں طرف رکھ دیے گئے۔ اجیت کو اس بیمار روشنی میں وہ سب کچھ غیر حقیقی لگ رہا تھا۔ بچے غائب ہیں۔ سادھنا

دواؤں کے زیر اثر ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ ساودھنا کیا کہہ رہی ہے۔
"ڈیڈی مجھے اور ممی کو اپنی بالکائیں کہتے تھے۔۔۔ بالکائیں۔۔۔"
ساودھنا کہتے کہتے رک گئی۔ آخری لفظ دہراتے ہوئے اس کی آواز لڑکھڑا گئی تھی۔
"کیا بات ہے ساودھنا!" ایشور لال نے کہا "تمہارے ڈیڈی تمہیں بالکا کہتے تھے تو تمہیں برا لگتا تھا؟"
"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ اور بات تھی" ساودھنا کے لہجے میں احتجاج تھا۔ آواز بلند تھی۔
"ٹھیک ہے بیٹی۔ تم اس کی فکر نہ کرو" ایشور لال نے اسے پکارا "اچھا۔۔۔ یونیورسٹی کے بارے میں بتاؤ۔ وہاں تمہارے بہت دوست ہوں گے؟"
"شروع میں تو تھے۔ مجھے لڑکیوں سے دوستی کرنا بہت اچھا لگتا تھا۔"
"اور پڑھائی؟ تمہیں اپنے مضامین اچھے لگتے تھے؟"
"جی ہاں' سب آسان تھے۔ بایولوجی کے سوا" ساودھنا کا لہجہ بدل گیا "اصل میں مجھے سائنس سے دلچسپی نہیں تھی لیکن ممی نے مجبور کر دیا تھا۔"
"پھر تم پروفیسر اشیش سے ملیں؟"
"ہاں۔ انہوں نے بایولوجی میں میری مدد کی اور وہ کہتے تھے کہ میں زیادہ گھوما پھرا اور اپنے ساتھیوں سے ملا نہ کروں ورنہ [illegible] ہو جاؤں گی۔ انہیں میری [illegible] بھی دیتے تھے۔۔۔ طاقت کے لیے۔ ٹھیک ہی کہتے ہوں گے وہ۔ میں بہت تھکی تھکی رہتی تھی۔ مجھے ڈیپریشن بھی ہونے لگا تھا۔ میں ممی کو بہت مس کرتی تھی۔"
"لیکن دیوالی پر تو تم گھر آئی تھیں نا؟"
"ہاں مگر پھر نہ جانے کیا ہوا' بہت برا ہوا۔ میں نے اس کے بارے میں لکھا تو نہیں لیکن میرا خیال ہے' میں جانتی تھی۔ ممی ویک اینڈ پر آئیں کیونکہ وہ میری طرف سے فکرمند تھیں اور پھر ممی مر گئیں۔۔۔ صرف اس لیے کہ وہ مجھ سے ملنے آئی تھیں۔ وہ میرا قصور تھا۔۔۔ میرا قصور۔۔۔" اس کی آواز بکھر گئی اور وہ سسکنے لگی۔
گھنشام نے اپنے آنسو چھپانے کے لیے منہ پھیر لیا۔ وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ اس نے سوچا۔ یہاں وہ کس کام کا ہے۔ کچھ کر ہی لے "کافی ہی بنا لے۔ وہ اٹھنے لگا۔
"تمہاری ممی کی موت کے بعد اشیش نے تمہاری بہت مدد کی؟" ایشور لال نے پوچھا۔
"جی ہاں۔ وہ بہت اچھے تھے۔"
"اور تم نے اس سے شادی کر لی؟"
"ہاں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ میرا خیال رکھیں گے اور میں بہت تھکی ہوئی تھی۔"
"تمہیں اپنی ممی کو پیش آنے والے حادثے کا الزام خود پر نہیں لینا چاہیے ساودھنا۔"
"حادثہ!" ساودھنا کا لہجہ عجیب سا ہو گیا "حادثہ؟ وہ حادثہ تو نہیں تھا۔ وہ حادثہ نہیں تھا۔"
"وہ حادثہ ہی تھا" ایشور لال نے نرم لہجے میں کہا مگر اسے اپنے حلق میں ایک گولا سا بنتا محسوس ہو رہا تھا۔
"مجھے نہیں معلوم۔۔۔ میں نہیں جانتی۔"
"ہمیں پروفیسر اشیش کے بارے میں بتاؤ۔"
"وہ میرے لیے بہت اچھے تھے۔"
"یہ تو تم کہتی رہتی ہو' یہ بتاؤ' اس نے تمہارے لیے کیا کیا؟"
"میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔"
"کیوں ساودھنا؟"
"بس۔۔۔ میں نہیں چاہتی۔"
"چلو ٹھیک ہے۔ ہمیں اپنے بچوں کے بارے میں بتاؤ۔۔۔ سبھاش اور تجما کے بارے میں۔"
"وہ بہت پیارے تھے۔۔۔ بہت اچھے۔"
"تم بس اچھا ہی کہتی رہتی ہو۔ پروفیسر اشیش تمہارے ساتھ بہت اچھا تھا۔ بچے بہت اچھے تھے۔ تو تم بہت خوش ہو گی؟"
"خوش؟ میں بہت تھکن محسوس کرتی تھی۔"
"کیوں؟"
"میں بیمار تھی۔ اشیش چاہتے تھے کہ میں اچھی ہو جاؤں۔ وہ [illegible]"
"مدد؟ وہ کیسے؟"
"میں اس بارے میں بات کرنا نہیں چاہتی۔"
"لیکن یہ ضروری ہے ساودھنا۔ اشیش کیا کرتا تھا؟"
"میں تھکی ہوئی ہوں۔ اس وقت بھی تھک گئی ہوں میں۔"
"ٹھیک ہے۔ ایک منٹ آرام کر لو پھر ہم کچھ اور بات کریں گے۔"
ایشور لال اٹھا۔ چیف دیال نے سر کے اشارے سے اسے دروازے کی طرف چلنے کو کہا۔ وہ دونوں ڈائننگ روم میں چلے گئے۔
"مجھے تو بات بنتی نظر نہیں آ رہی ہے" چیف دیال نے بلا تمہید کہا "اور اس میں کئی گھنٹے لگ سکتے ہیں۔ اگر تمہارا خیال ہے ڈاکٹر کہ تم پہلے بچوں کے قتل سے متعلق کوئی اہم بات معلوم کر سکتے ہو تو ادھر ادھر کی باتوں میں وقت مت ضائع کرو۔ براہ راست سوال کرو یا پھر میں اسے تھانے لے جا کر پوچھ گچھ کرتا ہوں۔"
"مجھے تیزی دکھانے پر مجبور نہ کرو۔ وہ آہستہ آہستہ کھل رہی ہے" ایشور لال نے تحمل سے کہا۔ "اس کا لاشعور تیزی برداشت نہیں کر سکتا۔"
"اور مجھے یہ فکر ہے کہ شاید وہ بچے ابھی زندہ ہوں۔۔۔ اور میں یہاں وقت ضائع کر رہا ہوں۔۔۔ انہیں بچانے کی کوشش کرنے کے بجائے" چیف کا لہجہ تند تھا۔

"ٹھیک ہے' میں اس سے آج صبح کے متعلق پوچھتا ہوں مگر پہلے مجھے اس کے پہلے بچوں کے بارے میں پوچھنے دو۔ اگر دونوں کے درمیان کوئی ربط ہے تو وہ اسے ظاہر کر دے گی۔"

چیف دیال نے گھڑی میں وقت دیکھا "چار بجنے والے ہیں" اس نے کہا "آدھے گھنٹے میں روشنی اتنی کم ہو جائے گی کہ دیکھنا محال ہو گا۔ ریڈیو کہاں ہے؟ میں موسم کی خبریں سننا چاہتا ہوں۔"

ٹیلی فون پر مامور پولیس والے نے جلدی سے کہا "ریڈیو کچن میں ہے چیف!"

کچن میں گھنشام نے کافی بنائی تھی۔ چیف نے جا کر ریڈیو کھولا تو کچن آواز سے بھر گیا۔ ریڈیو پر خبریں آ رہی تھیں "اجیت پال کے بچوں کی گمشدگی کے کیس نے نیا ٹرن لے لیا ہے" خبریں پڑھنے والا کہہ رہا تھا "وار بلنگ کی حدود میں ایک پیٹرول پمپ پر کام کرنے والے اٹینڈنٹ نے یقینی گواہی دی ہے کہ صبح نو بجے اس نے پرکاش کی گاڑی میں پیٹرول بھرا تھا۔ یاد رہے' یہ پرکاش مہتا وہ گواہ ہے جس کے بھاگ جانے کی وجہ سے ساوھنا دیوی پر دوبارہ کیس نہیں چلایا جا سکا۔ وہ فوج سے بھاگا ہوا ہے۔ اٹینڈنٹ کی گواہی کے مطابق پرکاش مہتا نروس نظر آ رہا تھا۔ اس نے خود ہی بتایا کہ وہ وار بلنگ ایک ایسے شخص سے ملنے کے لیے آیا ہے جو اسے دیکھ کر ہرگز خوش نہیں ہو گا۔ وہ سرخ رنگ کی موورس میں سفر کر رہا ہے۔"

"اجیت..... میں وقت برباد کر رہا ہوں" [illegible]

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ چیف نے ریسیور اٹھایا "ہاں..... میں نے سن لی ہے" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا "تمام روڈ اور گلی بلاک کر دو اور سب کو سرخ موورس کے بارے میں مطلع کر دو۔ اسے ہر حال میں پکڑنا ہے" ریسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ ایشور لال کی طرف مڑا "اب میں چاہتا ہوں کہ آپ ساوھنا سے ایک سوال پوچھیں۔ پرکاش مہتا صبح یہاں تو نہیں آیا تھا اور آیا تھا تو اس نے ساوھنا سے کیا کہا؟"

ایشور لال اسے گھورنے لگا "تم کس نتیجے پر پہنچ رہے ہو؟"

"یہ پرکاش مہتا وہ شخص ہے جو ساوھنا پر دوبارہ مقدمہ چلوا سکتا ہے اور اگر اسے پتا چل جاتا ہے کہ ساوھنا یہاں رہ رہی ہے تو کیا وہ اسے بلیک میل کر کے اس سے رقم اینٹھنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ وہ اسے پیشکش کرے گا کہ اس بار وہ اپنی گواہی کو اس کے حق میں بدل دے گا اور اس کے بعد ساوھنا ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جائے گی۔ فرض کرو' آج وہ ساوھنا سے ملا۔ تو کیا اسے دیکھ کر ساوھنا پر دیوانگی طاری نہیں ہو سکتی۔"

"اور کیا اس دیوانگی میں وہ اپنے ان بچوں کو بھی قتل نہیں کر سکتی۔ یہی کہنا چاہتے ہو نا تم؟" ایشور لال نے سرد لہجے میں کہا "تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ جس وقت بچے غائب ہوئے یہ شخص یہاں اس علاقے میں موجود تھا اور پچھلی بار بچے غائب ہوئے' تب بھی یہ وہاں موجود تھا۔ بچوں کی گمشدگی میں اس کا ہاتھ بھی ہو سکتا ہے۔"

ایشور لال نے اچانک لہجہ نرم کر لیا "مجھے موقع دو چیف۔ میں ساوھنا سے اس دن کے بارے میں پوچھوں گا جب اس کے پہلے بچے غائب ہوئے تھے۔"

"میں آپ کو صرف تین منٹ دوں گا۔"

گھنشام نے جلدی جلدی پیالیوں میں کافی انڈیلی' پیالیاں ٹرے میں رکھیں اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ اجیت کاؤچ کے برابر بیٹھا تھا۔ وہ ساوھنا کے ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ کرن مینٹل کے پاس کھڑی آتش دان کو تک رہی تھی۔

گھنشام نے آتش دان کے پاس پڑی میز پر ٹرے رکھ دی۔ "تم کافی پیو گی؟" اس نے کرن سے پوچھا۔

کرن نے اسے سوچ میں ڈوبی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "ہاں..... شکریہ۔"

گھنشام نے کافی کی پیالی اس کی طرف بڑھا دی "تم کوٹ اتار دو نا۔"

"تھوڑی دیر میں اتار دوں گی۔ ابھی تک تو سردی ہی لگ رہی ہے" کرن نے کہا۔

ڈاکٹر ایشور لال اور چیف دیال بھی گھنشام کے پیچھے پیچھے کمرے میں چلے آئے تھے۔ گھنشام نے کافی کی ایک پیالی لے جا کر اجیت کو دی "اجیت..... پلیز۔ پی لو" اس نے کہا۔

"شکریہ گھنشام" اجیت نے پیالی لیتے ہوئے کہا پھر وہ ساوھنا سے مخاطب ہوا "سب ٹھیک ہو جائے گا میری جان..... میری بے بی"

ساوھنا پر لرزہ چڑھنے لگا۔ اس کی آنکھیں کھلیں۔ وہ وحشت زدہ انداز میں چلائی "میں تمہاری بے بی نہیں ہوں۔ مجھے کبھی اس طرح مت پکارنا۔"

○☆○

جسونت گہری سانس لے کر ساکت و صامت وجود کی طرف سے پلٹا۔ اس نے بچی کے منہ سے ٹیپ ہٹا دیا تھا..... اور اس کے ہاتھ اور پاؤں بھی کھول دیے تھے۔ بچی کے بال بے حد چپکتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ اس نے سوچا تھا کہ اسے نہلانے کے بعد اس کے بالوں میں برش کرے گا لیکن اب کچھ فائدہ نہیں تھا۔ وہ ہوش میں ہی نہیں تھی۔ بے جان جسم سے لاڈ کرنا اسے پسند نہیں تھا اس لیے کہ اس میں جسمانی ردعمل نہیں ملتا۔

لڑکا اب بھی الماری میں ہی پڑا تھا۔ اس نے اسے اٹھایا اور لا کر بیڈ پر لٹا دیا پھر اس نے اس کے ہاتھوں اور پیروں کی بندشیں کھولیں اور آخر میں اس کے منہ سے چپکا ہوا ٹیپ ہٹایا۔ لڑکا تکلیف سے چلایا پھر اپنے ہونٹ کاٹنے لگا "تم نے میری بہن کے ساتھ کیا کیا ہے؟" وہ چلایا۔

اس کے لہجے کی تندی سے جسونت کو اندازہ ہو گیا کہ بچے نے

اپنا پورا دودھ نہیں پیا تھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ وہ سو رہی ہے۔"

"ہمیں گھر جانے دو۔ ہم گھر جانا چاہتے ہیں۔ تم مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے۔ گھنشام انکل یہاں آئے تھے مگر تم نے ہمیں چھپا دیا۔"

جسونت کا ہاتھ اٹھا۔ تھپڑ نوین کے رخسار پر پڑا۔ نوین بہت تیزی سے لڑھکتا ہوا بیڈ سے اترا اور دروازے کی طرف لپکا۔ وہ دروازہ کھول کر ڈرائنگ روم میں دوڑ گیا۔

جسونت بھی اس کے پیچھے لپکا۔ اس نے اپارٹمنٹ کا دروازہ لاک نہیں کیا تھا۔ نوین نے اسے کھولا اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف گیا۔ وہاں اسے نیم تاریکی کا تحفظ حاصل تھا۔ جسونت پاگلوں کی طرح اس کے پیچھے دوڑا۔ اس کا توازن بگڑا اور وہ لڑھکنے لگا۔ چھ سیڑھیوں تک لڑھکنے کے بعد ہی وہ سنبھلا۔ اس نے ریلنگ کو تھاما' اٹھا اور تین چار بار سر کو جھٹکا۔ لڑکا شاید تیسری منزل کے کسی بیڈ روم میں چھپا ہوا تھا لیکن سب سے پہلے اسے یہ چیک کرنا تھا کہ کچن کا دروازہ تو کھلا ہوا نہیں ہے۔ دروازے کا دوسرا لاک اتنا اوپر تھا کہ بچے کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

"نوین' میں ابھی آتا ہوں۔ تم مجھ سے نہیں بچ سکتے اور تم بہت گندے بچے ہو۔ میں تمہیں پکڑوں گا تو سزا ضرور دوں گا' سنا تم نے۔"

وہ بے آواز قدموں باقی سیڑھیاں اترا اور کچن کی طرف جھپٹا۔ دروازہ ڈبل لاک تو نہیں تھا مگر اوپر کی چٹخنی چڑھی ہوئی تھی۔ اس نے لرزتی انگلیوں سے چٹخنی کو چیک کیا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ لڑکا یہاں سے نہیں نکل سکتا۔

اس نے لائٹ آن کی لیکن ایک لمحے بعد ہی لائٹ چلی گئی۔ یہ موسم کا کمال تھا۔ ایسے میں لائٹ تو جانی ہی تھی۔ اب لڑکے کو تلاش کرنے میں دشواری ہوگی۔

وہ غصے سے اپنے ہونٹ کاٹنے لگا پھر اس نے دیا سلائی جلائی اور مٹی کے تیل کا لیمپ روشن کر دیا مگر روشنی ناکافی تھی "سنو نوین بیٹے!" اس نے لڑکے کو پکارا۔ "اب میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ تم باہر آجاؤ۔ میں تمہیں گھر لے چلوں گا..... تمہاری ممی کے پاس۔"

○☆○
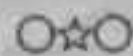
پرکاش مہتا بھاگتے بھاگتے تھک چکا تھا۔ وہ ڈھنگ کی ملازمت بھی نہیں کر سکتا تھا..... پکڑے جانے کے ڈر سے۔ ادھر اُدھر الیکٹرک یا گیس کا کوئی چھوٹا موٹا کام پکڑ لیتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ وہ افلاس کا شکار تھا۔ ڈھنگ سے کھانا بھی نہیں ملتا تھا۔ وہ سخت بے زار تھا۔

ایک سادھنا تھی جو اسے اس قسم کی زندگی سے نجات دلا سکتی تھی۔ اسے وہ کامیابی سے بلیک میل کر سکتا تھا۔ پیسہ ہاتھ میں آجاتا تو وہ ملک سے نکل بھاگنے کی سوچتا۔ وہ کوئی عام فوجی بھگوڑا ہوتا تو اب تک نکل بھی لیا ہوتا مگر پروفیسر اشیش کے بچوں کے مرڈر کیس کے اہم ترین گواہ کی حیثیت سے اس کی شہرت ہو چکی تھی۔ اسے با آسانی پہچانا جا سکتا تھا۔

اب وہ خود کو دوبارہ مقدمے میں ملوث نہیں کر سکتا تھا۔ پچھلی بار مقدمے کے دوران میں وکیلِ استغاثہ نے جو کہا تھا' وہ اسے اب بھی یاد تھا۔ اس نے کہا تھا۔ "بات صرف ناخوش گوار اور ناآسودہ ازدواجی زندگی کی نہیں۔ ملزمہ محبت میں گرفتار تھی۔ وہ بہت پرکشش عورت ہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں اس کی شادی ایک بڑی عمر کے آدمی سے ہو گئی۔ اس پڑھے لکھے شخص کے ساتھ ازدواجی زندگی بہت سی عورتوں کے لیے قابلِ رشک ہو گی مگر سوال یہ ہے کہ کیا سادھنا اشیش مطمئن تھی؟ جی نہیں' وہ مطمئن نہیں تھی۔ پروفیسر کا شاگرد گیس کے چولھے کی مرمت کے لیے اس کے گھر آیا تو وہ اس پر ریجھ گئی۔ شوہر کو بھول گئی اور شوہر بھی وہ جو اس کے چولھے کے معاملے میں چند گھنٹوں کی پریشانی بھی برداشت نہ کر سکا۔ خیر..... تو سادھنا جی نے اس لڑکے کی پیش قدمی کی حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ وہ یہاں سے نکلنا چاہتی ہے اور لڑکے نے بچوں کا حوالہ دے کر اسے سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے کہہ دیا کہ وہ بچوں کا گلا گھونٹ دے گی۔ اب مِی لارڈ..... میں نہیں سمجھتا کہ پرکاش مہتا جیسا نوجوان آدمی جرم ہوں سے بچ نکل سکتا ہے جبکہ ایک جوان اور خوب صورت عورت پکے ہوئے پھل کی طرح اس کی آغوش میں گرنے کے لیے تیار ہے۔ وہ اس نعمت کو کیسے ٹھکرا سکتا ہے۔"

یہ وہ موقع تھا کہ پرکاش کو اپنی خراب پوزیشن کا پہلی بار احساس ہوا۔ یہ وکیلِ استغاثہ کسی بھی وقت اسے سادھنا کے ساتھ شریکِ جرم کی حیثیت سے ملوث کر سکتا ہے۔ صرف اس لیے کہ جس وقت سادھنا نے چولھے کی شکایت کے لیے اپنے شوہر کو فون کیا تو وہ اس کے کمرے میں موجود تھا اور وہ ایسا نہیں تھا کہ اپنی خدمات یوں رضاکارانہ پیش کرتا پھرتا ہو مگر اس نے کچھ لڑکوں سے سن رکھا تھا کہ پروفیسر کی بیوی بہت کم عمر اور بہت خوب صورت ہے۔ اس نے سوچا' اس پر ڈورے ڈال کر دیکھے۔

اور اس نے جا کر دیکھا تو قائل ہو گیا۔ سادھنا تو کسی ماہر سنگ تراش کے تراشے ہوئے خوب صورت ترین مجسمے سے بھی حسین تھی۔ وہ وہاں دوپہر کے قریب پہنچا۔ سادھنا اپنے بچوں کو کھانا کھلا رہی تھی۔ اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔

پرکاش مہتا لڑکیوں کے معاملے میں بہت تجربہ کار تھا۔ اس نے سمجھ لیا کہ سادھنا تک پہنچنے کا راستہ صرف اور صرف اس کے بچے ہیں۔ چنانچہ اس نے بچوں پر توجہ مرکوز کی..... اور دو منٹ میں انہیں رام کر لیا۔ وہ ہنسنے چہکنے لگے۔ چولھے میں کوئی بڑی گڑبڑ نہیں تھی مگر اس نے جان بوجھ کر کام بڑھا دیا..... اور ایک پرزے کا پیچ بھی ڈال دیا۔

پہلے دن وہ زیادہ دیر نہیں رکا۔ وہ پروفیسر کو شک میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ آفس گیا اور اسے پرزے کی ضرورت کے متعلق بتایا۔ پروفیسر اس کے جھانسے میں آگیا۔ چنانچہ وہ اگلے روز بھی اس کے گھر پہنچ گیا.... اور اس سے اگلے روز بھی۔ اس نے سادھنا سے بات چیت شروع کردی۔ سادھنا نے اسے بتایا کہ اس کی ماں کی موت کے بعد اس کا نروس بریک ڈاؤن ہوگیا تھا۔ "لیکن اب میں بہتر ہورہی ہوں" سادھنا نے کہا تھا "اسی لیے میں نے بیشتر دوائیں لینا چھوڑدی ہیں مگر یہ بات میرے شوہر کو معلوم نہیں۔ انہیں پتا چلے گا تو وہ بہت ناراض ہوں گے لیکن سچ یہ ہے کہ میں ان دواؤں کے بغیر خود کو زیادہ بہتر محسوس کرتی ہوں۔"

پرکاش کو اندازہ ہوگیا کہ سادھنا کو اپنے شوہر سے کوئی خاص لگاؤ نہیں بلکہ وہ اس سے بور ہوچکی ہے چنانچہ اس نے دانہ ڈالا۔ اس نے کہا "آپ کو اندازہ ہی نہیں کہ آپ کتنی حسین ہیں۔"

اس پر سادھنا کا چہرہ تمتما اٹھا تھا مگر وہ کچھ بولی نہیں۔

"آپ باہر نکلا کریں نا۔ لوگوں سے ملیں جلیں، فریش ہوجائیں گی۔"

"میرے پتی اتنے تھک جاتے ہیں کہ یونیورسٹی سے آنے کے بعد وہ کہیں آنا جانا پسند نہیں کرتے بلکہ ان کو کسی کا آنا بھی اچھا نہیں لگتا۔"

"مگر اس میں آپ کا کیا قصور ہے۔"

سادھنا خاموش رہی لیکن اس کے چہرے کا تاثر بتا رہا تھا کہ وہ بھی یہی سوچ رہی ہے۔

اس لمحے پرکاش کو احساس ہوگیا تھا کہ وہ تنہائی کی ستائی ہوئی اس حسین عورت پر ہاتھ صاف کرسکتا ہے.... اور اس نے پیش قدمی کی تھی۔

جس صبح پروفیسر اشیش کے بچے غائب ہوئے، اس صبح پرکاش ایک کلاس میں تھا جس میں صرف چھ طالب علم تھے۔ یعنی اس کے پاس وقتِ واردات پر اپنے کہیں اور ہونے کا ٹھوس ثبوت موجود تھا لیکن وکیل استغاثہ نے اس پر واضح کردیا تھا کہ اس کے باوجود وہ شریکِ جرم ثابت ہوسکتا ہے اور پھر عدالت میں وکیل استغاثہ کے بیان نے اسے دہلا دیا تھا۔ اسے یقین ہوگیا کہ وہ شریکِ جرم کی حیثیت سے ملوث کردیا جائے گا۔ ایسے میں اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ شہر چھوڑ کر فرار ہوجائے۔

جس روز اس نے شہر چھوڑا، اس روز اسے فوج سے بلاوے کا خط بھی موصول ہوا تھا۔ کچھ دیر کو اس نے سوچا کہ چلا جائے تو جان چھوٹ جائے گی لیکن فوراً ہی اسے اندازہ ہوگیا کہ یوں تو وہ پکا پھنس جائے گا۔ فوجی بھگوڑا بنا مرجانے کے مقابلے میں بہرحال بہتر تھا۔

اسے اخبارات سے پتا چلا کہ عدالت نے سادھنا کو سزائے موت سنائی ہے.... اور پھر پروفیسر اشیش کی خودکشی کی خبر اخبارات میں چھپی۔ اس نے اپنی کار اس نہر کے کنارے چھوڑی تھی جس میں سے اس کے بچوں کی لاشیں برآمد ہوئی تھیں اور اس نے رقعہ چھوڑا تھا۔ "یہ سب میرا قصور ہے۔ میں اپنی بیوی سے اتنی محبت کرتا تھا کہ میں نے سوچا میں اسے ٹھیک کردوں گا لیکن میں غلطی پر تھا۔ اس کے نتیجے میں میرے بچے زندگی سے محروم ہوگئے۔ سادھنا سے میری التجا ہے کہ مجھے معاف کردے..... اشیش۔"

پھر ایک معجزہ رونما ہوا۔ سادھنا کے خلاف جن دو عورتوں نے گواہی دی تھی ان کو کسی نے آپس میں گفتگو کرتے سنا جس سے پتا چلتا تھا کہ وہ سادھنا کو ناپسند کرتی تھیں اسی لیے انہوں نے اس کے خلاف بڑھا چڑھا کر بیان دیے۔ سادھنا کا وکیل اس گواہ کو اپیل میں لے گیا۔ مقدمے کی پوری کارروائی جانب دارانہ قرار دے کر کالعدم قرار دے دی گئی۔ دوبارہ مقدمہ اس لیے نہیں چلایا جاسکا کہ اب وہی اہم ترین گواہ تھا.... اور وہ روپوش ہوگیا تھا۔ یوں سادھنا سزائے موت سے بچ گئی۔

اس معاملے میں ایک بات پرکاش کو پریشان کرتی تھی۔ وہ یقین سے کہہ سکتا تھا کہ سادھنا قتل کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی۔ وہ ہرگز قاتل نہیں ہے۔ وہ بے چاری تو عدالت میں بھی خود کو بچانے کی کوشش نہیں کررہی تھی اور پروفیسر اشیش نے بھی اس کی کوئی مدد نہیں کی تھی۔ اس نے گواہی دیتے ہوئے کہا تھا..... سادھنا بہت اچھی ماں ہے مگر اس کا لہجہ، اس کا انداز اس کے بیان کی نفی کررہا تھا۔

مقدمے کی سماعت کے دوران میں ہی یہ بات سامنے آئی تھی کہ سادھنا کی ماں نے اس کے لیے بینک میں ایک تگڑی رقم چھوڑی ہے۔ درحقیقت اس کے پاکٹ باپ نے ان کے مستقبل کا خیال رکھتے ہوئے مالی منصوبہ بندی کی تھی۔ سو سادھنا اب کروڑپتی تو نہیں تھی لیکن اسے زندگی بھر کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔

اور بے چارہ پرکاش مستا روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کررہا تھا۔ اسے ڈھنگ کے کپڑے بھی نصیب نہیں ہوتے تھے۔ تنہائی الگ ستاتی تھی۔ وہ صنفِ نازک کی قربت کو ترس گیا تھا۔ اسے باربار خیال آتا کہ وہ سادھنا سے رقم اینٹھ سکتا ہے مگر اخبارات کے مطابق سادھنا کا کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔

پھر ایک دن قسمت اس پر مہربان ہوگئی۔ وہ ایک بنگلے میں الیکٹرک کا کام کررہا تھا۔ بنگلے کا مالک اپنے ایک دوست کے ساتھ برابر والے کمرے میں گفتگو کررہا تھا۔ سادھنا کا نام سن کر پرکاش کے کان کھڑے ہوگئے۔ وہ غور سے سنتا رہا۔ بنگلے کا مالک کرمیں میں دار جلنگ گیا تھا۔ وہ اپنے دوست کو بتا رہا تھا کہ وہاں اس نے بچوں کے قتل میں ملوث سادھنا کو دیکھا تھا۔ وہ وہاں ریئل اسٹیٹ ایجنسی کے مالک اجیت پال سے شادی کرچکی تھی..... اور اس سے اس کے دو بچے بھی تھے۔ دوست نے شک کا اظہار کیا کہ دھوکا بھی ہوسکتا ہے۔ اس پر بنگلے کے مالک نے کہا کہ اسے پورا یقین ہے کہ

وہ وہی سادھنا تھی۔ اب تو پرکاش کے لیے راستہ کھل گیا لیکن دار بلنگ جانا بھی ایک مسئلہ تھا۔ اس کے لیے اسے چوری کرنا پڑی۔ اس کے لیے ایک تو اس نے بنگلے پر ہی ہاتھ صاف کیا پھر اس نے ایک سرخ موریس بھی اُڑالی۔ اب وہ دار بلنگ جا سکتا تھا۔

پرکاش سب کچھ طے کرچکا تھا۔ وہ سادھنا کو پیش کش کرے گا کہ اس پر دوبارہ مقدمہ بھی چلا تو وہ اپنی گواہی بدل دے گا۔ اوّل تو وہ ملک ہی چھوڑ جائے گا۔ اور سادھنا ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے گی۔ اس کے لیے اسے پانچ لاکھ روپے دینے ہوں گے۔

پرکاش نے اپنی داڑھی صاف کروی اور بال چھوٹے کرا لیے پھر وہ دار بلنگ پہنچ گیا۔ دار بلنگ پہنچ کر اس نے نقشے کی مدد سے سادھنا کا گھر تلاش کیا۔ اس کی لوکیشن اس کے لیے بہت مناسب تھی۔ ایک راستہ جنگل کی طرف سے بھی وہاں جاتا تھا۔ وہ اس کے لیے بہت مناسب تھا لیکن پیٹرول پمپ پر اس سے چُوک ہو گئی۔ وجہ یہ تھی کہ وہ بہت زیادہ خوش تھا۔ اٹینڈنٹ نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ برف باری دیکھنے کے لیے آیا ہے۔ بس یہاں وہ غیر محتاط ہو گیا۔ اس نے کہا "میں یہاں ایک ایسے شخص سے ملنے آیا ہوں جو مجھے دیکھ کر بالکل خوش نہیں ہو گا۔"

وہ پونے دس بجے اس علاقے میں داخل ہوا۔ وہ جنگل سے گزر کر کچی سڑک پر پہنچا۔ اس وقت مخالف سمت سے ایک پرانی اسٹیشن ویگن اسے آتی نظر آئی۔

اس نے کار کی رفتار کم کر کے اسے راستہ دیا پھر جنگل سڑک سے گزر کر سادھنا کے مکان تک پہنچ گیا مگر اسی لمحے سادھنا گھر سے نکلی۔ وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی۔ وہ اس کا پیچھا کرتے ہوئے جھیل تک گیا۔ سادھنا جھیل میں اتری مگر چند لمحے بعد واپس آئی اور کنارے پر ڈھیر ہو گئی۔ پرکاش کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ چکر کیا ہے اور وہ اس چکر میں پڑنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اسے احساس تھا کہ سادھنا اسے دیکھ رہی ہے مگر اس کی نظروں کے خالی پن کو دیکھتے ہوئے اسے یقین نہیں تھا کہ وہ اسے دیکھ رہی ہے، پہچاننا تو دور کی بات ہے۔

وہ واپس چل دیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کسی موٹیل میں ٹھہرے گا اور سادھنا سے اگلے روز ملے گا۔

اس نے موٹیل میں کمرا لیا...... اور فوراً ہی سو گیا۔ سہ پہر میں وہ جاگا۔ اس نے کمرے میں موجود ٹی وی آن کیا تو سب سے پہلے اسے اپنی ہی تصویر نظر آئی۔ وہ پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس نے خبر سنی اور اپنی حماقت پر خود کو کوستا رہا۔ پولیس کو اس کی یہاں موجودگی کا علم ہو گیا تھا اور جب اسے سادھنا کے بچوں کی گمشدگی کا علم ہوا تو وہ پاگل ہی ہو گیا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ بری طرح پھنس گیا ہے۔ داڑھی صاف کر کے اور بال چھوٹے کرا کے وہ ویسے ہی سات سال پہلے والا پرکاش لگ رہا تھا۔ داڑھی صاف کرتے وقت اس نے یہ سوچا بھی نہیں تھا۔ وہ تو خود کو ہوبہو ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بہروپ بدلنے میں پولیس اسے پریشان کر سکتی تھی مگر وہ احتیاط اب گلے پڑ گئی تھی۔

اب اگر حقیقت یہ ہے کہ سادھنا ہی نے اپنے ان بچوں کو ختم کر دیا ہے تو کون مانے گا کہ وہ اس میں ملوث نہیں۔ اس کے ہاتھ صاف ہیں اور شاید یہ اسی وقت ہوا ہو گا جب وہ وہاں پہنچا تھا۔ اسے اس پرانی اسٹیشن ویگن کا خیال آیا جو اسے راستے میں ملی تھی۔ وہ کچی سڑک سے ہی آرہی تھی۔ اور اس سڑک پر صرف سادھنا ہی کا گھر تھا۔ اس نے اس کے ڈرائیور کے متعلق یاد کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے سوا کچھ یاد نہیں آیا کہ وہ ایک بھاری بھرکم تنومند تھا۔ اس کا رخ دوسری طرف تھا اس لیے وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا۔

پرکاش مستاکی بقا کی جبلّت اسے بتا رہی تھی کہ اب سرخ موریس اس کے لیے مخدوش ہے۔ علاقے میں موجود پولیس اس کی تلاش میں ہو گی اور اس نے یہ بھی سمجھ لیا کہ اسے جلد از جلد اس علاقے سے نکل لینا چاہیے۔ اس نے اپنی چیزیں بیگ میں رکھیں اور چپکے سے موٹیل سے نکل آیا۔ اس کی کار کے برابر ایک فوکس ویگن کھڑی تھی۔ اس نے اس کا بونٹ کھولا، چند تار ملائے۔ اس کے بعد گاڑی اسٹارٹ کرنے میں اسے کوئی دشواری نہیں ہوئی۔

چھ منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ پولیس کی کھڑی کی ہوئی ایک رکاوٹ پر پہنچا اور تیس سیکنڈ بعد اسے عقب نما آئینے میں اپنے پیچھے پولیس کی ایک کار آتی نظر آئی۔ گاڑی کی چھت پر سرخ روشنی جل بجھ رہی تھی۔ ایک لمحے کو اس نے سوچا کہ خود کو پولیس کے حوالے کر دے لیکن دُہرے خوف نے اسے مزاحمت پر مجبور کر دیا۔ اسے تو فوج سے فرار بھی بھگتنا تھا۔ نہیں...... پکڑے جانا کسی بھی اعتبار سے اس کے لیے اچھا نہیں تھا۔ ایک موڑ کاٹتے ہوئے اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا، اپنا سوٹ کیس ایکسیلریٹر پر رکھا اور کار سے کود گیا۔ وہ جنگل میں گھس ہی رہا تھا کہ تعاقب کرنے والی پولیس کار موڑ کاٹ کر سامنے آئی۔ وہ سائرن بجاتی ہوئی فوکس ویگن کے تعاقب میں دوڑتی چلی گئی۔

○☆○

نوین سمجھتا تھا کہ اگر اسے بچ کر نکلنا ہے تو آواز پیدا کرنے سے...... اپنے قدموں کی آہٹ سے بچنا ہو گا۔ اسے وہ دن یاد تھے جب ممی نے قالین اٹھوایا تھا تو انہوں نے کہا تھا۔ "اب نیا قالین آنے تک تم بچوں کو ایک نیا کھیل کھیلنا ہو گا۔ اس کھیل کا نام ہے تیزی سے چلنا۔" سو وہ اور اری وہ کھیل کھیلنے لگے۔ اس میں انہیں پنجوں کے بل چلنا ہوتا تھا...... دبے قدموں...... کوئی آواز پیدا کیے بغیر۔ انہوں نے اس میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ وہ ایک دوسرے کو ڈرانے لگے۔ ایک کو دوسرے کی آمد کا پتا ہی نہیں چلتا تھا بلکہ وہ ممی کے بھی پیچھے پہنچ جاتے تھے اور وہ بے خبر رہتی تھیں۔

اب...... یہاں بھی اسے وہی کھیل کھیلنا تھا۔ وہ دبے پاؤں چلا

ہوا نکلا اور سیڑھیاں اتر کر پہلی منزل پر پہنچ گیا۔ اسے اس مکان سے نکلنا تھا اور ارملا کو بچانے کے لیے ڈیڈی کو لے کر آنا تھا۔

نیچے پہنچ کر اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا پھر وہ کچن کی طرف لپک لیا۔ وہاں دروازہ تھا۔ وہ اس کی طرف جھپٹا۔ وہ اس کا ہینڈل گھمانے ہی والا تھا کہ اسے بڑھتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس کے گھٹنے کانپنے لگے۔ اس نے جلدی سے ہاتھ ہینڈل سے ہٹالیا۔ اگر دروازہ پھنس گیا.... نہیں کھلا تو برا آدمی اسے پکڑے گا۔ یہ سوچ کر وہ کچن سے دبے پاؤں نکلا اور عقبی کمرے میں چلا گیا۔

کچن میں لائٹ آن ہوئی مگر اگلے ہی لمحے اندھیرا ہو گیا۔ نوین صوفے کے پیچھے دبک گیا۔ کمرے میں پتا نہیں کب سے صفائی نہیں ہوئی تھی۔ گرد کے ذرات اس کی ناک میں گھسے تو ناک میں سرسراہٹ ہونے لگی لیکن وہ جانتا تھا کہ چھینکنا اس کے لیے خطرناک ہے۔ وہ فوراً ہی پکڑ لیا جائے گا۔

ایک لمحے بعد کچن میں روشنی ہوئی۔ برے آدمی نے لیمپ جلالیا تھا پھر اس نے پکارا "نوین بیٹے! میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ باہر آجاؤ۔"

○☆○

بنواری لال فوراً ہی واپس جانے کے موڈ میں تھا مگر اچانک ہی اسے ڈپریشن کا احساس ہونے لگا [illegible] بھی شروع ہو گئی تھی۔ ایسے میں پانچ گھنٹے کی ڈرائیو اسے ناممکن لگنے لگی۔ اوپر سے موسم اتنا خراب تھا پھر گھنشام کے دکھ نے بھی اسے بے چین کردیا تھا۔ گھنشام نے اپنے بٹوے میں سے اسے بچوں کی ایک تصویر نکال کر دکھائی تھی۔ بلاشبہ دونوں بچے بہت خوب صورت تھے اور انہیں کسی نے اغوا کرلیا تھا۔ یہ خیال ہی بنواری لال کے لیے اذیت ناک تھا۔

اسے ایک اچھا سا ریسٹورنٹ نظر آیا تو اس نے گاڑی روک دی۔ اس نے سوچا کیوں نہ ڈھنگ سے کھانا ہی کھالے۔ ساتھ ہی وہ وہاں پوچھ گچھ بھی کرے گا کہ ریسٹورنٹ کیسا چلتا ہے۔ آخر وہ بھی تو اس علاقے میں یہی بزنس کرنے کا ارادہ کررہا ہے۔

وہ سیدھا بار کی طرف چلا گیا۔ ریسٹورنٹ میں اس وقت کوئی گاہک موجود نہیں تھا۔ اس نے ایک جام طلب کیا۔ بارمین نے جام اس کے سامنے رکھا تو اس نے پوچھا۔ "کچھ کھانے کو بھی مل سکے گا؟"

"کیوں نہیں سر!"

بنواری لال کو بارمین کا لہجہ اچھا لگا۔ وہ یقیناً اچھا ملازم تھا۔ بار بھی اس نے صاف ستھرا رکھا تھا۔

"ہمارے ہاں ڈھائی سے پانچ بجے تک کچن بند رہتا ہے۔" بار مین نے کہا۔ "لیکن آپ اگر یہیں کھانا چاہیں تو...."

"کیوں نہیں۔" بنواری لال نے جلدی سے کہا "کیا مل سکتا ہے؟"

"کباب اور بریانی موجود ہے۔"

"بس تو ٹھیک ہے۔" بنواری لال کا ڈپریشن دور ہونے لگا "تم اچھا کام کرتے ہو۔"

"میرا اصول ہے کہ کام سلیقے اور محبت سے کرنا چاہیے" بارمین نے کہا۔

"میں بھی اسی بزنس میں ہوں۔" بنواری لال نے کہا "یہ آگے شانتی ہاؤس ہے نا' میں اسے خریدنے کا سوچ رہا ہوں۔ وہاں ہوٹل اور ریسٹورنٹ کیسا چلے گا۔" بارمین نے چند لمحے سوچا جیسے شانتی ہاؤس کی لوکیشن سمجھنے کی کوشش کررہا ہو پھر اس کی آنکھیں چمکیں۔

"وہ تو بڑے بزنس کی جگہ ہے۔" اس نے کہا "اچھا ماحول' اچھا کھانا' اچھی شراب اور اچھی سروس ہو تو کامیابی یقینی ہے۔ آپ مہنگا بھی دیں گے تو لوگ آئیں گے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس کے ساتھ جھیل کا کنارہ بھی ملے گا۔ بوٹنگ کلب بھی بنایا جاسکتا ہے۔"

"یہ تو اور بھی اچھا ہے مگر وہ جو ٹاپ فلور پر مصیبت رہتی ہے اس سے پیچھا چھڑانا پڑے گا۔"

"میں بھی اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کچھ عجیب سا آدمی ہے۔"

"وہ ہر سال یہاں مچھلی کے شکار کے لیے آتا ہے [illegible] بات میں [illegible] یہ اجنبی بھی بہت اچھا آدمی ہے۔ اس کے تو بچے کھوئے ہیں آج۔"

"ہاں.... میں نے بھی سنا تھا۔"

"بہت پیارے بچے ہیں۔ ہاں.... میں کہہ رہا تھا کہ ابھی چند ہفتے پہلے وہ کرائے دار ایک دن یہاں آیا.... کچھ پینے کے لیے۔ میں اسے پہچانتا ہوں۔ دیکھتا رہتا ہوں نا۔ تو میں نے یونہی بات کرنے کی غرض سے کہا کہ آپ یہاں ستمبر میں آئیں۔ ان دنوں یہاں بڑا مال ہوتا ہے پانی میں۔ پتا ہے' اس احمق نے کیا کہا؟"

بنواری لال نے کھاتے ہوئے ہاتھ روک لیا اور اسے جواب طلب نظروں سے دیکھنے لگا۔

"وہ میری بات سمجھا ہی نہیں۔ بولا.... مجھے مال میں کوئی دلچسپی نہیں۔ آپ بتائیں' کوئی شخص جو ہر سال مچھلی کا شکار کھیلنے یہاں آتا ہو وہ بھلا میری بات نہیں سمجھے گا؟ مگر وہ سمجھا ہی نہیں کہ میں مچھلیوں کی بات کررہا ہوں۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔"

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ ظاہر ضرور کرتا ہے لیکن اسے مچھلی کے شکار میں کوئی دلچسپی نہیں۔"

بنواری لال نے کھانا ختم کیا۔ اب وہ خود کو بہت بہتر محسوس کررہا تھا۔ وہ شانتی ہاؤس کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ مکان اسے ہر اعتبار سے بہت پسند آیا تھا۔ بس جھونیٹ کے اپارٹمنٹ میں اسے

کچھ عجیب سا محسوس ہوا... اچھا نہیں لگا۔

اس نے بل ادا کیا اور کوٹ کے کالر اوپر کرتے ہوئے باہر نکل آیا۔ اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے وہ گھر واپسی کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن اندر ایک تحریک تھی جو اسے دوبارہ شانتی ہاؤس جانے پر اکسا رہی تھی۔

جسونت نروس تھا۔ وہ اس سے اور گھنشام سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا... اور وہ دوربین! جسونت نے اس کا رخ تبدیل کردیا تھا لیکن اس نے اسے دوبارہ وہیں سیٹ کر کے دیکھا تھا۔ اسے ایک مکان نظر آیا تھا جہاں پولیس کی بے شمار گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہ یقیناً اجیت کا گھر تھا اور وہ دوربین کتنی طاقت ور تھی۔ جسونت اس کی مدد سے دوسروں کے گھروں میں جھانکتا تھا۔

ممکن ہے جس وقت بچے غائب ہوئے ہوں جسونت نے دوربین سے انہیں دیکھا ہو۔ ممکن ہے اس نے اغوا کرنے والے کو دیکھا ہو لیکن ایسا ہوتا تو وہ یقیناً پولیس کو اطلاع دیتا۔ بنواری لال سوچے جارہا تھا۔

اس نے سگریٹ نکالی اور لائٹر کی مدد سے سلگالی۔ کھانے کے بعد سگریٹ کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔

اس کے ذہن میں شکوک سرسرا رہے تھے۔ ایسے میں کیا کرنا چاہیے؟ پولیس کو فون کرے اور کہے کہ وہ شخص نروس تھا۔ لہٰذا وہ اسے [illegible]
جس وقت وہ لوگ آئے میں نہانے جارہا تھا۔ مجھے اس طرح ڈسٹرب کیے جانا اچھا نہیں لگا... اور یہ معقول جواب ہوگا۔

اس پر بنواری لال کو ربری بتخ کا خیال آگیا جسے اس نے باتھ ٹب میں تیرتے دیکھا تھا اور بے بی پاؤڈر کی خوشبو جو وہاں پھیلی ہوئی تھی۔

اس کی سمجھ میں آگیا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اس نے اپنی جیب سے لائٹر نکالا اور اسے گلوو کمپارٹمنٹ میں چھپا دیا۔ اب وہ شانتی ہاؤس جائے گا۔ کہے گا کہ اس کا سونے کا لائٹر یہاں کہیں گر گیا ہے۔ وہ اسے ڈھونڈنا چاہتا ہے۔ یہ شانتی ہاؤس میں گھسنے کا معقول بہانا تھا۔ وہ مکان کا جائزہ لیتا یا تو اس کا شبہ بے بنیاد ثابت ہو جاتا۔ یا اور قوی ہو جاتا۔ اس صورت میں وہ پولیس کو مطلع کر دیتا۔

اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور شانتی ہاؤس کی طرف چل دیا۔

○☆○

وہ یاد کرنا نہیں چاہتی تھی۔ ماضی میں جانا اس کے لیے بے حد اذیت ناک تھا لیکن سوالات اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے۔ وہ اشیش کے بارے میں پوچھ رہے تھے... ممی کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور اسے جواب دینا تھا۔ اس کے بغیر وہ سوالات سے پیچھا نہیں چھڑا سکتی تھی۔

اسے اپنی آواز دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی... جیسے وہ کوئی ڈراما دیکھ رہی ہو۔ ممی ریسٹورنٹ میں... تبھی اس نے آخری بار انہیں دیکھا تھا... ممی کے چہرے پر پریشانی تھی۔ وہ کبھی اسے دیکھتی تھیں اور کبھی اشیش کو۔

"یہ لباس تم نے کہاں سے لیا سادھنا؟" ممی نے پوچھا۔

اسے اندازہ ہو گیا کہ لباس ممی کو پسند نہیں آیا ہے۔ وہ سفید لباس تھا "اشیش نے پسند کیا تھا میرے لیے۔ آپ کو اچھا لگا؟"

"کچھ بچکانا ہے۔ چھوٹی بچیوں پر اچھا لگ سکتا ہے۔"

پھر ممی اٹھ گئیں۔ انہیں فون کرنا تھا... شاید ڈاکٹر ایشور لال کو۔ ممی ڈاکٹر ایشور لال سے بہت متاثر تھیں۔ خطوں سے ہی اندازہ ہوتا تھا اور وہ خوش بھی تھیں اور وہ انہیں خوش دیکھنا چاہتی تھیں۔ کاش یہ تھکن کا احساس دور ہو جائے۔ شاید اس نے یہ بات اشیش سے بھی کہی تھی۔

اشیش اٹھ کھڑا ہوا "میں ابھی آتا ہوں ننھی بچی۔"

اور اسی وقت ممی آگئیں "سادھنا... میں اور تم کل بات کریں گے۔ یہ ضروری ہے اور ہاں... تنہائی میں... اشیش کی موجودگی میں نہیں۔ میں تمہیں پک کرلوں گی۔ ہم ناشتا ساتھ ہی کریں گے۔"

پھر ممی اس کار میں بیٹھ کر چلی گئی تھیں جو انہوں نے کرائے پر لی تھی۔

پھر فون آیا "ایک افسوس ناک حادثہ ہو گیا ہے۔ اسٹیئرنگ [illegible]"

"غم نہ کرو۔ میں تمہارا خیال رکھوں گا۔ تمہاری نگہداشت کروں گا ننھی بچی۔" اشیش کہہ رہا تھا۔

پھر چتا جلائی جارہی تھی پھر وہ اشیش کے ساتھ پھیرے لے رہی تھی۔ وہ وہی سفید لباس پہنے ہوئے تھی۔ بچکانا جو اشیش نے پسند کیا تھا لیکن اس کے کندھے پر گریس کا دھبا تھا "اشیش... یہ میرے کپڑوں پر گریس کا دھبا کیسے لگ گیا۔ یہ تو بس میں نے اس روز پہنا تھا... ممی سے ملنے کے لیے۔"

"کوئی بات نہیں۔ صاف ہو جائے گا۔ فکر مت کرو۔" اشیش کے مانوس ہاتھ اپنے مخصوص انداز میں اس کے کندھوں کو تھپک رہے تھے۔

"نہیں... نہیں... نہیں..." وہ چلّائی۔

"کیا کہنا چاہتی ہو سادھنا؟" سوال کرنے والی آواز پوچھ رہی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے یقین نہیں۔ میں خوف زدہ ہوں۔"

"اشیش سے خوف زدہ ہو؟"

"نہیں۔ وہ تو بہت اچھے ہیں۔ وہ مجھے دوا دیتے ہیں۔ بچے بھی کبھی کبھی... اشیش بہت اچھے تھے۔"

"کیا اشیش کا برتاؤ بچوں کے ساتھ بہت اچھا تھا؟"

"وہ بچوں کو فرماں بردار دیکھنا چاہتے تھے۔ بھاش ان سے

ڈرتا تھا.... تجا بھی' وہ کہتے تھے.... واہ.... ننھی بچی کی بھی ایک بہت ننھی بچی ہے۔"

"یہ کہتا تھا اشیش؟"

"ہاں.... کوئی گڑبڑ ہے۔ مجھے کھانے کے بعد دوا نہیں لینی چاہیے۔ میں بہت تھک جاتی ہوں۔ میں کہیں دور چلی جانا چاہتی ہوں۔"

"اشیش سے؟"

"میں بیمار نہیں ہوں۔ اشیش بیمار ہیں۔"

"کیا بیماری ہے اشیش کو؟"

"مجھے معلوم نہیں۔"

"ساد حنا' ہمیں اس دن کے بارے میں بتاؤ' جب تمہارے بچے غائب ہوئے تھے.... بھاش اور تجا۔"

"اشیش بہت خفا ہیں۔"

"کیوں؟ وجہ کیا ہے؟"

"انہوں نے مجھے دوا لینے کے بجائے ضائع کرتے دیکھ لیا ہے۔ انہوں نے مجھے زبردستی زیادہ دوا پلادی ہے۔ میں سوئی سوئی سی ہوں۔ تجا رو رہی ہے۔ اشیش اس کے پاس.... اس کے قریب ہیں۔ مجھے اٹھنا چاہیے۔ تجا بری طرح رو رہی ہے۔ اشیش نے اسے مارا ہے.... کہتے ہیں' اس نے بستر میں پیشاب کیا ہے۔ مجھے اس کو لے جانا ہے۔ صبح میرا برتھ ڈے ہے۔"

"ساد حنا! تمہیں اشیش سے محبت [illegible] تھی؟"

"مجھے کرنی چاہیے لیکن تجا بہت چپ چپ ہے۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم برتھ ڈے کیک لائیں گے۔ میں دونوں بچوں کو لے کر نکلی ہوں۔ ہم نے موم بتیاں خریدی ہیں.... کیک کے لیے۔ بارش ہو رہی ہے۔ تجا کی طبیعت بگڑ رہی ہوگی۔"

"اشیش اس روز یونیورسٹی گیا تھا؟"

"ہاں۔ انہوں نے فون کیا۔ میں نے بتایا کہ ہم بازار جائیں گے اور راستے میں' میں تجا کو ڈاکٹر کو دکھاؤں گی۔ مجھے اس کی بڑی فکر ہے۔ اشیش کے پوچھنے پر میں نے بتایا ہے کہ ہم گیارہ بجے بازار جائیں گے۔ ٹی وی پر بچوں کا پسندیدہ پروگرام دیکھنے کے بعد۔"

"تم نے تجا کے متعلق پریشانی کا اظہار کیا تو اشیش نے کیا کہا؟"

"انہوں نے کہا' موسم خراب ہے۔ آج تجا کا باہر جانا ٹھیک نہیں۔ میں نے کہا' میں شاپنگ کروں گی تو انہیں کار میں ہی چھوڑ دوں گی۔ وہ ضد کر رہے ہیں کہ میں گھر پر ہی کیک بناؤں۔ وہ میرا ہاتھ بٹائیں گے۔ بے چارے بچے.... انہیں خوش ہونے کا.... ہنسنے کھیلنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ مجھے اشیش کو شروع ہی میں ان پر سختی سے روکنا چاہیے تھا۔ یہ میرا قصور ہے۔ پرکاش آتا ہے تو بچے کتنا خوش رہتے ہیں.... خوب ہنستے بولتے ہیں۔"

"ساد حنا' تمہیں پرکاش سے محبت ہو گئی تھی؟"

"نہیں۔ میں تو جیسے پنجرے میں قید تھی۔ کسی سے بات کرنے کو بھی ترس گئی تھی۔ پرکاش آیا تو اس سے بات کرنے لگی۔ جو کچھ پرکاش نے کہا' حقیقت وہ نہیں تھی.... حقیقت وہ نہیں تھی۔ بات میں نے کی مگر میرا وہ مطلب نہیں تھا...." اس کی آواز بتدریج بلند ہونے لگی۔

ایشور لال کا لہجہ تسلی دینے والا.... تھپکی دینے والا تھا "پھر تم گیارہ بجے بچوں کو بازار لے گئیں؟"

"ہاں۔ میں نے اسٹور کے باہر گاڑی کھڑی کی۔ بچوں سے کہا کہ وہ گاڑی میں ہی بیٹھے رہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ بیٹھے رہیں گے۔ بہت پیارے بچے تھے وہ۔ بس پھر اس کے بعد میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا.... کبھی نہیں۔"

"تم اسٹور میں کتنی دیر رہی تھیں؟"

"زیادہ دیر نہیں۔ مشکل سے دس منٹ پھر میں باہر آئی۔ بچے کار میں موجود نہیں تھے۔" اس کے لہجے میں بے یقینی تھی.... حیرت تھی۔

"پھر تم نے کیا کیا؟"

"میری سمجھ میں ہی کچھ نہیں آرہا تھا۔ میں نے سوچا' ممکن ہے وہ میرے لیے تحفے خریدنے نکلے ہوں۔ بھاش کے پاس پیسے تھے۔ میں نے انہیں اِدھر اُدھر کی دکانوں میں تلاش کیا مگر وہ کہیں نہیں ملے۔"

"تم نے [illegible] بارے میں [illegible]؟"

"نہیں۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ اشیش کو پتا چلے۔ انہیں پتا چلے گا تو وہ ناراض ہوں گے۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ بچوں کو سزا دیں اور مجھے پتا چل گیا تھا کہ تجا نے بستر میں پیشاب نہیں کیا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"بستر تو بالکل سوکھا تھا۔ تو پھر اشیش نے اسے کیوں مارا۔ کیوں رلایا؟ خیر.... کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بچے تو اب ہیں ہی نہیں۔ بھاش بھی غائب ہے.... اور تجا بھی۔ مجھے ان کو ڈھونڈنا ہے۔"

"اچھا.... آج کی بات کرو تم نے نوین اور ارملا کو ڈھونڈا؟"

"مجھے جھیل کی طرف جانا چاہیے۔ جلدی کرو.... جلدی.... پانی میں کچھ نظر آرہا ہے۔ پانی میں کچھ ہے۔"

میں کیا تھا ساد حنا؟"

"کوئی سرخ سی چیز.... شاید ارملا کا دستانہ.... مجھے اس کو پکڑنا چاہیے۔ پانی بہت ٹھنڈا ہے۔ ہاتھ بھی نہیں پہنچ رہا ہے۔ ارے.... نہیں.... یہ دستانہ نہیں ہے۔"

"تم نے کیا کیا؟"

"پانی سے باہر نکل آئی۔ کنارے پر گر گئی۔ وہاں وہ موجود تھا۔ جنگل میں۔ وہ مجھے دیکھ رہا تھا۔"

چیف دیال اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔ ایشور لال نے اشارے سے

اسے ٹھہرنے کو کہا۔ اس کے انداز میں تنبیہہ بھی تھی "وہاں کون تھا سادھنا۔ بتاؤ ہمیں، کون تھا وہ؟"

"ایک شخص جسے میں جانتی ہوں۔ وہ پرکاش مہتا تھا۔ وہ مجھے دیکھ رہا تھا۔" سادھنا کی پلکیں بری طرح پھڑپھڑائیں۔

اجیت کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ گھنشام نے ایک گہری سانس لی۔ ایشور لال اٹھ کھڑا ہوا "دوا کا اثر ختم ہو رہا ہے۔"

"ڈاکٹر... میں تم سے اور کرن دیوی سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" چیف دیال کا لہجہ بے تاثر تھا۔

"تم یہیں ٹھہرو اجیت۔" ایشور لال کے لہجے میں تاکید تھی "سادھنا اب کسی بھی لمحے جاگ سکتی ہے۔"

ڈائننگ روم میں پہنچ کر چیف دیال ایشور لال اور کرن کی طرف مڑا "ڈاکٹر... یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟"

"میں نہیں سمجھتا کہ اب سادھنا سے مزید پوچھ گچھ کی جاسکتی ہے۔" ایشور لال نے کہا۔

"اور ہمیں پتا کیا چلا۔ بس یہ کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے خوف زدہ تھی اور یہ کہ آج صبح پرکاش مہتا جھیل پر موجود تھا۔ بس؟"

"کیسی باتیں کرتے ہو۔ تم نے توجہ سے نہیں سنا شاید یا تم سمجھ نہیں پائے۔" ایشور لال کے لہجے میں غصہ اور حیرت تھی۔

"میں بس اتنا جانتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں سنی جو مجھے بچوں کی تلاش میں مدد دے [illegible] اپنی ماں کی موت کا ذمے دار خود کو سمجھتی ہیں اور اپنے شوہر کے بارے میں اس کا ردِ عمل ہسٹیریائی تھا۔"

"چیف... تمہیں پتا ہے 'پیڈوفیلیا' کیا ہوتا ہے؟"

کرن نے اثبات میں سر ہلایا "میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔"

ایشور لال نے چیف کو جواب دینے کا موقع دیے بغیر کہا "یہ ایک نفسیاتی اصطلاح ہے جو بچوں کے ساتھ جنسی اختلاط کی طرف اشارہ کرتی ہے۔"

"اس کا یہاں کیا تذکرہ؟"

"پوری طرح تو نہیں، مگر ہے۔ سادھنا کی شادی ۱۸ برس کی عمر میں ہوئی لیکن مجھے یقین ہے کہ دیکھنے میں وہ اور چھوٹی لگتی ہوگی۔ اسی لیے اشیش کمار نے اس سے شادی کی اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ سادھنا کو ایسی دوائیں استعمال کراتا رہا... وٹامن کے نام پر... جنہوں نے اس کی یادداشت پر برا اثر ڈالا اور وہ مضمحل رہنے لگی۔ سنو چیف، تم کسی طرح اشیش کمار کے بارے میں چھان بین کرو۔ وہ بچوں کے ساتھ زیادتی کرنے کا عادی رہا ہوگا۔"

چیف دیال نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔ اس نے کھڑکی کی طرف اشارہ کیا جہاں سے برف گرتی دکھائی دے رہی تھی "وہ معصوم بچے یا تو اس موسم میں باہر بھٹکتے ہوئے ٹھٹھر رہے ہیں یا پتا نہیں، کس طرح کے مجرم کے قبضے میں ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ زندہ ہی نہ ہوں۔ میرا پہلا فرض انہیں تلاش کرنا ہے اور تم مجھ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں چھان بین کے لیے کہہ رہے ہو جو مر چکا ہے۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ ڈیوٹی پر موجود پولیس مین نے کال ریسیو کی "میں ابھی چیف سے بات کراتا ہوں۔" اس نے کہا۔

چیف دیال تیزی سے فون کی طرف لپکا۔ ایشور لال اور کرن نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ چیف فون پر بات کر رہا تھا "کتنی دیر پہلے؟ کہاں؟"

ایشور لال دل ہی دل میں بھگوان سے پرارتھنا کر رہا تھا کہ یہ خبر بچوں کے متعلق ہو... اور کوئی اچھی خبر ہو۔

چیف نے ریسیور کریڈل پر پٹخا اور ان کی طرف مڑا "پرکاش مہتا آج صبح ساڑھے دس بجے وار بلنگ موٹیل پہنچا تھا۔" اس نے بتایا "وہاں سے اس نے ایک اور گاڑی پر ہاتھ صاف کیا۔ وہ گاڑی ابھی کچھ دیر پہلے ایک کھائی میں گری ہے لیکن پرکاش بچ نکلا ہے۔ اسے تلاش کرنا ہے۔ میں اسی سلسلے میں جا رہا ہوں۔"

چیف دیال کے جانے کے بعد بھی ایشور لال کھڑا سوچتا رہا۔ وہ سادھنا کی باتوں پر غور کر رہا تھا۔ وہ محسوس کر سکتا تھا کہ وہ اس معاملے میں ملوث ہے۔ وہ تصور میں انورادھا کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے اسے فون کیا تھا اور اس کے بعد اشیش کمار کہیں چلا گیا تھا۔ وہ کہاں گیا تھا؟ کیا اس نے انورادھا کی باتیں سن لی تھیں؟ سادھنا [illegible] تھا بلکہ اس نے بالواسطہ یہ کہا تھا کہ وہ دھبا اشیش کے ہاتھوں سے لگا ہوگا۔ اشیش اس کے کندھوں کو خاص انداز میں تھامنے کا عادی تھا۔ تو کیا اشیش نے انورادھا کی کار میں گڑبڑ کی تھی؟ لیکن کیوں؟ اسے کیا فائدہ ہو سکتا تھا اس سے؟ اور اب تو وہ اس دنیا میں نہیں تھا۔

○☆○
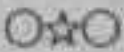
ٹی وی پر پانچ بجے کی مقامی خبروں میں بچوں کی گمشدگی چھائی ہوئی تھی۔ سادھنا کے پہلے بچوں کی کلپس بھی دکھائی گئیں۔ پرکاش مہتا کو بھی عدالت سے نکلتے دکھایا گیا۔ پروفیسر اشیش کمار کو بھی دکھایا گیا۔ نیوز مین کہہ رہا تھا "اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ پرکاش مہتا اس علاقے میں موجود ہے۔ اس کی تصویر آپ نے دیکھی۔ اگر یہ شخص آپ کو کہیں نظر آئے یا آپ کے پاس کوئی ایسی معلومات ہوں جو بچوں کی گمشدگی سے تعلق رکھتی ہوں تو فوراً پولیس سے رابطہ کریں۔ فون نمبر نوٹ کر لیں...."

ریٹا اور جارج نے بجلی جاتے ہی اسٹور بند کر دیا تھا۔ وہ گھر پہنچے تو بیٹری سے چلنے والے چھوٹے ٹی وی پر انہوں نے خبریں دیکھیں "یہ آدمی مجھے جانا پہچانا لگتا ہے۔" ریٹا نے تبصرہ کیا "دیکھنے میں ہی اچھا نہیں لگتا۔"

جارج نے بیوی کو گھور کر دیکھا "میرا خیال ہے کہ یہ لڑکیوں میں بہت مقبول ہوگا۔"

"اوہ... تم شاید جوان آدمی کی بات کر رہے ہو۔" ریٹا نے کہا

"نہیں.... میں اس پروفیسر کے متعلق کہہ رہی تھی۔"
"اسے کون اہمیت دے رہا ہے۔" جارج نے کہا "اس نے تو خودکشی کرلی تھی۔ پولیس کی توجہ جوان آدمی پر ہے۔"
ریٹا ہونٹ کاٹنے لگی "اچھا... خودکشی کرلی تھی! اوہ...."
"اب تم کھانے کی فکر کرو۔"
"کھانے میں دیر نہیں لگے گی لیکن ان بچوں کا تصور کرتی ہوں تو کھانے کا خیال بھی برا لگتا ہے۔ خدا جانے کہاں ہوں گے بے چارے۔ ان کی مصیبت کے سامنے ہمارے مسائل اور پریشانیاں کتنے چھوٹے لگتے ہیں۔"
"کیسی پریشانیاں؟"
"وہ... بات یہ ہے کہ...." ریٹا ہچکچا رہی تھی۔ موسم گرما میں ہاتھ کی صفائی دکھانے والوں نے انہیں بہت پریشان کیا تھا۔ اس موضوع پر جب بھی بات کی جاتی، جارج اپ سیٹ ہوجاتا تھا مگر موسم سرما میں ہجوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ مسئلہ بھی نہیں ہوتا۔ مگر آج صبح جسونت نے بے بی پاؤڈر کا ایک ڈبا پار کیا تھا۔ ریٹا کو اس بات کا یقین تھا۔ اس میں شک و شبے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔
سوال یہ تھا کہ جسونت نے بے بی پاؤڈر کا ڈبا کیوں چرایا؟ اسے بے بی پاؤڈر سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے! ریٹا کو یہ سوال پریشان کررہا تھا۔

○☆○

وہیں ایک اور گھر بھی تھا جہاں یہی خبریں سنی جارہی تھیں۔ یہ گھر اس علاقے میں تھا جہاں بجلی اب بھی موجود تھی۔
شرما اس وقت اپنے بچوں کے ساتھ شام کی چائے پی رہا تھا۔ اسی وقت ٹی وی اسکرین پر نوین اور ارملا کی تصویریں دکھائی گئیں۔ کومل شرما نے بلا ارادہ اپنے بچوں کی طرف دیکھا۔ اس کے چار بچے تھے.... دو بیٹے اور دو بیٹیاں۔ نوین اور ارملا کو دیکھ کر اس نے بے ساختہ بھگوان کو پکارا "میرے بچوں کے ساتھ ایسا کچھ نہ ہونے دینا بھگوان۔"
"یہ تو بہت موٹا ہوگیا ہے۔" اچانک اس کے سب سے بڑے بیٹے انیل نے کہا۔
کومل نے حیرت سے اسے دیکھا "کون موٹا ہوگا بیٹے؟"
"وہ آدمی.... وہ جو سامنے نظر آرہا ہے۔ اسی نے تو پچھلے مہینے مجھے پوسٹ آفس سے اپنا لیٹر لانے کے بدلے میں دس روپے انعام دیا تھا۔"
اس وقت ٹی وی پر پرکاش مہتا کو کورٹ سے نکلتے دکھایا جارہا تھا۔ اشیش کمار اس کے آگے تھا "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے انیل۔" کومل نے کہا "اس بے چارے کو تو مرے ہوئے کئی برس ہوچکے ہیں۔"
انیل جھنجلا گیا "آپ کبھی مجھ پر یقین نہیں کرتیں نا۔ یہ اب بہت موٹا ہوگیا ہے.... اور اس کے بال اُڑ گئے ہیں.... یہ گنجا ہے لیکن یہ وہی آدمی ہے۔"
نیوز مین کہہ رہا تھا "آپ کے پاس کسی بھی قسم کی معلومات ہوں، خواہ وہ آپ کو غیر متعلق لگیں، بہتر ہے کہ پولیس کو اطلاع ضرور دیں۔"
"انیل، ٹی وی بند کردو۔" شرما نے بیٹے سے کہا "دیوا بتی کا وقت ہورہا ہے۔"
لیکن پوجا کے دوران میں بھی کومل کا ذہن الجھا رہا۔ انہوں نے اپیل کی تھی کہ پولیس سے تعاون کیا جائے۔ بظاہر غیر متعلق لگنے والی معلومات بھی پولیس کی مدد کرسکتی ہیں۔ پوجا ختم ہوئی تو اس نے انیل سے پوچھا "تمہارے پاس وہ دس روپے کا نوٹ اب بھی ہے جو تمہیں اس آدمی نے دیا تھا؟"
"جی ہاں۔ میں نے اسے خرچ بھی نہیں کیا۔"
"اور وہ پتا جو اس شخص نے دیا تھا۔"
"وہ بھی ہے میرے پاس۔"
"ذرا لے کر تو آؤ۔ میں اس کا نام دیکھنا چاہتی ہوں۔" کومل نے بیٹے سے کہا۔
شرما اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ انیل کے جانے کے بعد اس نے کہا "کومل.... تم کس چکر میں پڑنا چاہتی ہو؟"
"پتا نہیں۔ میرے اعصاب پر بوجھ سا ہے۔" کومل نے عجیب سے لہجے میں کہا "ہم بچوں کی بات کو غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کردیتے ہیں۔ ایسے میں بچوں میں خود اعتمادی کہاں سے آئے گی۔"

○☆○

معاملات خراب رخ پر جارہے تھے۔ پہلے تو وہ اسٹیٹ ایجنٹ نازل ہوگیا.... خریدار کو لے کر بچی کے جاگنے کا انتظار.... اور اس کے بعد لڑکا ہاتھ سے نکل گیا اور ابھی تک چھپا ہوا ہے۔
جسونت کو خوشی کا جو احساس ہورہا تھا وہ معدوم ہوگیا تھا اور اس کی جگہ جھنجلاہٹ نے لے لی تھی۔ لڑکا خطرناک ثابت ہورہا تھا۔ اگر وہ فرار ہوگیا تو یہ تباہ کن ثابت ہوگا۔ اب تو بہتر یہی ہے کہ ان دونوں کو فوراً ٹھکانے لگا دیا جائے۔
لیکن ایک بات تھی۔ خطرے کا احساس اس کے جسم میں سنسنی دوڑا دیتا تھا۔ پچھلی بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ چپکے سے کیمپس سے نکلا اور بازار گیا تو اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کیا کرے گا۔ بس وہ یہ جانتا تھا کہ اسے سادھنا کو بچی کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے سے روکنا ہے۔ بچی ڈاکٹر کے پاس جائے گی تو اس کی پول کھل جائے گی۔
اس نے اپنی کار بڑی احتیاط سے پارک کی تھی۔ وہاں اس پر کسی کی نظر نہیں پڑسکتی تھی۔ اس نے سادھنا کو اپنی گاڑی میں آتے دیکھا پھر وہ بچوں کو گاڑی میں چھوڑ کر اسٹور کے اندر گئی۔ ادھر ادھر کوئی نہیں تھا۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ بارش ہورہی تھی۔ موقع بہت اچھا تھا۔

صرف ایک لمحے میں اس نے فیصلہ کرلیا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

بچے اس کے اشاروں پر چلتے تھے۔ اس سے ڈرتے تھے۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا تو وہ اسے دیکھ کر چونکے اور سہم گئے "جلدی کرو۔ آج ممی کا برتھ ڈے ہے۔ ہمیں ایک کھیل کھیلنا ہے ممی کے ساتھ۔" اس نے ان سے کہا۔ وہ اٹھے اور اس کے ساتھ چل دیے۔

وہ انہیں اپنی گاڑی تک لے آیا۔ اس نے انہیں ڈکی میں بیٹھنے کو کہا۔ انہوں نے چوں بھی نہیں کی۔ اس نے پلاسٹک کے شاپر ان کے چہروں پر چڑھائے اور ہاتھ سے ان کا منہ اور ناک بند کردی۔ وہ چند لمحے تڑپے پھر ان کی جدوجہد دم توڑ گئی۔ اس نے مطمئن ہو کر ڈکی کو بند کیا اور تیز رفتاری سے واپس کیمپس پہنچ گیا۔ پورا معاملہ صرف چند منٹ میں نمٹ گیا تھا۔

اس کی کلاس لیب میں تجربے میں منہمک تھی۔ کسی کو اس کی غیر موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ ضرورت پڑنے پر پوری کلاس گواہی دیتی کہ وہ تمام وقت ان کے سامنے رہا تھا۔ وہ یونیورسٹی سے نکلا ہی نہیں تھا۔

پھر اسی رات موقع پا کر وہ گاڑی کو نہر کے کنارے لے گیا اور بچوں کی لاشوں کو نہر میں پھینک دیا۔ اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا تھا... اور خطرہ دور ہو گیا تھا۔ اب پھر اسے خطرے کو دور کرنا ہے۔

بچوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد وہ یہاں محفوظ ہو گا۔ [illegible] کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ وہ یہاں سادھنا کی اذیت کو دیکھے گا... اور محظوظ ہو گا اور پرسوں شام وہ باہر نکلے گا۔ کوئی نہ کوئی چھوٹی بچی مل ہی جائے گی۔ ہمیشہ مل جاتی ہے۔ وہ اسے بتائے گا کہ وہ اسکول میں آنے والا نیا ٹیچر ہے۔ یہ ترکیب ہمیشہ کامیاب رہتی تھی۔

وہ اب بھی کچن میں تھا۔ اس نے لیپ اوپر کرکے اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے پھر پکارا "نوین... تم اپنی ممی کے پاس نہیں جانا چاہتے؟ وہ بھگوان کے پاس نہیں گئی ہے۔ ٹھیک ٹھاک... اور خیریت سے ہے۔ آجاؤ بیٹے"

پھر وہ ہال میں بڑھنے لگا۔ اسے اچانک ہی عقبی کمرے کا خیال آیا تھا۔

وہ لیمپ کو سر سے اوپر اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں ملگجے اجالے میں ادھر ادھر ٹٹول رہی تھیں۔ تیزی سے گھومتے ہوئے اس نے لیمپ کو بھی جھلایا۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ لیمپ کی متحرک روشنی نے صوفے کے پیچھے ایک انسانی سائے کو نمایاں کردیا تھا۔

"نوین... پکڑے گئے نا۔" اس نے خوشی سے چیخ کر کہا پھر وہ قہقہے لگانے لگا "اس بار تم بچ کر نہیں نکل سکتے۔"

○☆○

ہنواری لال پہاڑی راستے پر ڈرائیو کررہا تھا۔ روشنی نہ ہونے کے برابر تھی۔ چند فٹ آگے دیکھنا بھی ناممکن تھا اس لیے وہ بہت احتیاط سے ڈرائیو کررہا تھا۔ اسے احساس تھا کہ راستہ پھسلواں ہونے کی وجہ سے گاڑی کے لیے خطرناک ہے۔

چند منٹ بعد وہ شانتی ہاؤس کے ڈرائیو وے میں داخل ہوا۔ گاڑی روک کر اس نے مکان کی طرف دیکھا تو وہاں مکمل اندھیرا دیکھ کر اسے اپنی حماقت پر پچھتاوا ہونے لگا۔ اس وقت اوپری منزل بھی تاریک تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ بجلی چلی گئی ہے مگر اس جسونت کے پاس یقیناً لیمپ تو ہوں گے۔ اس موسم میں تو بجلی کا کوئی اعتبار ہی نہیں ہوتا۔

اس نے سوچا، ممکن ہے جسونت سو گیا ہو اور اسے بجلی کے جانے کا پتا ہی نہیں چلا ہو اور کیا پتا... فرض کرو کوئی رومانوی چکر ہے۔ کوئی عورت جسونت کے پاس آئی ہو اور وہ نہیں چاہتا ہو کہ اس عورت کو کوئی دیکھے۔ یہ ناممکن تو نہیں۔ جسونت اکیلا آدمی ہے... اور اکیلے آدمی ایسے چکر چلاتے رہتے ہیں۔

یہ خیال اسے حقیقت سے بہت قریب لگا اور جسونت کو شرمندہ کرنا اچھا نہیں تھا۔ اس نے سوچا، حماقت کو آگے بڑھانے کے بجائے خاموشی سے واپس ہو جانا زیادہ بہتر ہے۔

وہ گاڑی چلانے ہی والا تھا کہ اسے نیچے کے کچن کی کھڑکی میں روشنی نظر آئی پھر وہ روشنی حرکت میں نظر آئی۔ وہ ہال سے گزری۔ کوئی لیمپ لے کر چل رہا تھا۔

ہنواری لال نے گھوم کر [illegible] سے ٹارچ نکالی اور کار سے اتر کر تیز قدموں سے مکان کی طرف چلا۔

اس نے اپنے ذہن میں مکان کے نقشے کو دہرایا۔ عقبی سیڑھیوں تک پہنچنے کے لیے ہال سے گزرنا ہوتا تھا۔ وہیں عقبی کمرا تھا۔ وہ مکان کے عقبی حصے کی طرف بڑھا۔ عقبی کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا۔ اسی لمحے روشنی کھڑکی تک آگئی۔ وہ محتاط انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔

پھر اسے جسونت نظر آیا۔ وہ کسی سے کچھ کہہ رہا تھا۔ ہنواری نے سننے کے لیے کھڑکی سے کان لگا دیا۔

"نوین۔" جسونت پکار رہا تھا "نوین..."

ہنواری لال کی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی۔ یعنی بچے اس مکان میں موجود تھے۔ گھنشام نے اسے بچوں کے نام بتائے تھے۔

لیمپ کی روشنی دائرے میں گھومی۔ جسونت کا بھاری جسم نمایاں طور پر نظر آیا۔ ہنواری لال کو احساس تھا کہ جسمانی اعتبار سے وہ جسونت کے جوڑ کا نہیں ہے۔ تو کیا اسے جا کر پولیس سے مدد لینی چاہیے؟ لیکن جسونت نے نوین کو پکڑ لیا تو چند منٹ سے بھی بہت بڑا فرق پڑ سکتا ہے۔

پھر اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس نے جسونت کو صوفے کے پیچھے دبکے ہوئے نوین کو پکڑتے دیکھا۔ بچے نے بھاگنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ جسونت نے لیمپ نیچے رکھ دیا تھا اور اب دونوں

ہاتھوں سے بچے کا گلا دبا رہا تھا۔

اب بنواری لال نظریں نہیں چُرا سکتا تھا۔ اس نے ٹارچ کے ذریعے کھڑکی کا شیشہ توڑ دیا۔ جسونت نے گھوم کر دیکھا۔ بنواری لال نے اندر ہاتھ ڈال کر کھڑکی کھول دی پھر وہ بڑی پھرتی سے کھڑکی سے اندر کود گیا لیکن خود کو سنبھلنے میں اس کے ہاتھ سے ٹارچ چھوٹ گئی۔ جسونت نے اسے تیزی سے اٹھایا اور ہتھیار کی طرح سر سے بلند کیا۔

"نوین، بھاگ جاؤ۔ مدد لے کر آؤ.... بھاگ جاؤ بچے۔" بنواری لال نے چیخ کر کہا۔

اسی لمحے ٹارچ اس کے سر پر پوری قوت سے لگی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرے چھانے لگے۔

○☆○

سادھنا کاؤچ پر اٹھ بیٹھی تھی اور سامنے کی طرف گھور رہی تھی۔ اجیت نے آتش دان میں آگ جلا دی تھی۔ لکڑیاں چٹخنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور آتش دان میں شعلے ناچ رہے تھے۔

کل؟ ابھی کل ہی کی تو بات ہے نا؟ وہ نوین کے ساتھ باغیچے میں ٹہل رہی تھی۔ نوین نے ٹوٹا ہوا برش اٹھاتے ہوئے کہا "یہ آتش دان میں کام آسکتا ہے نا ممی؟"

نوین بہت پیارا بچہ تھا.... بالکل اجیت کی طرح۔ سادھنا کو پہلی بار احساس ہوا کہ اس کے لیے یہ بات طمانیت بخش ہے کہ نوین ارملا کے ساتھ ہے۔ وہ بہت اچھا اور سچا ہے۔ [illegible] اپنی بہن کا خیال رکھے گا۔

"ہے بھگوان۔"

اسے نہیں پتا تھا کہ یہ بلند آواز میں اس کے منہ سے نکلا ہے۔ اجیت بڑی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کی آواز سن کر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ اس کے چہرے پر کرب تھا.... پریشانی تھی۔ لگتا تھا کہ اسے معلوم ہے کہ اس کا چھونا سادھنا کو اچھا نہیں لگے گا۔ وہ جانتا ہے کہ وہ سوچنا چاہتی ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ اسے یہ یقین رکھنا چاہیے کہ بچے ابھی زندہ ہیں۔ وہ کیسے مر سکتے ہیں جبکہ اس کے دل میں امید کا ننھا سا دیا جل رہا ہے۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ صبح میں نے پرکاش متا کو دیکھا تھا؟" اس نے اجیت سے کہا۔

"ہاں۔"

"کیا یہ ممکن ہے کہ وہ خواب ہو؟ ڈاکٹر ایشور لال کو یقین تھا میری بات کا؟"

"ان کا خیال ہے کہ تم نے جو کچھ بتایا، سب درست تھا۔" اجیت نے کہا "اور سادھنا، یہ حقیقت ہے کہ پرکاش کو اس علاقے میں دیکھا گیا ہے۔ وہ دار بلنگ موٹیل میں چند گھنٹے ٹھہرا بھی تھا۔ یہ طے ہے کہ اس موسم میں وہ نکل نہیں سکے گا، پکڑا جائے گا۔"

"لیکن پرکاش بچوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

اسی وقت ایشور لال کمرے میں چلا آیا۔ اس کے پیچھے کرن بھی تھی۔ ایشور لال نے سادھنا کو بہت غور سے دیکھا "اب تم کیسا محسوس کر رہی ہو بیٹی؟" اس نے پوچھا۔ سادھنا اسے بہتر لگ رہی تھی.... بڑی حد تک اپنے قابو میں....

"ٹھیک ہوں۔ میں نے اشیش کے متعلق بہت باتیں کی ہیں نا؟"

"ہاں۔"

"ایک بات ہے جو میں یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کوئی بہت اہم بات ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔"

"یاد آئی وہ بات؟" ایشور لال نے پوچھا۔

"نہیں۔" سادھنا اٹھی۔ اس کے انداز میں بے چینی تھی۔ وہ کھڑکی کی طرف بڑھ گئی۔ وہ اپنے دماغ پر چھائی ہوئی دُھند سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اس نے باہر جھانکا۔ اچانک اسے احساس ہوا کہ وہ باریک زرد لبادہ پہنے ہوئے ہے۔ اسے سردی کا احساس ہونے لگا "میں لباس تبدیل کروں گی۔" اس نے کہا۔

وہ خاموشی سے اوپر چلی گئی۔ اجیت اپنی سوچوں میں گم تھا۔ اوپر سادھنا نے سرد دیوار سے رُخسار لگا دیا۔ اچانک دروازہ کھلا اور اجیت اندر آیا "سادھنا.... تم ٹھیک تو ہو؟" اس کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں.... سچ مچ۔"

اجیت نے تیزی سے بڑھ کر اسے لپٹا لیا۔ وہ بھی اس سے لپٹ گئی۔

اجیت کے معاملے میں شروع ہی سے ایسا تھا۔ وہ اسے چاہتی تھی۔ اس کا لمس اسے اچھا لگتا تھا۔ اس کی قربت کی وہ خواہش کرتی تھی۔ بے چارہ اشیش! اس کے ساتھ ایسا نہیں تھا۔ اس سے تو وہ بچتی پھرتی تھی اور ارملا کی پیدائش کے بعد تو وہ بیوی کی حیثیت سے کبھی ملے ہی نہیں۔ پتا نہیں، اشیش نے ہی اس کا گریز محسوس کر لیا ہو۔ وہ اس معاملے میں ہمیشہ خود کو مجرم محسوس کرتی تھی۔

"میں تم سے محبت کرتی ہوں۔" اسے نہیں پتا تھا کہ یہ اس نے کہا ہے۔ یہ لفظ تو وہ سوتے میں بھی کہتی تھی اجیت سے۔

"میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں سادھنا۔ اب مجھے اندازہ ہوا ہے کہ تم کتنے کرب میں تھیں۔ میرا خیال تھا کہ میں سمجھتا ہوں لیکن درحقیقت میں نہیں سمجھتا تھا۔"

"اجیت.... ہمارے بچے واپس آئیں گے نا!" سادھنا کی آواز لرز رہی تھی.... جسم میں بھی لرزش تھی۔

اجیت کی بانہوں کی گرفت میں گرم جوشی بڑھ گئی "کیا کہہ سکتے ہیں جان مگر جو کچھ بھی ہو، ہم دونوں تو ہیں نا ایک دوسرے کے لیے۔ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ حقیقت کبھی نہیں بدلے گی اور سنو،

انہوں نے پرکاش کو جنگل سے گرفتار کیا ہے۔ ڈاکٹر پولیس اسٹیشن جا چکے ہیں۔ میں بھی جارہا ہوں کرن کے ساتھ۔"

"میں بھی چلوں۔ شاید وہ مجھے سچ بتا دے....."

"نہیں۔ کرن کا ایک آئیڈیا ہے جو کامیاب ہو سکتا ہے لیکن تم سامنے جاؤ گی تو ممکن ہے کہ پرکاش زبان بند کرلے۔"

"اجیت..." سادھنا کے لہجے میں یاس تھی۔

"دیکھو جان... خود کو سنبھالے رکھو... بس اور تھوڑی دیر۔ گھنشام تمہارے پاس رکے گا۔ میں جلد از جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا۔"

اجیت کے جانے کے بعد سادھنا باتھ روم میں چلی گئی۔ اس نے لبادہ اتارا، شاور کو ایڈجسٹ کیا۔ شاور سے مناسب حد تک گرم پانی کا فوارہ چھوٹا۔ وہ اس کے نیچے کھڑی ہوئی تو اسے ایسا لگا جیسے اس کے جسم سے تھکن اور اعصاب سے کشیدگی دھل رہی ہے۔ اس نے چہرہ پانی کے سامنے کردیا۔

اب تو اسے ٹب میں نہائے مدتیں ہوگئی تھیں۔ اشیش سے شادی کے بعد اس نے باتھ ٹب کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ اس کے تصور میں ایک موہوم سی یاد ابھری۔ ٹب... اشیش اصرار کرتا تھا کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے نہلائے گا اور اسے برا لگتا تھا۔ ایک بار اس نے چڑ کر اشیش کو دھکیلا تھا۔ اشیش کا پاؤں پھسلا تھا اور وہ منہ کے بل پانی میں گرا تھا۔ اس کا چہرہ پانی کے اندر تھا۔ وہ اتنا بوکھلایا کہ [illegible] پانی میں سے اٹھایا تو اس کے منہ سے بے ربط، بے معنی آوازیں نکل رہی تھیں اور جسم پر لرزہ چڑھا ہوا تھا۔ وہ بہت غصے میں تھا لیکن غصے سے کہیں زیادہ وہ خوف کا شکار تھا۔

اس روز سادھنا کو پتا چلا کہ اشیش پانی میں ڈبکی لگانے سے ڈرتا ہے۔

ہاں... یہ ہے وہ بات! اس نے سوچا۔ وہ یہی بات کرنے کی کوشش کررہی تھی۔ یہ پانی کا خوف جسے وہ چھپا کر رکھتا تھا۔ ہے بھگوان۔ سادھنا نے شاور بند کیا۔ تولیے سے جسم خشک کرکے لباس پہنا... اور پھر بری طرح چیخنے لگی۔ اسے خود پر قابو نہیں تھا۔

○☆○

اجیت اور کرن پولیس اسٹیشن پہنچے تو ہیڈ محرر نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا "آپ یہاں؟ مجھے آپ کے بچوں کی گمشدگی پر افسوس ہے جناب۔" اس نے اجیت سے کہا۔

"یہ بتاؤ، پرکاش مہتا سے کہاں پوچھ گچھ ہورہی ہے؟" اجیت نے پوچھا۔

ہیڈ محرر ایک دم چوکنا ہوگیا "آپ کا اس سے کیا تعلق؟"

"چیف کو بتاؤ۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں... فوراً۔"

ہیڈ محرر احتجاج کرنا چاہتا تھا لیکن اجیت کے لہجے کی سختی نے اسے روک دیا۔ اس نے قریب کھڑے کانسٹیبل سے تحکمانہ لہجے میں کہا "جا کر چیف کو بتاؤ کہ شری اجیت ان سے ملنا چاہتے ہیں۔"

اجیت نے ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں بینچ پر دو افراد بیٹھے تھے۔ وہ یقیناً پتی اور پتنی تھے اور ان کی عمریں اجیت اور سادھنا جتنی ہی ہوں گی۔ پتا نہیں، وہ یہاں کس سلسلے میں بیٹھے ہیں۔ اجیت نے سوچا۔ مرد کچھ خجل سا لگ رہا تھا جبکہ عورت ڈٹ کر بیٹھی تھی۔ ممکن ہے، دونوں میں لڑائی ہوئی ہو... اور عورت تھانے کچہری پر تلی ہوئی ہو۔

چیف دیال لپکتا ہوا آیا "کیا بات ہے اجیت؟"

اجیت کے بجائے کرن نے پوچھا "پرکاش مہتا یہاں موجود ہے؟"

"ہاں اور ڈاکٹر ایشور لال بھی میرے ساتھ ہیں۔ پرکاش کوئی جواب نہیں دے رہا ہے۔ کہتا ہے، وکیل سے بات کیے بغیر بات نہیں کروں گا۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا اس لیے ہم آئے ہیں۔" کرن نے کہا پھر وہ دھیمی آواز میں اسے اپنی اسکیم بتانے لگی۔

چیف نے نفی میں سر ہلایا "بات نہیں بنے گی۔ وہ بہت سمجھ دار ہے... اور بگڑا ہی سہی، بہرحال فوجی ہے۔ ہم اس پر قانون سے ہٹ کر سختی نہیں کرسکتے۔"

"ہمیں کوشش تو کرنی چاہیے۔ دیکھیں نا، ایک ایک پل اہم ہے۔ اگر اس کا کوئی شریک بھی ہے تو بچے اس کے پاس ہوں گے [illegible] اور کچھ بھی کرسکتا ہے۔"

"چلو... بات کرو دیکھو لیکن امید نہ باندھنا۔"

چیف کرن کو لے کر اندر جانے لگا تو بینچ پر بیٹھی ہوئی عورت مضطرب ہو کر اٹھی "چیف... مجھے ایک منٹ دے سکتے ہیں آپ؟" اس نے ہچکچاتے ہوئے پکارا۔

چیف دیال نے پلٹ کر اسے بہت غور سے دیکھا "کوئی اہم بات ہے؟"

"ممکن ہے، اہم نہ ہو۔ اصل میں میرے بیٹے نے مجھے بتایا ہے کہ....."

"آپ بیٹھیے۔" چیف نے اس کی بات کاٹ دی "ایک اہم معاملہ نمٹاتے ہی میں آپ سے بات کروں گا۔"

کومل دوبارہ بیٹھ گئی۔ ہیڈ محرر نے اس کے انداز میں مایوسی محسوس کرتے ہوئے کہا "مجھے بتائیں میں کچھ کرسکتا ہوں؟"

لیکن کومل کو اس پر بھروسا نہیں تھا۔ جب وہ اور شرما آئے تھے تو انہوں نے اسے بتانے کی کوشش کی تھی کہ ان کے بیٹے کے پاس شاید ایک اہم اطلاع ہے جو اجیت پال کے بچوں کی گمشدگی سے متعلق ہے۔ ہیڈ محرر نے پریشان ہو کر کہا "آپ بیٹھ جائیں۔ آج ہم فون پر بھی دن بھر ایسی ہی کالیں بھگتتے رہے ہیں۔ چیف کو فرصت ملے تو وہی آپ سے بات کریں گے۔"

چنانچہ اب کومل نے نفی میں سہلاتے ہوئے ہیڈ محرر کی پیشکش مسترد کردی مگر وہ تہیہ کرچکی تھی کہ بات کیے بغیر یہاں سے نہیں ٹلے گی۔

اسی وقت ایک اور جوڑا پولیس اسٹیشن میں داخل ہوا "ہیلو مسٹر جارج... مسز جارج۔" ہیڈ محرر نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔

"تمہیں بھی یقین نہیں آئے گا۔" جارج نے بے حد خراب لہجے میں کہا "اس موسم میں میری بیوی یہ رپورٹ درج کرانے کے لیے یہاں آئی ہے کہ آج صبح کسی نے ہمارے اسٹور سے بے بی پاؤڈر کا ایک ڈبا چرایا ہے۔"

ریٹا اپ سیٹ نظر آرہی تھی "مجھے ہرگز پروا نہیں کہ یہ بات بظاہر کتنی احمقانہ لگ رہی ہے۔ بہرحال مجھے چیف دیال سے بات کرنی ہے۔"

"وہ ابھی آئیں گے۔ آپ بیٹھیں۔" ہیڈ محرر نے کہا۔ اس نے بینچ کی طرف اشارہ کیا' جہاں کومل اور شرما بیٹھے ہوئے تھے۔

ریٹا اور جارج بھی بینچ پر بیٹھ گئے۔ جارج غصے سے بڑبڑایا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں خوار ہورہے ہیں۔"

شرما نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی "یہی حال ادھر بھی ہے۔"

کومل نے تیز لہجے میں کہا "ہم ان بچوں کی خاطر یہ تکلیف اٹھا رہے ہیں جو شاید اس سے بہت بڑی تکلیف میں ہوں گے۔"

○☆○

چیف کے کمرے میں پرکاش مہتا کرن کو معذرت خواہانہ نظروں سے گھور رہا تھا۔ وہ اندر ہی اندر خوف زدہ تھا۔ اجیت کے بچوں کا ابھی تک کچھ پتا نہیں چلا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ بچوں کو کچھ ہوگیا تو یہ لوگ اسے اس کے سر منڈھنے کی کوشش کریں گے لیکن کسی نے بھی اسے سادھنا کے گھر کے قریب نہیں دیکھا تھا۔ یہ بات اس کے حق میں جاتی تھی۔

"تم بڑی دشواری میں پڑگئے ہو۔" کرن اس سے کہہ رہی تھی "تم فوج سے بھاگے ہوئے ہو... اور اب پولیس کی تحویل میں ہو۔ اب بچوں کے معاملے میں تم ملوث ہو یا نہیں' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تمہاری اس علاقے میں موجودگی بے معنی نہیں ہے۔"

پرکاش جانتا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے لیکن اس نے دل کڑا کرکے کہا "دیکھا جائے گا۔"

اجیت اس کی طرف بڑھا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں "میری بات غور سے سنو بھگوڑے۔ میری بچی نے آج صبح تمہیں میرے گھر کے پاس جنگل میں دیکھا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ ہوا' تم اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ جانتے ہو۔ اگر تم ہمیں سب کچھ بتادو اور بچے ہمیں مل جائیں تو میرا وعدہ ہے کہ تم پر بچوں کے اغوا کا الزام نہیں عائد کیا جائے گا اور یہ کرن شرما... یہ ملک کی ناب کی وکیل ہیں' یہ تمہاری سزا کم سے کم کرادیں گی۔ کیا خیال ہے؟ منظور ہے کہ نہیں؟" اجیت کا انداز اچانک جارحانہ ہوگیا "اور اگر مجھے بعد میں پتا چلا کہ تم تعاون کرکے میرے بچوں کو بچا سکتے تھے... لیکن تم نے تعاون نہیں کیا۔ اس صورت میں تم کسی بھی جیل میں جاؤ' میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں قتل کردوں گا۔"

"اجیت..." چیف دیال نے اجیت کو پکڑ کر کھینچا اور پرکاش سے دور کردیا۔

پرکاش نے سمجھ لیا کہ اب اس کے پاس کوئی پتا بھی نہیں رہا کہ کھیل سکے۔ اس نے کندھے جھٹک دیے۔ اس نے کرن سے پوچھا "تم میرا کیس لوگی؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔" کرن نے کہا۔

پرکاش اجیت سے نظریں چرا رہا تھا "ٹھیک ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بمبئی میں تھا..."

وہ سب بڑی توجہ سے اس کا بیان سن رہے تھے۔ پرکاش نے بتایا کہ وہ سادھنا سے کچھ رقم وصول کرنے کے ارادے سے آیا تھا تاکہ ملک سے فرار ہوسکے۔

"تمہارا سادھنا کے بارے میں کیا خیال ہے؟" کرن نے پوچھا۔

"میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ اس طرح کی ہے ہی نہیں لیکن میرے وکیل نے مجھے سمجھایا تھا کہ میں سادھنا کو پھنسانے کی کوشش کروں۔ ورنہ وکیل استغاثہ مجھے بھی ملوث ثابت کردے گا۔"

"تم سچ کی بات کرو۔" چیف دیال نے تند لہجے میں کہا "تم اجیت کے گھر کب پہنچے تھے؟"

"دس بجنے میں چند منٹ کم ہوں گے۔" پرکاش نے کہا "میں گاڑی آہستہ چلا رہا تھا۔ مجھے کچے راستے کی تلاش تھی پھر مجھے اس گاڑی کو راستہ دینے کے لیے اپنی گاڑی روکنی پڑی اور وہ دوسری گاڑی اس کچے راستے سے ہی آئی تھی۔"

"دوسری گاڑی؟" اجیت کے لہجے میں بے تابی تھی "کیسی گاڑی؟"

اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور ہیڈ محرر لپکا ہوا آیا "چیف میرا خیال ہے' آپ باہر بیٹھے ہوئے لوگوں سے بات کرلیں۔ ان کے پاس آپ کے لیے بہت اہم اطلاعات ہیں۔"

○☆○

سادھنا نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا۔ بھگوان... نہیں۔ وہ بڑبڑا رہی تھی۔ اس بار بھی وہی کچھ نہ ہونے دینا بھگوان۔

وہ کپڑے بدل کر تیزی سے نیچے آئی۔ وہاں گمنام ڈائننگ روم میں سینڈوچ اور کافی کا پاٹ لیے اس کا منتظر تھا "سنو سادھنا بیٹھو اور کچھ کھالو۔ یہ ضروری ہے..."

"مجھے چیف دیال سے ملنا ہے۔" سادھنا نے اسے بات پوری نہیں کرنے دی "مجھے اس کو ایک اہم بات بتانی ہے۔" اس کی آواز میں ہسٹریا کی کیفیت ابھر رہی تھی۔ وہ فون کی ڈیوٹی پر موجود

پولیس والے کی طرف مڑی جو دروازے میں کھڑا تھا "پولیس اسٹیشن فون کرو۔ نہیں، میں خود کرتی ہوں۔" وہ فون کی طرف لپکی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریسیور اٹھاتی، فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھالیا "ہیلو....؟" اس نے کہا۔

دوسری طرف سے دبی دبی سی آواز ابھری "ممی.... ممی.... پلیز آجائیں اور ہمیں یہاں سے لے جائیں۔ اری کی طبیعت خراب ہے۔"

"نوین۔" وہ ماؤتھ پیس میں چلائی "نوین، تم کہاں ہو؟"

"ہم...." نوین کی آواز اچانک ڈوبتی گئی۔ لائن بے جان ہوگئی۔

اس نے فون کو جھنجوڑ ڈالا "آپریٹر۔" وہ دیوانہ وار چلائی لیکن رابطہ ٹوٹ چکا تھا۔

"کیا بات ہے سادھنا؟" گھنشام اس کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔

"یہ نوین کا فون تھا۔ اس نے کہا کہ اری کی طبیعت خراب ہے۔"

گھنشام کے چہرے پر بے یقینی تھی۔ شک کے سائے تھے۔

"وہ نوین ہی تھا۔" سادھنا چلائی۔ اس نے ایکسچینج کا نمبر ملایا "آپریٹر، تم بتا سکتے ہو کہ ابھی میرے فون پر کال کس نمبر سے کی گئی تھی.... کہاں سے کی گئی تھی؟"

"سوری شریمتی جی۔ یہ تو معلوم ہو ہی نہیں سکتا اور موسم بھی گڑبڑ کر رہا ہے۔"

"یہ معلوم کرنا بہت ضروری ہے کہ کال کہاں سے آئی تھی۔"

"رابطہ ٹوٹنے کے بعد یہ معلوم نہیں کیا جاسکتا شریمتی جی۔"

سادھنا نے تھکے تھکے انداز میں ریسیور کریڈل پر رکھ دیا "کسی نے شاید ٹیلی فون بے کار کر دیا۔ شاید اس نے جس کے قبضے میں بچے ہیں۔"

"آپ کو یقین ہے کہ وہ آپ کے بیٹے کی آواز تھی؟" پولیس والے نے پوچھا۔

سادھنا نے خود کو سنبھالنے کے لیے میز کا سہارا لیا "تم مجھے پاگل نہ سمجھو۔ وہ نوین ہی تھا۔ کیا میں اس کی آواز نہیں پہچانوں گی۔ پولیس اسٹیشن کا نمبر بتاؤ۔"

پولیس والے نے ہچکچاتے ہوئے نمبر بتایا۔ اسے ڈر تھا کہ چیف اس کی کھنچائی کریں گے۔ فون پر اس کی ڈیوٹی تھی۔

سادھنا نے نمبر ملایا۔ دوسری طرف ہیڈ محرر نے فون ریسیو کیا۔ سادھنا اس سے بات کرنے والی تھی کہ رابطہ منقطع ہوگیا "فون ڈیڈ ہوگیا ہے۔" وہ بڑبڑائی۔

پولیس والے نے ریسیور سے کان لگا کر سنا اور بولا "آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔"

"تم مجھے پولیس اسٹیشن لے چلو.... نہیں.... ایسا کرو، تم چلے جاؤ۔ کیا پتا فون ٹھیک ہوجائے اور نوین مجھے فون کرے۔ تم چیف کو جا کر بتاؤ کہ نوین نے فون کیا تھا۔ تم تھانے جاؤ۔ ہم یہیں رہیں گے۔" سادھنا نے کہا۔

"لیکن میں آپ کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔" پولیس والا گھبرا گیا۔

"پلیز.... دیکھو تھانہ دور نہیں اور تمہارے پاس گاڑی بھی ہے۔ تم پانچ منٹ میں جاؤ گے اور پانچ منٹ میں آؤ گے۔ دس منٹ لگیں گے۔ پلیز۔"

پولیس والا سوچتا رہا۔ چیف نے اسے یہاں رکنے کو کہا تھا لیکن اگر بچے نے فون کیا ہے اور اس نے چیف کو اطلاع نہیں دی تو چیف اس پر غصے ہوگا۔ اس نے سوچا، یہ کام گھنشام کے سپرد کردے اور خود یہاں رکا رہے لیکن یہ مناسب نہیں تھا۔ بات ذمے داری کی تھی اور جب فون ہی ڈیڈ ہوگیا تو اسے اپنی ذمے داری پوری کرنے کے لیے خود ہی جانا ہوگا۔

"ٹھیک ہے، میں جاتا ہوں۔ آپ دونوں یہیں رہیے گا۔" اس نے کہا اور عقبی دروازے کی طرف لپکا۔

سادھنا نے کہا "گھنشام بھائی، نوین کو پتا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ بتانے ہی والا تھا کہ لائن کٹ گئی۔ اب سوچو، وہ کسی سڑک پر تو نہیں ہوگا۔ وہ باہر نہیں ہے۔ کاش.... کسی طرح پتا چل جائے۔ اندازہ ہی ہوجائے۔"

گھنشام اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے ابھی تک یقین نہیں تھا کہ [illegible] ہو رہا تھا۔

"اور نوین نے کہا کہ اری کی طبیعت خراب ہے۔ آج میں اسے باہر بھی نہیں جانے دینا چاہتی تھی لیکن پھر میں نے سوچا، آدھا گھنٹا کھیلنے دیا جائے۔ کیا حرج ہے۔ سو میں نے اسے سرخ دستانے پہنائے۔ وہ والے جن پر مسکراتا ہوا چہرہ بنا ہے اور میں نے کہا.... دستانے مت اتارنا۔ سردی بہت ہے۔ مجھے یاد ہے، اس وقت میں نے سوچا تھا کہ شکر ہے۔ آج اس کے پاس ایک جیسے دستانوں کی جوڑی موجود ہے لیکن جب میں انہیں ڈھونڈنے نکلی تو ایک دستانہ مجھے جھولے کی رسی سے الجھا ہوا ملا۔ ہائے.... اب میں سوچتی ہوں "کاش میں نے انہیں باہر نہیں جانے دیا ہوتا۔"

اس نے گھنشام کے چہرے کو نہیں دیکھا جو بالکل تبدیل ہوگیا تھا "کیا کہہ رہی ہو تم سادھنا؟ میں تو سمجھا تھا کہ مسکراتے ہوئے چہرے والا ایک ہی دستانہ ہے تمہارے پاس۔"

"ایک ہی تھا مگر کل رات دوسرا بھی مل گیا تھا۔"

"مجھے معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں۔" گھنشام اچانک پھٹ پڑا "بھگوان، میں بھی کتنا احمق ہوں۔" اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر دوسرا دستانہ نکال لیا "یہ مجھے شانتی ہاؤس کے گیراج میں پڑا ملا اور میں نے سمجھا کہ یہ میری کار میں سے گرا ہے لیکن اگر آج دونوں دستانے موجود تھے تو یہ ممکن نہیں۔ اور وہ منحوس آدمی۔"

ساودھنا نے اس سے دستانہ جھپٹ لیا "یہ... یہ تمہیں کہاں سے ملا؟"

"بتا تو رہا ہوں۔ شانتی ہاؤس کے گیراج سے۔ آج میں ایک گاہک کو مکان دکھانے وہاں لے کر گیا تھا۔"

"شانتی ہاؤس جہاں وہ جسونت رہتا ہے۔ میں نے اسے بس ایک بار دیکھا تھا اور وہ بھی دور سے۔ ارے... نہیں... نہیں۔" ایک لمحے میں ساودھنا کی سمجھ میں سب کچھ آگیا۔ بالکل صاف اور واضح۔ اگرچہ وہ دیر سے سمجھی تھی "سنو گھنشام، میں شانتی ہاؤس جارہی ہوں۔ ممکن ہے، ابھی دیر نہ ہوئی ہو۔ تم پولیس اسٹیشن جاؤ اور اجیت کو اور پولیس کو لے کر آؤ۔ میں مکان میں داخل ہو سکتی ہوں۔"

"میں شانتی ہاؤس چلا جاتا ہوں...."

"نہیں۔ میں جاؤں گی۔" ساودھنا کا لہجہ ہسٹیریائی تھا "تم میرے سوال کا جواب دو۔ میں مکان میں داخل ہو سکتی ہوں۔"

گھنشام کو اندازہ ہوگیا کہ اس کیفیت میں ساودھنا سے بحث کرنا بے سُود ہوگا "میرے پاس سامنے کے دروازے کی چابی ہے۔" اس نے جیب سے چابیوں کا گچھا نکالا "یہ شانتی ہاؤس کی چابیاں ہیں۔"

ساودھنا نے چابیاں لیں اور عقبی دروازے کی طرف لپکی۔ گھنشام اس کے پیچھے تھا۔ ساودھنا اپنی کار میں بیٹھی اور گھنشام نے اپنی بائیک اسٹارٹ کی۔

برف باری تیز ہو رہی تھی۔ اس میں دیکھنا مشکل تھا لیکن ساودھنا پوری رفتار سے گاڑی چلا رہی تھی۔ پانچ منٹ بعد وہ اس پہاڑی سڑک پر پہنچ گئی جو شانتی ہاؤس کی طرف جاتی تھی۔ برف کی وجہ سے سڑک خطرناک ہو رہی تھی۔ گاڑی پھسل بھی رہی تھی۔ اور... نظر بھی کم ہی آرہا تھا۔

وہ درخت ساودھنا کو آخری لمحے میں نظر آیا جب گاڑی اس کے بہت قریب پہنچ چکی تھی۔ ساودھنا نے اسٹیئرنگ کاٹا پھر بھی گاڑی درخت سے ٹکرا گئی۔

ساودھنا گاڑی سے اتری اور پیدل ہی چڑھائی کی طرف لپکی۔ گاڑی پر وقت ضائع کرنا مناسب نہیں تھا۔

وہ پورچ تک پہنچی تو اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گر گئی۔ اس کے گھٹنے میں درد کی لہر اٹھی مگر اس نے اسے نظر انداز کردیا اور داخلی دروازے کی طرف بڑھی۔ سُن انگلیوں سے اس نے چابی ٹٹولی اور اسے دروازے میں لگایا۔ پہلے تو تالے نے مزاحمت کی۔ اسے شبہ ہونے لگا کہ اس نے غلط چابی لگائی ہے مگر اسی لمحے چابی گھومی اور زنگ آلود تالا کھل گیا۔

اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا۔

اندر اندھیرا تھا... اور موت کی سی خاموشی۔ وہ چیخ کر نوین کو پکارنا چاہتی تھی... لیکن اس نے خود پر قابو رکھا۔

گھنشام نے بتایا تھا کہ وہاں دو زینے تھے۔ ایک سامنے اور دوسرا عقبی سمت۔ دونوں زینے ہال میں تھے۔ وہ بڑی بے یقینی کے ساتھ آگے بڑھی۔ اس نے دونوں ہاتھ آگے کی طرف پھیلائے ہوئے تھے۔ تاریکی ایسی تھی کہ اسے اپنے ہاتھ بھی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

وہ زینے تک پہنچی۔ اس نے اپنے سلیپر اتار دیے۔ وہ گیلے ہو رہے تھے جس کے نتیجے میں شور ہو سکتا تھا۔

ہر زینے میں تین فلائٹس تھیں۔ پہلا زینہ چڑھنے کے بعد وہ رکی۔ اس کی سانس پھول گئی تھی۔ سامنے کھلا ہوا دروازہ تھا پھر اسے واضح طور پر نوین کی آواز سنائی دی "اسے... یہ مت کرو۔ دور ہٹو..." آواز اوپر سے آئی تھی۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ وہ اپنی تھکن اور کمزوری بھی بھول گئی تھی۔ اوپر پہنچ کر وہ ہچکچائی۔ ہال میں روشنی نظر آرہی تھی۔ اب ہر طرف سناٹا تھا۔ وہ محتاط انداز میں ڈرائنگ روم سے گزرتی ہوئی بیڈ روم کی طرف بڑھی۔ وہاں موم بتی کی روشنی تھی۔

اسے ایک شخص نظر آیا۔ اس کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے بیڈ پر پڑے وجود کو سنبھال رہا تھا جو ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے وہ ایک ننھے سے سر پر پلاسٹک کا شاپر چڑھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

ساودھنا کو نوین کی آنکھیں نظر آئیں۔ وہ چلائی "اسے چھوڑ دو [illegible]" اسے [illegible] بعد میں احساس ہوا کہ اس نے کس کا نام لیا ہے۔

اس شخص نے پلٹ کر دیکھا۔ تب ساودھنا کو ارملا بیڈ پر پڑی دکھائی دی۔

ایک لمحے کو وہ شخص سناٹے میں آیا مگر فوراً ہی اس کے چہرے پر خباثت بکھر گئی "تم...؟" وہ جارحانہ انداز سے ساودھنا کی طرف بڑھا۔

ساودھنا کو اپنی کلائی پر اس کی گرفت محسوس ہوئی۔ اگلے ہی لمحے اس نے جھٹکا دے کر خود کو چھڑایا اور بیڈ کی طرف لپکی۔ وہ نوین کے سر کو پلاسٹک کے بیگ سے نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ نوین کے رخسار نیلے ہو رہے تھے۔ اسے اس کی سانسوں کی پھنکار سنائی دی تو وہ مڑی۔ اشیش اس پر حملہ آور ہو رہا تھا۔

اس نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔ اس کا پاؤں ارملا کے جسم سے ٹکرایا۔ ارملا کے جسم میں حرکت تھی۔ وہ زندہ تھی۔

وہ بلا ارادہ چیخنے لگی۔ وہ مدد کے لیے چیخ رہی تھی۔ اشیش کا ہاتھ اس کے منہ پر آجما۔ وہ اس کی ناک بھی دبا رہا تھا۔ اس کا دم گھٹنے لگا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔

اسی وقت ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی۔ اس کو پھندا لگ گیا۔ وہ سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی مگر سانس اس کے سینے میں نہیں سما رہی تھی۔ اس عالم میں بھی اسے احساس تھا کہ کوئی اس کا نام

لے کر اسے پکار رہا ہے۔ شاید وہ اجیت کی آواز تھی۔ یقیناً وہ اجیت تھا۔ اس نے جواب میں اسے پکارنا چاہا لیکن اس کے حلق سے کوئی آواز نہیں نکلی۔ نکل ہی نہیں سکتی تھی۔

"ممی.... ممی.... وہ ارلی کو لے کر جا رہا ہے۔" نوین چلّایا۔ وہ اسے جھنجوڑ بھی رہا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھی۔ اشیش ارملا کو اٹھا کر اس کے قریب سے گزر رہا تھا اور ارملا رو رہی تھی۔

"اسے چھوڑ دو اشیش۔ تم اسے چھونا بھی نہیں۔"

جواب میں اشیش نے اسے خون خوار نظروں سے دیکھا اور ارملا کو اٹھائے ہوئے ساتھ والے تاریک کمرے کی طرف بڑھا۔

وہ اٹھی اور لڑکھڑاتے قدموں سے اس کے پیچھے چلی۔ وہ آنکھوں کے سامنے چھائے ہوئے اندھیرے کو جھٹکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ادھر سیڑھیوں پر کسی کے اوپر آتے ہوئے قدموں کی چاپ بلند تر ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے اندھیرے میں اشیش کو دیکھنے کی کوشش کی پھر کھڑکی کے سامنے اسے اس کا ہیولا نظر آیا۔ وہ بالا خانے کی طرف جانے والی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

"اجیت.... اوپر.... وہ اوپر جا رہا ہے۔" بالآخر اسے اپنی کھوئی ہوئی آواز مل گئی۔ پھر وہ بھی اشیش کے پیچھے بالا خانے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

اشیش اس بالکونی کی طرف جا رہا تھا جہاں سے جھیل کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ وہ .... بالکونی .... [illegible]
"اشیش، وہاں مت جاؤ۔ واپس آجاؤ۔" وہ چلّائی "یہ جگہ بہت خطرناک ہے۔"

اشیش آخری سیڑھی پر تھا۔ اس نے بالا خانے کی طرف کھلنے والے دروازے کو دھکیلا۔ ارملا خوف زدہ ہو کر بری طرح رو رہی تھی اور اسے پکار رہی تھی "ممی.... ممی...."

اشیش دروازے سے گزرا۔ وہ بالکونی کی طرف جا رہا تھا۔ سادھنا وجود کی پوری قوت مجتمع کر کے اس کے پیچھے دوڑی۔ بالکونی کی ریلنگ بہت نیچی تھی۔ سادھنا نے اشیش کو پیچھے سے پکڑ کر کھینچنے کی کوشش کی۔ اسے ڈر تھا کہ ارملا نہ گر جائے "اشیش، رک جاؤ اشیش...." وہ چلّائی۔

اشیش کے چہرے سے برف کے ذرات ٹکرا رہے تھے۔ وہ پلٹا اور اس نے سادھنا کو لات مارنے کی کوشش کی۔ ناکام ہو کر وہ توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑاتا ہوا پیچھے کی طرف ہٹا۔ اسے خود پر قابو نہیں تھا لیکن اس نے ارملا کو مضبوطی سے جکڑ رکھا تھا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا ریلنگ سے ٹکرایا اور اسے خود کو سنبھالنے کا موقع مل گیا۔ اس کی سانسیں اکھڑی اکھڑی تھیں مگر وہ اس عالم میں بھی ٹوٹے ٹوٹے ہذیانی قہقہے لگا رہا تھا۔

اب وہ ارملا کو ریلنگ سے ٹکائے کھڑا تھا "آگے مت آنا۔ ورنہ میں بچی کو نیچے پھینک دوں گا۔" اس نے سادھنا سے کہا "ان لوگوں سے کہو کہ واپس جائیں۔ ان سے کہہ دو کہ مجھے چھونے کی بھی کوشش نہ کریں۔"

"تم ارملا کو مجھے دے دو۔ میں تمہاری مدد کروں گی۔" سادھنا گڑگڑا رہی تھی "میں انہیں سمجھاؤں گی کہ تمہارے ساتھ نفسیاتی مسائل ہیں۔ تم بیمار ہو۔"

"[illegible] ... تم ... چاہو گی کہ وہ مجھے تباہ کر دیں۔" وہ ایک قدم اور ریلنگ کی طرف بڑھا۔

"نہیں اشیش.... یہ غلطی مت کرو۔ تمہیں تو پانی سے خوف آتا ہے۔ تم پانی کے اندر اپنا سر گوارا ہی نہیں کر سکتے۔ جب تمہاری لاش برآمد نہیں ہوئی تو مجھے اسی وقت سمجھ لینا چاہیے تھا کہ تم نے خودکشی نہیں کی ہے۔ تم خود کو بھی ڈبو نہیں سکتے مگر مجھے یہ بات یاد ہی نہیں رہی تھی۔"

اسی وقت اسے چٹخنے کی آواز سنائی دی۔ ریلنگ ٹوٹ رہی تھی۔ اشیش کا سر پیچھے کی طرف گیا۔ اس کے ہاتھ آگے کی طرف بڑھے۔ ارملا اس کے ہاتھ سے چھوٹی۔ سادھنا تیزی سے جھپٹی۔ اس کے ہاتھ میں ارملا کے بال آگئے۔ اس نے مضبوطی سے بچی کو پکڑ لیا۔ اسی لمحے پیچھے کی طرف گرتے ہوئے اشیش نے چیختے ہوئے اس کی ٹانگ تھام لی۔

اسی لمحے دو مضبوط بازوؤں نے پیچھے سے سادھنا کو پکڑ لیا۔ گرفت بہت مضبوط تھی۔ پھر ان مہربان ہاتھوں نے ارملا سمیت اسے پیچھے کھینچ لیا۔

سادھنا اجیت سے لپٹی کھڑی تھی۔ اشیش کا بھاری بھرکم وجود ٹوٹی ہوئی ریلنگ سے گزرتا دکھائی دیا اور پھر غائب ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے پانی میں چھپاکے کی آواز سنائی دی۔

ڈراؤنا خواب ختم ہو گیا تھا۔

○☆○

ایک موسیقار یہ ثابت کرنے کے لیے کہ موسیقی سے جانوروں پر سحر طاری ہو جاتا ہے "ایک جنگل میں گیا۔ وہاں اس نے ساز بجانا شروع کر دیا ایک ہاتھی، ایک زیبرا، ریچھ، سانپ، بھیڑیا، لومڑی غرض بہت سے جانور اس کے گرد جمع ہو گئے اور ساکت وجامد ہو کر موسیقی سننے لگے۔

اتنے میں ایک شیر گرجتا ہوا آیا۔ اس نے دائرے کو چیرا اور چھلانگ لگا کر موسیقار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

اس کی اس حرکت پر ہاتھی کو بہت غصہ آیا۔ اس نے شیر سے پوچھا "تم نے یہ حرکت کیوں کی؟"
"کیا کہا؟ ذرا زور سے بولو" شیر نے جواب دیا۔

آتش دان میں لکڑیاں چٹخ رہی تھیں۔ کمرا خوب گرم ہو رہا تھا اور کافی کی مہک ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ریٹا اور جارج اپنا اسٹور کھول کر ڈبل روٹی اور گوشت لے آئے تھے۔ جس وقت اجیت اور سادھنا اسپتال میں بچوں کے پاس تھے' وہ ان کے گھر میں سینڈوچ بنا رہے تھے۔ گھنشام ان کے ساتھ تھا۔

وہ بچوں کے ساتھ گھر واپس آئے تو ٹی وی والوں نے بچوں کے ساتھ کار سے اترتے ہوئے ان کی فلم بنائی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگلے روز وہ انٹرویو دیں گے "مگر میں ان سب لوگوں کا شکریہ ضرور ادا کروں گا جن کی دعاؤں نے ہمارے بچوں کو نقصان پہنچنے سے بچایا۔" اجیت نے مائیک میں کہا۔

اب سادھنا ارملا کو لپٹائے ہوئے کاؤچ پر بیٹھی تھی۔ بچی کمبل میں لپٹی ہوئی تھی اور سو رہی تھی۔

نوین اجیت کی گود میں تھا اور ایشور لال سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کے لہجے میں فخر تھا "جب اچھے آدمی نے چیخ کر مجھ سے کہا کہ میں بھاگ جاؤں اور مدد لے کر آؤں تو میں وہاں سے نہیں نکلا۔ وہ دونوں لڑ رہے تھے۔ میں اوپر اری کے پاس گیا۔ وہاں سے میں نے ممی کو فون کیا مگر پھر فوراً ہی فون خراب ہو گیا... اور برا آدمی آگیا۔"

"تم بڑے زبردست بچے ہو۔" اجیت نے کہا۔ اس کی نگاہیں سادھنا اور ارملا کے چہروں سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔ سادھنا کے چہرے سے پریشانی [illegible] اور وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

چیف دیال نے کافی کی پیالی خالی کر کے رکھی اور اس بیان کا جائزہ لینے لگا جو اسے اخبار نویسوں کو دینا تھا۔

پروفیسر اشیش کمار عرف جسونت کو پانی سے زندہ نکال لیا گیا تھا لیکن اس کی حالت بہت تباہ تھی۔ مرنے سے پہلے بہرحال اس نے اعتراف کر لیا کہ اپنے بچوں کو اس نے ہی قتل کیا تھا۔ اس نے یہ اعتراف بھی کیا کہ چودہ سال پہلے سادھنا کی ماں انورادھا کی موت میں بھی اس کا ہی ہاتھ تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ انورادھا سادھنا سے اس کی شادی نہیں ہونے دے گی۔ جس وقت انورادھا ریسٹورنٹ میں سادھنا کے ساتھ تھی' اس نے جا کر اس کی گاڑی کے اسٹیئرنگ میں گڑبڑ کر دی تھی۔

بنواری لال اسپتال میں تھا۔ اس کا سر پھٹا تھا مگر اس کی حالت خطرے سے باہر تھی۔ ڈاکٹروں نے نوین اور ارملا کا معائنہ کیا تھا۔ ان کے ساتھ کوئی جنسی زیادتی نہیں کی گئی تھی۔ نوین کے رخسار پر نیل تھا جو اشیش کے تھپڑ کی نشانی تھا۔

چیف دیال کو لگ رہا تھا کہ تھکن اس کی ہڈیوں تک میں اتر گئی ہے اور وہ شرمندہ تھا کہ اس نے اپنے تجربے کے باوجود سادھنا کو سمجھنے میں غلطی کی۔ صرف اس لیے کہ وہ اس کی اصل کو نہیں پہچان سکا تھا اور وہ اپنے موقف پر اس طرح ڈٹ گیا تھا کہ اس نے کسی کی بھی نہیں سنی... نہ سادھنا کی' نہ اجیت کی اور نہ ڈاکٹر ایشور لال کی۔

گھنشام نے کرن سے کافی کو پوچھا۔

"کافی۔" کرن نے پرخیال لہجے میں کہا "اس وقت تو کافی ضروری ہے۔" اس نے گھنشام کو غور سے دیکھا "آپ بھی پی لیں۔ کتنے تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔"

گھنشام نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ اس کے چہرے پر اُداسی پھیل گئی۔ کرن کے لہجے میں اسے معذرت محسوس ہوئی تھی مگر یہ اس کا وہم بھی ہو سکتا تھا۔

کرن اس اُداسی کی وجہ سمجھ سکتی تھی۔ اس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا "یہ دن ہی ایسا تھا کہ ہر شخص نے حقائق کو نظر انداز کر دیا۔ آج صبح میں نے سوچا تھا کہ اجیت سے پوچھوں گی کہ شانتی ہاؤس کے کرائے دار کی کھڑکی سے چمک سی کیوں نظر آتی ہے۔ اگر اس بات کی چھان بین کر لی جاتی تو بات اتنی آگے نہیں بڑھتی۔"

"ہوتا ہے... ایسا بھی ہوتا ہے۔" چیف دیال نے کہا۔

"مگر تم نے اہم کام کیا۔" کرن نے گھنشام سے کہا "اگر تم اس خریدار کو شانتی ہاؤس دکھانے نہ لے جاتے تو اشیش کمار ڈسٹرب نہ ہوتا اور بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے شیطانی منصوبے پر عمل کر گزرتا۔"

گھنشام کے چہرے پر پہلی بار طمانیت ابھری "شکریہ کرن۔ ویسے مجھے [illegible] کے متعلق سادھنا کو فوراً ہی بتا دینا چاہیے تھا۔"

"ابھی مجھے موٹر سائیکل پر گھر چھوڑ دو گے؟" کرن کی نگاہوں میں دعوت تھی۔

"ضرور۔" گھنشام کی نگاہوں میں وعدہ تھا۔ خوشی تھی۔ اس نے سوچا' آج وہ کرن سے کھل کر بات کر لے گا۔

سادھنا سوچ رہی تھی۔ وہ مطمئن تھی کہ سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ بہت بڑی بات تھی کہ اس کا ماضی درست ہو گیا تھا۔ اب اسے دنیا سے چھپنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ قید سخت سے آزاد ہو گئی تھی۔ اس نے ارملا کو سینے سے بھینچتے ہوئے نوین کی طرف دیکھا جو اجیت سے لپٹا بیٹھا تھا۔

"ممی۔" نوین نے تند اسی آواز میں کہا "میں آپ کا جنم دن کا تحفہ تو لایا ہی نہیں۔"

"تم فکر نہ کرو بیٹے۔" اجیت نے اسے دلاسا دیا "ہم ممی کا جنم دن کل منائیں گے اور مجھے معلوم ہے کہ تمہاری ممی کے لیے کون سے تحفے مناسب ہیں۔" اس کی آنکھوں میں چمک ابھری۔ اب وہ سادھنا کو دیکھ رہا تھا "اب تم اپنی ممی کے بالوں کا اصل رنگ دیکھ لینا اور اب تمہاری ممی بہت اچھی تصویریں بنائیں گی۔"

لیکن نوین سو چکا تھا اور سادھنا اور اجیت جاگ رہے تھے...!